بارہ
شاگردوں کے احوال

بارہ شاگردوں کے احوال

از قلم

لیزلی بی۔ فلن
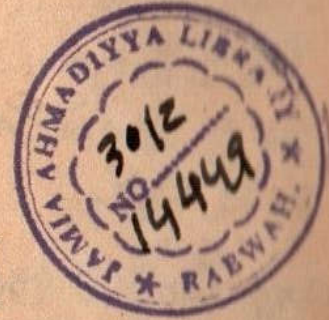
مترجم

جیکب سموئیل ایم۔ اے، بی۔ ایڈ

بار ________________ دوم

تعداد ________________ پانچ سو

قیمت ________________ ۳۰ روپے

مینجر مسیحی اشاعت خانہ ۳۶ فیروز پور روڈ، لاہور نے مُوسیٰ کاظم پرنٹرز، لاہور سے چھپوا کر شائع کیا۔

پہلا باب

بارہ چنیدہ مرد

بائبل سٹڈی کلاس کے استاد نے حاضرین سے کہا کہ بارہ رسولوں کے نام بتاؤ۔ وہ بول اٹھے "یہ کون سا مشکل ہے!" اور نام بتانے شروع کئے "پطرس، یعقوب، یوحنا..." پھر کچھ تامل کے بعد مزید نام بتائے "اندریاس... توما... یہوداہ..." مزید خاموشی کے بعد "فلپس... نتن ایل..." کوئی بھی باقی نام نہ بتا سکا۔ کلیسیا کا کوئی عام ممبر بارہ میں سے آدھے سے زیادہ نام نہیں بتا سکتا۔ بعض تو غلطی سے مرقس اور لوقا کو بھی شاگردوں میں شامل کر لیتے ہیں۔

اکثر مسیحی ان بارہ کے متعلق غلط تصور رکھتے ہیں۔ یورپ میں سیاحوں کا ایک گروہ ایک خوبصورت گرجے میں رنگین شیشوں کی تصاویر سے مزین کھڑکیوں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ ہر کھڑکی میں الگ الگ رسول کی تصویر دکھائی گئی تھی۔ ان کے سروں کے گرد نوری ہالے، فرشتوں جیسی شکل و شباہت اور دلکش مسکراہٹ دیکھ کر گائیڈ کہنے لگا "یہ رسول کیسے پاکیزہ اور کامل لوگ تھے!" لیکن یہ ایک غلط فہمی ہے۔

عام آدمی

صدیاں گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ ان رسولوں کو اتنا پاک اور نیک

اور فائق انسان ماننے لگے کہ عام انسان ان تک رسائی نہیں پا سکتا۔ وہ حقیقی انسان تھے۔ غلطی کرنے والے فانی انسان تھے جو گلیل کے کسی قصبے کی چھوٹی سی معمولی سی گلی میں رہا کرتے تھے۔ اپنے خدوخال میں عام انسانوں جیسے تھے۔ انہوں نے اپنے مقامی عبادت خانوں میں اوسط درجے کی تعلیم پائی تھی۔

وہ عمر رسیدہ مرد نہیں بلکہ نوجوان تھے، غالباً ۲۰ برس کے پیٹے میں۔ یوحنا تو شاید اٹھارہ انیس برس کا ہو گا اور پطرس تقریباً ۳۰ برس کا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ پطرس شادی شدہ تھا (متی ۸ : ۱۴)۔ بائبل مقدس سے اشارہ ملتا ہے کہ دوسرے رسول بھی شادی شدہ تھے (۱-کرنتھیوں ۹ : ۵)۔ ان کا تعلق نچلے یا درمیانہ طبقوں سے تھا اور عام پیشوں سے روزی کماتے تھے۔ وہ سب کے سب یہودی تھے۔

غیر کامل آدمی

اناجیل رسولوں کی جو تصویر پیش کرتی ہیں اس کے مطابق ان میں بھی خامیاں اور کمزوریاں تھیں۔ مثال کے طور پر وہ گلیل کی جھیل پر شدید طوفان میں ڈر اور سہم گئے تھے۔

گتسمنی باغ میں وہ نیند سے مغلوب ہو گئے حالانکہ ان کو خاص طور پر کہا گیا تھا کہ جاگو اور دعا مانگو۔

جب مریم نے یسوع کو قیمتی عطر ملا تو وہ سخت ناراض اور برہم ہوئے۔ اس کی کچھ وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ اس کی دولت سے جلتے تھے (متی ۲۶ : ۸)۔

ہم سب کی طرح ان رسولوں کی یادداشت بھی کئی دفعہ جواب دے جاتی تھی۔ ایک دفعہ گلیل کی جھیل پار کرنے کے بعد ان کو پتہ چلا کہ ہم روٹی ساتھ لانا بھول گئے ہیں (متی ۱۶ : ۵)۔

شاگردوں کی بے اعتقادی پر یسوع کو جھڑکنا پڑا۔ اس بے اعتقادی کے باعث وہ بدروح گرفتہ لڑکے میں سے بدروح کو نہ نکال سکے تھے۔

ان میں سے دو شاگرد ایک گاؤں کو آگ سے بھسم کرنا چاہتے تھے (لوقا ۹ : ۵۴)۔

وہ غلط تصورات کا شکار بھی ہو جاتے تھے۔ انہوں نے ایک آدمی کے بارے میں سوچا کہ اس کا اندھا پن اس کے یا اس کے والدین کے گناہ کا نتیجہ ہے۔

وہ اپنے مالک (استاد) کی تعلیمات کو سمجھنے میں کیسے ست تھے! "نادانو اور . . . ست اعتقادو" (لوقا ۲۴ : ۲۵) کے صفاتی الفاظ ان پر اکثر صادق آتے تھے۔

انہوں نے یہ غلطی بھی کی کہ ماؤں کو اپنے بچوں کو برکت کے لئے یسوع کے پاس لانے سے روکا۔

انہوں نے بڑے گھمنڈ اور شیخی سے کہا کہ ہم یسوع کا کبھی انکار نہیں کریں گے بلکہ اس کی خاطر جان بھی دے دیں گے۔ مگر اس کی گرفتاری کے وقت سب اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔

مگر یہی وہ انسان ہیں جن کی کمزوریوں، خامیوں اور ناکامیوں کو خداوند نے طاقت اور قوت میں بدل دیا جس سے وہ مشترکہ طور پر کلیسیا کی بنیاد بنے (افسیوں ۲ : ۲۰)۔ سچ تو یہ ہے کہ یسوع کو ان ہی غیر کامل آدمیوں

سے گزارا کرتا تھا۔ اپنے مشن کی تکمیل کے لئے آخرکار ان ہی سادہ، مخلص، دیہاتی مگر جوشیلے اور سرگرم شاگردوں پر انحصار کرتا تھا۔ وہ ان کو صبر سے تربیت دیتا رہا اور وہ رفتہ رفتہ حکمت اور فضل میں ترقی کرتے گئے۔ حتیٰ کہ وہ دن آگیا کہ خداوند یسوع آسمان پر صعود کر گیا اور اپنے مشن کی تکمیل کے لئے ان کو اس دنیا میں چھوڑ گیا۔

ان کے نمونے سے ہمارے اندر امید اور ڈھارس پیدا ہونی چاہئے۔ اگر خداوند ان انسانوں کو استعمال کر سکتا ہے جو کسی غیرمعمولی ذہانت کے مالک نہ تھے، جو ایسے پاک اور کامل بھی نہ تھے، تو ہم سب بھی اس کی خدمت میں کارآمد اور مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ ہم نہ پطرس کی طرح وعظ کر سکتے ہیں، نہ متی کی طرح لکھ سکتے ہیں، نہ اندریاس کی طرح گواہی دے سکتے ہیں، لیکن کلیسیا میں سارے لوگوں کے لئے ان کی خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود جگہ ہے۔

بہت سے بظاہر نااہل اشخاص کی معرفت آخرکار بڑے بڑے کام ہوئے۔ **ٹامس ایڈیسن** (متعدد چیزوں کا مشہور امریکن موجد) کے استادوں نے اس کے والدین سے کہہ دیا تھا کہ یہ لڑکا اتنا کند ذہن ہے کہ کچھ نہیں سیکھ سکتا۔

والٹ ڈزنی (مشہور کارٹونسٹ۔ ڈزنی لینڈ تفریحی پارک اسی سے منسوب ہے) کو اخبار والوں نے برطرف کر دیا تھا کہ "کسی کارآمد تصور" سے عاری ہے۔ وہ اپنی ڈرائنگ ایک مشہور ایڈیٹر کے پاس لے کر گیا تو اس نے کہہ دیا کہ تمہارے اندر کوئی صلاحیت اور لیاقت نہیں ہے۔

رابرٹ براؤننگ (انگریزی زبان کا نامور شاعر) اپنی نظموں کا مجموعہ

لندن کے ایک مشہور ایڈیٹر کے پاس لے گیا۔ ایڈیٹر نے پہلے صفحہ پر لکھ دیا "کوڑا، جھاگ، بے معنی، فضولیات۔"

ابتدائی دنوں میں شاگرد گم نامی کی طرف بڑھتا ہوا ایک بے نشان سا گروہ معلوم ہوتے تھے۔ مگر یسوع کے ساتھ رفاقت رکھنے کے باعث انہوں نے انجام کار دنیا کا حلیہ بدل دیا۔

چنیدہ آدمی

یسوع کے متعدد شاگرد تھے۔ ایک موقع پر اس نے کم سے کم ستر (۷۰) شاگردوں کو بھیجا (لوقا ۱۰ : ۱)۔ اس بڑے گروہ میں سے اس نے بارہ کو خصوصی بلاہٹ دی۔ "ان دنوں میں ایسا ہوا کہ وہ پہاڑ پر دعا کرنے کو نکلا اور خدا سے دعا کرنے میں ساری رات گزاری۔ جب دن ہوا تو اس نے اپنے شاگردوں کو پاس بلا کر ان میں سے بارہ چن لئے اور ان کو رسول کا لقب دیا" (لوقا ٦ : ۱۲، ۱۳)۔

لیکن ہمیں یہ نہیں بتایا گیا کہ اس نے ان کو کس معیار کے مطابق چنا۔ البتہ کچھ مہینوں کے مشاہدے کے بعد اس نے ان بارہ کو چنا۔

رسول کا مطلب : جس لفظ کا ترجمہ "رسول" کیا گیا ہے کلاسیکی یونانی زبان میں اس کا مفہوم کسی بحری بیڑے یا فوجی دستے کو فوجی مہم پر بھیجنا تھا۔ بعد میں اس کا مفہوم خود دستہ یا بیڑہ ہو گیا۔ اور آخرکار آدمیوں کا وہ گروہ ہو گیا جس کو کسی خاص مقصد کے لئے بھیجا جائے۔ اور اس نمائندے کو ظاہر کرتا تھا جس کو باضابطہ اختیار اور سند دے کر بھیجا گیا ہو۔ نئے عہدنامے کے دور تک اس کا مطلب وہ شخص ہو گیا جس کو کسی اعلیٰ حاکم کی طرف

سے پیغام دے کر بھیجا جائے۔ حالت فعلی میں اس کا لفظی مطلب ہے "بھیجنا"۔

مقدس مرقس (۳ : ۱۴ - ۱۵) لکھتا ہے کہ "اس نے بارہ کو مقرر کیا تاکہ اس کے ساتھ رہیں اور وہ ان کو بھیجے کہ منادی کریں اور بدروحوں کو نکالنے کا اختیار رکھیں۔" یہ بارہ رسول اپنے بھیجنے والے کے مستند نمائندے تھے۔ وہ خاص اختیار رکھتے تھے۔ ان کو یسوع کی مرضی اور اختیار سے مقرر کیا گیا تھا (متی ۱۰ : ۱، لوقا ۶ : ۱۳، اعمال ۱ : ۲، ۲ : ۳۷، ۴۲ - ۴۳)۔

رسولوں کی اہلیت : چند ایک خصوصیات ہیں جنہوں نے شاگردوں کے منصب کو یکتا اور بے مثال بنا دیا ہے۔

۱- وہ شروع سے یسوع کے ساتھ تھے۔ جب پطرس نے یہوداہ کی جگہ کسی دوسرے کو مقرر کرنے کی بات کی تو اس نے کہا کہ جانشین ان میں سے چنا جائے جو "یوحنا کے بپتسمہ سے لے کر خداوند کے ہمارے پاس سے اٹھائے جانے تک جو برابر ہمارے ساتھ رہے" (اعمال ۱ : ۲۱، ۲۲)۔

۲- وہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے یسوع کو جی اٹھنے کے بعد دیکھا تھا۔ اسی لئے پطرس یہوداہ کے متوقع متبادل کے بارے میں کہتا ہے کہ "چاہیئے کہ ان میں سے ایک مرد ہمارے ساتھ اس کے جی اٹھنے کا گواہ بنے" (آیت ۲۲)۔

۳- انہوں نے کلیسیا کے ایمان اور عقیدے کی بنیاد رکھی۔ یسوع نے وعدہ کیا تھا کہ میں اپنا روح القدس بھیجوں گا کہ وہ تمام سچائی

میں رسولوں کا ہادی اور راہنما ہو۔ اس وعدے کی ایک بڑی تکمیل تو یہ تھی کہ روح القدس کے وسیلے سے نئے عہدنامے کا الہام ہوا۔ بعد کی صدی میں ایمانداروں نے صرف ان ہی تحریروں کو مستند کتب میں شامل کیا جن کے بارے میں جانتے تھے کہ رسولوں نے یا ان کے نہایت قریبی حلقہ مثلاً مرقس، لوقا اور یعقوب نے لکھی ہیں۔

۴- انہوں نے کلیسیا کی تنظیم اور ڈھانچے کی بنیاد رکھی۔ اس میں "کنجیوں" کا استعمال شامل تھا (متی ۱۶ : ۱۸ - ۱۹)۔ پطرس کی قیادت میں انہوں نے نہ صرف یہودیوں کے لئے (اعمال ۲ : ۳۸ - ۴۱) بلکہ نیم یہودی سامریوں (۸ : ۱۴ - ۱۷) اور کرنیلیس کے گھرانے سمیت (۱۰ : ۴۴ - ۴۸) انطاکیہ میں (۱۱ : ۲۲ - ۲۳) غیر یہودیوں کے لئے بھی انجیل کی خوشخبری کے دروازے کھول دیئے۔ جب انجیل کا پیغام یہودی حدود سے نکل کر باہر کے حلقوں میں پھیلا تو ہر نئے قدم پر رسولوں کی منظوری حاصل کی جاتی رہی۔

۵- ان کو معجزے کرنے کی قدرت حاصل تھی (اعمال ۲ : ۴۳، ۵ : ۱۲، ۸ : ۱۸)۔ معجزوں کی اس قدرت کا مقصد ان کے پیغام کی تصدیق اور توثیق کرنا تھا (۲-کرنتھیوں ۱۲ : ۱۲، عبرانیوں ۲ : ۴)

لفظ "رسول" کا باضابطہ استعمال ان بارہ تک محدود ہے جو یکتا اور بے مثال طور پر یہ اہلیت اور یہ صفات رکھتے تھے (اعمال ۹ : ۲۷، ۱-کرنتھیوں ۱۵ : ۷)۔ جب رسول انتقال کر گئے تو اپنے محدود معنوں میں رسالت کا منصب بھی ان کے ساتھ ہی موقوف ہو گیا۔ گو برنباس، سیلاس، تمتھیس اور پولس کے متعلق لفظ "رسول" وسیع تر معنوں میں استعمال ہوا

ہے، لیکن ان میں سے کوئی بھی وہ معیار نہیں رکھتا تھا جو ان بارہ کو حاصل تھا۔

پولس اس شخص کی مثال ہے جس کو "رسول" کہا گیا ہے لیکن وہ ان بارہ میں شامل نہ تھا۔ بہت سے علماء کی رائے ہے کہ پولس کا دعویٰ رسالت اتنا مضبوط ہے کہ یہوداہ کی جگہ متیاہ کو نہیں بلکہ پولس کو نامزد ہونا چاہئے تھا۔ مگر یوں لگتا ہے کہ کلیسیا کے رسولوں نے متیاہ کے تقرر پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ متیاہ دوسرے گیارہ کے ساتھ مل کر کام کرتا تھا (اعمال ۲ : ۱۴، ۶ : ۲، ۹ : ۲۷)۔ لہٰذا پولس نہیں بلکہ متیاہ ہی ان بارہ میں شامل ہو گا جو اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کریں گے اور اسی کا نام نئے یروشلیم کی بنیاد پر کندہ ہو گا (مکاشفہ ۲۱ : ۱۴)۔

اگرچہ پولس بڑے زور سے دعویٰ کرتا ہے کہ میں رسول ہوں جسے خداوند یسوع نے مقرر کیا ہے اور مجھے خاص مکاشفے عطا ہوئے ہیں اور میں جی اٹھے مسیح کا گواہ بھی ہوں۔ مگر ساتھ ساتھ وہ کہتا ہے کہ میں اس رسالت کا اہل نہیں جس کے محدود اور باضابطہ معنی اوپر بیان کئے گئے ہیں۔ پولس کو مسیح کی زمینی زندگی میں اس کے ساتھ رہنے کا شرف کبھی حاصل نہ ہوا، یوحنا کے بپتسمہ سے شروع کر کے ساتھ رہنے کی بات تو بہت دور رہ جاتی ہے۔ پولس نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ میں ان بارہ کے ساتھ شمار کیا جاؤں اور نہ وہ اس طرح مقرر ہوا تھا۔ بلکہ وہ تسلیم کرتا ہے کہ ان بارہ کا گروہ مجھ سے الگ ہے (۱-کرنتھیوں ۱۵ : ۵ - ۷)۔

وہ بارہ تھے

خداوند نے بارہ رسول چنے۔ بارہ کیوں ؟ وہ رسولوں کی تعداد کم بھی

رکھ سکتا تھا اور یقیناً زیادہ کو بھی استعمال کر سکتا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ ۱۲ حکومتی کاملیت کا عدد ہے۔ خدا کی چنی ہوئی قوم کو ۱۲ قبیلوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ پھر اسرائیل کے قبیلوں کی عدالت کے لئے بھی ۱۲ تخت ہوں گے۔ نئے یروشلیم کے دروازے ۱۲ موتیوں کے ہوں گے۔ شہر کی ۱۲ بنیادیں ہوں گی اور وہاں ۱۲ قسم کے پھل پیدا ہوں گے (متی ۱۹ : ۲۸، مکاشفہ ۲۱ : ۱۲، ۱۴، ۲۲ : ۲)۔

رسولوں کو ۱۲ کی تعداد کی اہمیت کا پورا احساس تھا۔ اس لئے انہوں نے غدار یہوداہ کی خالی جگہ پر کرنے میں جلدی کی (اعمال ۱ : ۱۵ - ۲۶)۔

یہ بات اہم ہے کہ رسولوں کا ذکر اکثر ایک گروہ کے طور پر کیا گیا ہے۔ اور ان کے لئے "ان بارہ" یا "وہ بارہ" کے لفظ استعمال ہوئے ہیں (متی ۱۰ : ۵، ۲۶ : ۱۴، ۲۰، ۴۷، مرقس ۴ : ۱۰، ۶ : ۷، ۹ : ۳۵)۔ وہ ایمانداروں کی خاص جماعت بن گئے تھے کہ ان کو خاص، بڑے اور مشترکہ مشن کے لئے بلایا گیا اور تربیت دی گئی تھی۔ وہ ہمیں بار بار اکٹھے کام کرتے نظر آتے ہیں ---- یسوع کی جگہ بپتسمہ دیتے ہوئے، ۵۰۰۰ کو روٹیاں اور مچھلیاں تقسیم کرتے ہوئے، عید فسح مناتے ہوئے، اور بالاخانے میں جی اٹھے مسیح سے ملاقات کرتے ہوئے۔ ایسٹر کی پہلی ملاقات کے وقت توما کی غیرحاضری کا خاص ذکر کیا گیا ہے۔

ابتدائی کلیسیا میں بھی وہ ایک جماعت کے طور پر عمل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مسیح کے آسمان پر جانے کے بعد وہ سب بالاخانے پر جمع ہو کر پاک روح کے نزول کا اکٹھے انتظار کرتے ہیں۔ جو اپنی رضامندی سے دیتے تھے وہ سب کچھ لا کر رسولوں ہی کے قدموں میں رکھتے تھے (اعمال

۴ : ۳۷)۔ تمام رسول ہی نشان اور عجیب کام دکھاتے تھے (۵ : ۱۲ - ۱۶)۔ ستفنس کی شہادت کے بعد رسول یروشلیم میں رہے جبکہ باقی مقدسین کی اکثریت دوسری جگہوں پر منتشر ہو گئی (۸ : ۱)۔ جب غیراقوام بھی خوشخبری کو قبول کرنے لگیں تو رسول ان کا حساب طلب کرتے تھے (۸ : ۱۴، ۱۱ : ۱، ۲۲)۔ رسولوں نے مل کر پولس کے ایمان لانے کی حقیقت پر سوال اٹھایا کہ یہ بات درست بھی ہے یا نہیں (۹ : ۲۶ - ۲۸)۔ رسولوں نے بزرگوں کے ساتھ مل کر پہلی چرچ کونسل بنائی (اعمال ۱۵ : ۶، ۱۶ : ۴)۔

رسولوں کی فہرستیں : رسولوں کی چار فہرستیں دی گئی ہیں۔ اناجیل متوافقہ (متی، مرقس اور لوقا) میں ایک ایک اور پھر اعمال کی کتاب میں ایک۔ کسی وجہ سے یوحنا کی انجیل میں ایسی کوئی فہرست نہیں دی گئی۔ یہ ۱۲ نام چار چار کے تین گروپ معلوم ہوتے ہیں۔ ہر گروپ میں ہمیشہ وہی چار نام شامل ہیں، اگرچہ ترتیب مختلف ہو سکتی ہے۔

البتہ چاروں میں سے ہر گروپ کا آغاز ایک ہی نام سے ہوتا ہے۔ غالباً اس شخص کو اس گروپ کا لیڈر مانا جاتا تھا۔ پہلے گروپ میں پطرس کا نام پہلے آتا ہے (نام ۱ - ۴)۔ دوسرے میں فلپس کا (نام ۵ - ۸) اس طرح اس کا نام ہمیشہ پانچویں نمبر پر آتا ہے۔ حلفئی کا بیٹا یعقوب تیسرے گروپ میں پہلے نمبر پر آتا ہے (نام ۹ - ۱۲) اور اس طرح ہمیشہ نویں نمبر پر ہوتا ہے۔ یہوداہ کا نام سوائے اعمال کی کتاب کے ہمیشہ آخر میں آتا ہے مگر اس وقت تک وہ خودکشی کر چکا تھا اس لئے اس کا نام چھوڑ دیا گیا ہے۔

	متی ۱۰ : ۲ - ۵	مرقس ۳ : ۱۶ - ۱۹	لوقا ۶ : ۱۴ - ۱۶	اعمال ۱ : ۱۳
۱ -	شمعون (پطرس)	شمعون (پطرس)	شمعون (پطرس)	پطرس
۲ -	اندریاس	یعقوب	اندریاس	یوحنا
۳ -	یعقوب	یوحنا	یعقوب	یعقوب
۴ -	یوحنا	اندریاس	یوحنا	اندریاس
۵ -	فلپس	فلپس	فلپس	فلپس
۶ -	برتلمائی (نتن ایل)	برتلمائی (نتن ایل)	برتلمائی (نتن ایل)	توما
۷ -	توما	متی	متی	برتلمائی (نتن ایل)
۸ -	متی	توما	توما	متی
۹ -	یعقوب (چھوٹا)	یعقوب (چھوٹا)	یعقوب (چھوٹا)	یعقوب (چھوٹا)
۱۰ -	تدی	تدی	شمعون زیلوتیس	شمعون زیلوتیس
۱۱ -	شمعون قنانی (زیلوتیس)	شمعون قنانی (زیلوتیس)	یہوداہ (تدی)	یہوداہ (تدی)
۱۲ -	یہوداہ اسکریوتی	یہوداہ اسکریوتی	یہوداہ اسکریوتی	---

پہلے گروپ میں سے تین افراد کو اپنے مالک کی خصوصی قربت حاصل تھی۔ صرف پطرس، یعقوب اور یوحنا کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ یائیر کی بیٹی کو زندہ کرنے، مسیح کی صورت کے جلالی ہو جانے اور گتسمنی میں اس کی جاں کنی کے واقعات کو دیکھیں (مرقس ۵ : ۳۷، ۹ : ۲، ۱۴ : ۳۳)۔

معلوم ہوتا ہے کہ رسولوں کی فہرست اسی ترتیب سے ہے جس

ترتیب سے وہ ایمان لائے اور بلائے گئے تھے۔ کم سے کم پہلے چار یعنی پطرس، اندریاس، یعقوب اور یوحنا وہ شاگرد ہیں جن کو پہلے بلایا گیا کہ یسوع کے پیچھے ہو لیں۔ ان کے بعد فلپس اور نتن ایل آئے تھے (یوحنا ۱ : ۴۰ - ۴۵)۔

جوڑا جوڑا : نہ صرف یہ کہ یہ بارہ شاگرد چار چار کے گروہوں میں منقسم نظر آتے ہیں بلکہ ہر چوکڑی دو دو میں بھی بٹی ہوئی ہے۔ اس طرح چھ جوڑے بنے ہوئے ہیں۔ ستر کو اور بارہ کو بھی دو دو کر کے بھیجا گیا تھا (لوقا ۱۰ : ۱، مرقس ۶ : ۷)۔ جوڑا جوڑا ہو کر سفر کرنے میں وہ تنہائی، بے حوصلگی اور ایذا رسانی کے وقت ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی اور ہمدردی کر سکتے ہیں۔

رسولوں کے جوڑے کس طرح بنائے گے تھے؟ پطرس اور یوحنا اکثر اکٹھے نظر آتے ہیں۔ فسح تیار کرتے ہوئے (لوقا ۲۲ : ۷ - ۸)، خالی قبر کی طرف دوڑتے ہوئے (یوحنا ۲۰ : ۲ - ۴)، ہیکل میں دعا مانگنے جاتے ہوئے (اعمال ۳ : ۱)، لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے (۴ : ۱)، قید میں اکٹھے (آیت ۳)، دلیری دکھاتے ہوئے (آیت ۱۳) اور واپس آ کر کلیسیا کو اکٹھے خبر دیتے ہوئے (آیت ۲۳)۔ اسی طرح اندریاس اور یعقوب الگ جوڑا بن جاتے ہیں۔

چونکہ متی رسولوں کو جوڑا جوڑا کر کے پیش کرتا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ دوسری غیر معمولی گروہ بندیوں کا ذکر بھی کرتا ہو۔ لیکن مختلف سفروں اور مشنوں کے دوران جوڑے بدل بھی جاتے ہوں گے۔ اور یہی وجہ ہے کہ دوسری اناجیل کے مصنفین نے مذکورہ تین گروہوں کے اندر ناموں کی

ترتیب بدل دی۔ زیر نظر کتاب میں رسولوں کے بیان میں متی کی ترتیب کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

علما کا خیال ہے کہ جس انداز میں یسوع نے شاگردوں کے جوڑے بنائے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے لوگوں کی شخصیت، کردار اور مزاج کو پہچاننے کا کیسا علم تھا۔ اس نے بے دھڑک بول اٹھنے والے پطرس کو سوچ بچار کرنے والے یوحنا کے ساتھ رکھا۔ محتاط اور سوچ سمجھ کر قدم رکھنے والے فلپس کو نتن ایل کا جوڑا بنایا جس میں مکر نہ تھا اور جس کا ایمان سادہ تھا۔ اور توما کو جو بات بات پر اعتراض اٹھاتا تھا متی کا ساتھی بنایا جو مضبوط قابلیت رکھتا تھا۔ ایسی سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے نتیجے میں شاگرد ایک دوسرے کی خامیوں کا ازالہ کرتے اور خوبیوں کو تقویت دیتے تھے۔

وہ بدل گئے

پیٹر مارشل کے ایک وعظ کا عنوان تھا "کمہار کی مٹی کے شاگرد"۔ اس وعظ میں اس نے ایک تصویر پیش کی کہ شاگرد ایک بورڈ کے سامنے پیش ہیں جو یسوع کے قریبی ساتھی چننے کے لئے ان کا امتحان لے رہا ہے۔ پطرس سے مچھلی کی بو آ رہی ہے۔ وہ اکھڑ، غیر مہذب، تیز مزاج اور جذباتی معلوم ہوتا ہے۔ اندریاس، یعقوب اور یوحنا سے بھی مچھلی کی بو آ رہی ہے۔ ان میں بھی تہذیب کی کمی جھلک رہی ہے۔ فلپس متلون مزاج نظر آ رہا ہے۔ توما سے شک اور ترش مزاجی ٹپک رہی ہے۔ متی کو اپنے ملک کا غدار سمجھا جاتا تھا۔ شمعون زیلوتیس خطرناک انقلابی ہے۔ اور یہوداہ چور تھا۔ نیا عہد نامہ ان پر رنگ روغن نہیں چڑھاتا، بلکہ جیسے وہ ہیں ان کو من و عن پیش کرتا

ہے۔ ایک ایسا گروہ جس میں "کامیاب ہونے کے امکانات نہیں ہیں۔" ممکن ہے کہ اگر موقع ملتا تو شاگرد اس گروپ میں شمولیت کے لئے ایک دوسرے کو نہ چنتے۔

انہوں نے بار بار اپنی ناموزونیت کا مظاہرہ کیا۔ وہ یسوع کی عام باتیں سمجھنے میں سست تھے۔ ان کو بار بار درخواست کرنا پڑتی تھی کہ علیحدگی میں یسوع ان کو یہ باتیں سمجھائے (مرقس ۴ : ۱۰، ۱۰ : ۱۰)۔ ان کو بڑی امید تھی کہ یسوع فوری طور پر زمینی بادشاہی قائم کرے گا اور رومی حکومت سے آزادی دلائے گا۔ ان کی یہ توقع اس کے آسمان پر جانے تک ان کے دلوں میں گہرے طور پر جاگزیں رہی۔

یہ رسول یسوع کی اپنے جی اٹھنے کے متعلق پیشین گوئیوں کو نہ سمجھ سکے۔ اس نے ابتدائی دنوں میں جو اشارہ دیا تھا وہ تو کافی ڈھکا چھپا تھا کہ "اس مقدس کو ڈھا دو تو میں اسے تین دن میں کھڑا کر دوں گا" (یوحنا ۲ : ۱۹)۔ لیکن تیسرے دن جی اٹھنے کے بارے میں بعد کی پیشین گوئیاں اور خصوصی بیان تو بالکل واضح اور صاف تھے (مرقس ۹ : ۳۱ - ۳۲، ۱۰ : ۳۲ - ۳۴) مگر وہ نہ سمجھے (لوقا ۹ : ۴۵)۔ اور جب وہ واقعی جی بھی اٹھا تو شاگردوں نے پہلے یقین نہ کیا جبکہ یسوع کے دشمن اور مخالف اس کی پیشین گوئیوں پر اتنا یقین رکھتے تھے کہ انہوں نے رومی حاکموں سے درخواست کی کہ اس کی قبر پر مہر لگا دی جائے (متی ۲۷ : ۶۲ - ۶۷)۔

وہ تربیت پذیر تھے : بنی نوع انسان کو اپنا پیغام پہنچانے کے لئے خداوند کو ایسے پیرووں کی ضرورت تھی جو لچک دار مزاج اور بچوں جیسی طبیعت رکھتے ہوں، جن میں ریاکاری اور دکھاوا نہ ہو۔ اس کو خود رائے "ہمہ

دان" علما، لکھ پتی یا اونچے طبقے کے لوگوں کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ اکثر حلیم نہیں ہوتے۔ ضروری تھا کہ خواہ وہ آہستہ آہستہ سیکھیں مگر سیکھنے پر آمادہ ہوں۔ اگر وہ اپنے ہی علم سے بھرے ہوں تو ان میں اس کی حکمت کے لئے گنجائش کہاں ہو گی۔ چنانچہ اس نے ایسے آدمی چنے جو حلیم اور تربیت پذیر تھے۔

ایک طالبہ ایک خاص یونیورسٹی میں داخلہ لینے کی بڑی آرزومند تھی۔ اس نے اپنی عرضی پر لکھا کہ "میں لیڈر نہیں ہوں، مگر میرا خیال ہے کہ میں اچھی پیروکار ہوں۔" داخلہ افسر نے جواب دیا "ہمارے سال اول میں داخلے کے امیدواروں کی درخواستوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ چھ سو (۶۰۰) اسامیاں پر کرنے کے لئے پانچ سو ننانوے لیڈر آرہے ہیں۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ کالج کو ایک پیروکار داخل کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کی درخواست منظور ہو گئی ہے۔" کیسی دانائی کی بات ہے کہ تمام کے تمام رسول فعال اور سرگرم لیڈر نہ تھے۔

وہ تربیت یافتہ ہو گئے : خداوند ان کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے ان بارہ پر بہت سے اثرات مرتب کئے۔ اس گروہ میں قسم قسم کے افراد شامل تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک بہ آسانی احساس کمتری کا شکار ہو سکتا تھا۔ لیکن تین سال تک مسلسل اس کی صحبت میں رہنے سے یہ سب بدل گئے اور اپنے فرائض کو سرانجام دینے کے لئے تیار ہو گئے۔

یسوع کی تربیت کا ایک پہلو یہ تھا کہ وہ اپنے شاگردوں کو ان کی مخفی صلاحیتوں کی ایک رویا دیتا تھا۔ وہ جان لیتے تھے کہ خداوند ہماری انفرادی

خامیوں اور کمزوریوں کو سمجھتا ہے۔ پھر وہ ان کو دکھا دیتا تھا کہ آنے والے دنوں میں وہ کیا کچھ بن سکتے ہیں۔ شمعون سے پہلی ملاقات پر یسوع نے اسے وہ کہہ کر پکارا جو وہ نہیں تھا یعنی "پتھر" (چٹان)۔ شمعون جان گیا کہ خداوند نے میری زندگی کی کمزوری کی نشاندہی کی ہے کہ میں متلون مزاج اور اضطراری طبیعت کا مالک ہوں۔ مگر نئے نام کے وسیلے سے شمعون کو امید بھی حاصل ہوئی، کیونکہ اس سے ظاہر ہو گیا کہ الٰہی قدرت کے وسیلے سے وہ کیا بن سکتا ہے اور آخرکار وہی بن گیا۔

جب یسوع نے یعقوب اور یوحنا کو "گرج کے بیٹے" کہا تو وہ ان کو بتانا چاہتا تھا کہ میں تمہاری شدید اور آتشی ناروا داری اور عدم برداشت کو جانتا ہوں۔ اور وہ کنایہ سے یہ وعدہ بھی کر رہا تھا کہ اس شعبے میں تمہاری ترقی اور بہتری ہو گی۔ متعدد شاگردوں کے نام دہرے تھے۔ اگرچہ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے مگر خداوند نے غالباً حوصلہ افزائی کی خاطر ہر ایک کو دوسرا نام دیا تھا۔ متی ایک محصول لینے والا تھا جس سے سب نفرت کرتے اور اسے حقیر جانتے تھے۔ متی نام کا مطلب ہے "خدا کی بخشش / نعمت۔" اس کو "لاوی" نام دیا گیا تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ مجھے اپنے تاریک ماضی سے مفت اور مکمل معافی مل گئی ہے۔ یسوع ہر رسول کی ضرورت سے واقف تھا۔ چنانچہ وہ تعلیم اور ہدایت اس کے مطابق مرتب کرتا تھا۔

جو شاگرد سیکھنے میں کند ذہن اور سست تھے، یسوع ان کے ساتھ انتہائی صبر سے کام لیتا تھا۔ مثلاً انہوں نے حلم اور انکساری کا سبق سیکھنے میں ایک مدت لگا دی۔ جب ان میں بحث ہوئی کہ آنے والی بادشاہی میں سب سے بڑا کون ہو گا تو خداوند نے ایک بچے کو ان کے بیچ میں کھڑا کر کے نصیحت کی

کہ بچے کی مانند بنو (مرقس ۹ : ۳۴ - ۳۷)۔ جب شاگرد بچے کی مانند بننے کا سبق سیکھنے سے قاصر رہے بلکہ بادشاہی میں دو اعلیٰ ترین منصب پانے کی آرزو رکھتے تھے تو خداوند نے ان کو مثالی خادم بننے کا سبق دیا اور اپنی مثال دی کہ میں خدمت لینے نہیں بلکہ خدمت کرنے آیا ہوں (متی ۱۰ : ۳۵ - ۴۵)۔ مگر یسوع کے مصلوب ہونے سے ایک شام پہلے جب وہ اعلیٰ ترین منصب پر ابھی تک بحث کر رہے تھے، اس نے ان کو نہایت واضح عملی سبق دیا، یعنی بالاخانے میں ان کے پاؤں دھو کر سکھایا کہ حقیقی بردباری اور انکساری کیا ہوتی ہے۔

یسوع نے نہ صرف کردار کی تبدیلی کی توقعات کو ابھارا، نہ صرف سیکھنے میں ان سست افراد کے ساتھ صبر سے پیش آتا رہا، بلکہ ان کو تربیت دینے کے کئی اور طریقے بھی استعمال کرتا رہا۔ مثلاً گنہگاروں کے ساتھ سلوک کرنے کا نمونہ دکھایا۔ انہوں نے اسے ایسی موثر دعا مانگتے سنا کہ آکر درخواست کرنے لگے کہ "اے خداوند ... ! (ہمیں) ... دعا کرنا ... سکھا" (لوقا ۱۱ : ۱)۔ انہوں نے غریبوں اور محتاجوں کے لئے اس کی محبت کا مشاہدہ کیا۔ اس نے ان کو عملی کام کے لئے دو دو کر کے بھیجا اور ان سے کہا کہ ان سارے عجیب کاموں کا بیان کرو جو خدا نے تمہارے وسیلے سے کئے ہیں

وہ تین سال تک مسلسل اس کی حضوری میں رہے اور گہرے اور مربوط طور سے تعلیم پاتے، اس کی بے مثال باتیں سنتے، اس کے چونکا دینے والے معجزے دیکھتے اور اس کی بے خطا سچائی اور راستی کو ملاحظہ کرتے رہے۔

وہ ماہر استاد تھا۔ وہ سوالات سے ان کی رہنمائی کرتا تھا کہ سچائی کو

دریافت کریں۔ وہ گہری اور دور کی سچائیوں کو سمجھانے کے لئے آس پاس کی مانوس چیزوں کو استعمال کرتا تھا مثلاً بھیڑیں' سوسن' انگور' شاخیں' چراغ' چرواہے' چڑیاں' گیہوں' کڑوے دانے' جال' مچھلیاں' خمیر' روٹی اور بیج وغیرہ۔ وہ اپنی تعلیم میں کثرت سے کہانیاں استعمال کرتا تھا۔

اس کی تعلیم و تدریس کے بڑے بڑے موضوعات میں بادشاہی کی نوعیت' حقیقی راست بازی' اس کی اپنی ذات اور دعوے' صلیب اور جی اٹھنا' حلم اور فروتنی اور متعلقہ خوبیاں' ایثار و قربانی' فریبی اعتقادات کے خطرات اور روح القدس کا مشن یعنی ان کو اور دنیا کو علم اور نور بخشنا شامل تھے۔

ان کو تعلیم و تربیت دینے کی خاطر یسوع ان کے ساتھ بہت زیادہ وقت صرف کرتا تھا۔ اس نے دیگر لوگوں کے ساتھ مجموعی طور پر اتنا وقت نہیں گزارا جتنا ان بارہ رسولوں کے ساتھ گزارا۔ وہ ان کے ساتھ سوتا' کھاتا پیتا اور باتیں کیا کرتا تھا۔ وہ دیہات کی سڑکوں پر اکٹھے چلتے' بھیڑ بھاڑ والے شہروں میں اکٹھے داخل ہوتے' گلیل کی دلکش جھیل کو اکٹھے عبور کرتے اور ہیکل اور عبادت خانوں میں اکٹھے عبادت کرتے تھے۔ ان کی رفاقت اور صحبت میں کوئی خلل نہیں آتا تھا۔ اسی رفاقت اور صحبت کے وسیلے سے خداوند نے ان کو ایک ایسا منتخب یا برگزیدہ جتھا بنا دیا جو اس کے آسمان پر چلے جانے کے بعد اس کے پیغام کو یروشلیم' یہودیہ' سامریہ اور زمین کی انتہا تک لے گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ میری کلیسیا کی بنیاد گہرے ایمان اور قابلیت پر ہو' سطحی مشاہدے پر نہ ہو۔ وہ چاہتا تھا کہ میرے یہ شاگرد صرف ہم سفر ساتھی نہ ہوں' بلکہ پرجوش اور آتشیں مبلغ ہوں جو توبہ اور گناہوں کی معافی کی خوشخبری ساری دنیا میں پہنچا دیں۔

اور انہوں نے کیسی عمدگی سے سیکھا؟ اس نے کیسی حکمت اور دانائی سے ان کو تربیت دی؟

وہ بدل گئے : ہو نہیں سکتا تھا کہ کوئی تین سال تک یسوع کی حضوری میں رہے اور تبدیل نہ ہو۔ شمعون نے کردار اور مزاج کی تبدیلی میں لمبے لمبے ڈگ بھرے اور کمہار کی مٹی سے پتھر بن گیا۔ یوحنا جو ایک موقع پر ایک شہر کو آگ سے جلا ڈالنا چاہتا تھا' وہ محبت کا رسول بن گیا۔ شمعون زیلوتیس جو جاہلوں کی طرح ہنگامے اور فساد پر آمادہ رہتا تھا' اس کا جوش خوشخبری کے لئے وقف ہو گیا۔ بعض لوگوں کے نزدیک شاگردوں کی یہ تبدیلی یسوع کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔

یہ بارہ افراد نفسیات' مزاج اور سیاسی نظریات میں ایک دوسرے سے قطعی مختلف تھے۔ خداوند کی تربیت سے ان میں وہ ایکا اور اتحاد پیدا ہوا جو روح القدس سے پیدا ہوتا ہے۔ مسیح نے دعا مانگی تھی کہ "وہ ایک ہوں" (یوحنا ۱۷ : ۲۲) اور وہ "ایک" ہو گئے۔

یسوع کے دو شاگرد نظریات کے اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد تھے۔ متی نے محصول لینے والے کی حیثیت سے اپنے آپ کو رومی حکومت کی خدمت کے لئے بیچ ڈالا تھا اور یہودیوں کا غدار ہونے کی بدنامی مول لی تھی۔ اس کے برعکس شمعون زیلوتیس روم کے خلاف اور آزادی کے لئے جنگ لڑنے والے انقلابیوں میں شامل تھا۔ شاید ان بارہ کے ابتدائی دور میں کئی دفعہ ایسا بھی ہوا ہو کہ ان کی مخالفت اور باہم دشمنی لفظوں سے بڑھ کر ہاتھا پائی تک پہنچ گئی ہو' یہاں تک کہ یسوع کو مداخلت کرنی پڑی ہو۔

ایک مجسمہ ساز نے ایک شاندار گھوڑا تراشا۔ اس سے پوچھا گیا کہ

تیرے فن کا راز کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے ہر وہ ٹکڑا کاٹ اور تراش کر پھینک دیا جو گھوڑا نہیں لگتا تھا۔ خداوند یسوع بھی ان رسولوں کے ساتھ یہی سلوک کرتا رہا کہ ان میں جو بات "خدا پرستی" سے مشابہ نہ تھی اسے نکال نکال کر پھینکتا رہا۔

رسولوں کو ان کے عالمگیر روحانی مشن کے قابل بنا دیا گیا۔ اپنی ضخیم تصنیف "بارہ کی تربیت" کے آخری پیرے میں اے۔ بی۔ بروس لکھتا ہے کہ "ان کے ذہن روشن اور منور ہو گئے۔ ان کو وہ محبت عطا ہوئی جو کل بنی نوع انسان کو گلے لگا لیتی ہے۔ ان کا ضمیر ایسا حساس ہو گیا کہ فرض کے ہر دعوے پر تھرتھرا اٹھتا تھا کیونکہ وہ رسم و رواج، روایات اور انسانی احکام کے بندھنوں سے آزاد ہو گئے تھے۔ ان کے مزاج گھمنڈ اور غرور، ہٹ دھرمی، بے صبری، غصہ اور طیش، کینہ اور انتقام پروری اور سنگ دلی سے رہا ہو گئے تھے۔

جب پنتکست پر روح القدس نے ان کی اس غیر معمولی تربیت کو مسح کیا تو یہ کند ذہن، سیکھنے میں ست، ڈرپوک، مگر تخت حاصل کرنے کا خواہشمند اور ساتھ چھوڑ کر بھاگ جانے والا گروہ بالکل بدل گیا۔ ان میں ایک نئی زندگی آگئی۔ وہ متحد ہو کر پرجوش اور دلیر مبلغوں کا گروہ بن گئے۔ اعمال کی کتاب بیان کرتی ہے کہ انہوں نے ارشاد اعظم کو کیسی سنجیدگی سے قبول کیا اور بڑے شاندار انداز میں اس پر پورے اترے۔ عظیم ترین ماہی گیر کی تربیت اور نگرانی کے باعث وہ اس لائق ہوئے کہ انہوں نے آسمانی سچائی کا جال دنیا کے سمندر میں ڈالا اور خدا کی بادشاہی کے لئے ایمان رکھنے والی روحوں کو کثرت سے پکڑا۔

روایت ہے کہ رسولوں نے ساری دنیا میں منادی کے لئے ایک حکمت عملی تیار کی۔ انہوں نے اس وقت کی معلومہ دنیا میں منادی کی ذمہ داری آپس میں بانٹ لی۔ پھر ہر ایک اپنے اپنے علاقے میں گیا۔ اس طرح انجیل کی خوشخبری ہر طرف پھیل گئی۔ ان رسولوں نے جہاں جہاں وہ گئے کلیسیائیں قائم کیں اور ایمانداروں کی جماعتوں کو منظم کیا۔

روایت ان کے دوروں اور شہادت کے متعلق بڑی دلکش کہانیاں بیان کرتی ہے۔ واقعات دھندلے ہیں۔ روایات کے مطابق رسول ذیل کے انداز میں شہید ہوئے لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کہاں تک قابل اعتماد ہیں۔

پطرس - روم میں صلیب دی گئی۔ سر نیچے اور ٹانگیں اوپر کر کے۔

یعقوب - یروشلیم میں سر قلم کیا گیا (اعمال ۱۲ : ۲)۔

یوحنا - شہنشاہ دومتیان کے عہد میں ایذا رسانی کے دوران ابلتے ہوئے کڑاہے میں ڈالا گیا۔ وہ معجزانہ طور پر بچ گیا۔ بعد میں جزیرہ پتمس میں جلا وطن کر دیا گیا جہاں اس نے مکاشفہ کی کتاب قلمبند کی۔ یہاں سے واپس افسس بھیجا گیا۔ پھر وہ طبعی موت مرا۔

اندریاس - یونان میں پطرس (یونان کے ایک شہر کا نام) کے مقام پر X کی شکل کی صلیب پر لٹکایا گیا۔ یہ صلیب اسی کے نام سے کہلاتی ہے۔

فلپس - ایشیائے کوچک میں پھانسی دیا گیا، مصلوب کیا گیا یا سنگسار کیا گیا۔

برتلمائی - آرمینیا میں زندہ کی کھال کھینچی گئی اور سر قلم کیا گیا۔

توما - ہندوستان میں اس کا بدن نیزے سے چھیدا گیا۔

متی - حبشہ میں تلوار سے قتل کیا گیا۔

یعقوب (چھوٹا) یروشلیم میں ایک برج سے گرایا گیا، سنگسار کیا گیا، لاٹھیاں ماری گئیں۔ مگر وہ صحت یاب ہو گیا۔ بعد میں آرے سے چیرا گیا۔

یہوداہ (تدی) - مسوپتامیہ میں تیروں سے شہید کیا گیا۔

شمعون زیلوتیس خلیج فارس کے قریب ایک ہجوم نے حملہ کر کے مار ڈالا۔

یہوداہ اسکریوتی - خودکشی کر لی۔

ایک قدیم روایت ہے کہ آسمان پر صعود کرنے کے بعد یسوع بہشت میں آیا۔ فرشتوں نے اس کا استقبال کیا۔ جرائیل فرشتہ نے اس سے پوچھا "آپ نے بے انتہا دکھ سہ کر بنی نوع انسان کے گناہوں کے لئے اپنی جان دے دی۔ کیا زمین پر ہر شخص اس بات کو جانتا ہے؟"

منجی نے جواب دیا " اوہ، نہیں۔ یروشلیم اور گلیل میں صرف مٹھی بھر افراد اس بات کو جانتے ہیں۔" جرائیل بولا "تو میرے مالک، آپ کا کیا منصوبہ ہے کہ ہر شخص آپ کی اس بڑی محبت کو جان لے؟" خداوند نے جواب دیا "میں نے اپنے رسولوں سے کہہ دیا ہے کہ یہ پیغام ساری دنیا میں پہنچا دیں۔ میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ سب کو بتائیں۔ پھر وہ آگے دوسروں کو بتائیں گے۔ یہاں تک کہ دنیا کے آخری کونے میں آخری آدمی بھی یہ

واقعہ سن لے گا۔"

جرائیل کا منہ لٹک گیا کیونکہ اس کو اس منصوبے میں خامی نظر آئی۔ "اگر کچھ عرصہ بعد پطرس بھول گیا اور مچھلیاں پکڑنے کا کام دوبارہ شروع کر دیا۔ اور یعقوب اور یوحنا اور اندریاس نے بھی ایسا ہی کیا۔ فرض کریں کہ متی بھی کفرنحوم میں محصول کی چوکی پر دوبارہ جا بیٹھتا ہے۔ دوسروں کا جوش و جذبہ بھی ختم ہو جاتا ہے اور وہ لوگوں کو کچھ نہیں بتاتے، تو پھر کیا ہو گا؟"

تھوڑے تامل کے بعد خداوند یسوع کی پرسکون آواز ابھری "جرائیل میرے پاس اور کوئی منصوبہ نہیں ہے۔"

رسولوں نے اپنا فرض بڑی اچھی طرح نبھایا۔ لیکن ارشاد اعظم ابھی تک پورا نہیں ہوا۔ یسوع کے الفاظ آج بھی ہم پر ایک بھاری بوجھ ہیں "جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے، اسی طرح میں بھی تمہیں بھیجتا ہوں" (یوحنا ۲۰ : ۲۱)۔

دوسرا باب

شمعون پطرس ---- چٹان

ایک سیمنری کے پرنسپل نے فارغ التعلیم ہونے والوں سے خطاب کرتے ہوئے چیلنج پیش کیا' اور ان کی آئندہ خدمت کے لئے حوصلہ افزائی کی خاطر سب کو ایک ایک ٹھوس نشان دینے کا اعلان کیا۔ قطار میں سامنے آتے ہوئے ہر امیدوار سوچ رہا تھا کہ میرا نشان کیا ہوگا۔ پاک کلام کی کوئی خاص آیت' کوئی کتاب یا کوئی تمغہ جس پر کوئی پیغام کندہ ہو ---- مگر نکلا تو مربع شکل کا ایک چھوٹا سا تولیہ۔ ایک امیدوار جو اس وقت سے سمندر پار مشنری کے طور پر خدمت کر رہا ہے' وہ کہتا ہے "ہم کو خادموں کے طور پر دنیا میں بھیجا گیا تھا۔ تولئے کا وہ ٹکڑا برسوں تک میرے بٹوے میں رہنے سے گھس گیا اور گندہ ہو گیا' لیکن وہ مجھے ہمیشہ اس پرتاثیر لمحے کی یاد دلاتا رہتا ہے کہ بنیادی طور پر میری بلاہٹ 'خدمت' کی بلاہٹ ہے۔"

یہ ننھا سا تولیہ اس شام کی تصویر پیش کرتا ہے جب یسوع نے اپنے شاگردوں کے پاؤں دھوئے تھے کیونکہ وہ خادم کی حیثیت اختیار کرنے میں بری طرح ناکام رہے تھے۔ شمعون پطرس نے پاؤں دھلوانے سے پہلے تو خاصی ترشی سے انکار کیا تھا۔ مگر اسے خداوند سے خاص جھڑکی پڑی' ایسی کہ وہ زندگی بھر بھول نہ سکا۔ یہ ان بہت سے واقعات میں سے ایک تھا جنہوں

نے اس کو ریگ رواں (ریگستانی ریت جو اڑ کر کبھی ایک جگہ جمع ہو جاتی ہے کبھی دوسری جگہ) سے ٹھوس پتھر میں بدل ڈالا۔

وعدہ

شمعون دراصل بیت صیدا کا رہنے والا تھا۔ بعد میں وہ کفرنحوم منتقل ہو گیا جہاں وہ اور اس کا بھائی مچھلیوں کے کاروبار میں یعقوب اور یوحنا کے حصہ دار بن گئے (یوحنا ۱ : ۴۴' متی ۸ : ۱۴' لوقا ۵ : ۱۰)۔ دوسرے رسولوں کی طرح شمعون نے بھی عبادت خانہ کی تعلیم سے آگے کوئی رسمی تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ اس لئے اپنے زمانے کے معیار کے مطابق اس کو "ان پڑھ" سمجھا جاتا تھا (اعمال ۴ : ۱۳)۔ وہ شادی شدہ تھا۔ اس کی بیوی اور ساس اس کے ساتھ اس مکان میں رہتی تھیں جو اندریاس کے ساتھ اس کی مشترکہ ملکیت تھا۔ اس مشترکہ مالکی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا باپ یوحنا فوت ہو چکا تھا (مرقس ۱ : ۲۹ - ۳۰' یوحنا ۱ : ۴۲)۔

ہم تصور کرتے ہیں کہ شمعون بھاری ڈیل ڈول کا آدمی تھا۔ ہاتھ بڑے بڑے اور کھردرے تھے کیونکہ وہ طوفانی جھیل پر بھاری چپو چلایا کرتا تھا۔ کشتیوں کو کھینچ کر کنارے پر لاتا اور مچھلیوں سے بھرے ہوئے جال کھینچ کر ساحل پر پہنچایا کرتا تھا۔ جب وہ دوسرے افراد کے ساتھ کشتی پر ہوتا تو کسی کو شک نہیں ہوتا تھا کہ کس کا حکم چلے گا۔ وہ قوی' باہمت اور باعمل انسان اور طبعی طور پر لیڈر تھا۔

جسمانی لحاظ سے مضبوط اور توانا ہونے کے باوجود وہ کمزور کردار کا مالک تھا۔ چاروں کی چاروں اناجیل بیان کرتی ہیں کہ وہ جذباتی' غصیلا'

جلدباز، تیز مزاج اور ضرورت سے زیادہ جوشیلا اور فوری ردعمل دکھانے والا شخص تھا۔ وہ ہر وقت سوال پوچھتا رہتا تھا، اس لئے وہ ان بارہ کا ترجمان بن گیا۔ شمعون ہی نے ملخس پر تلوار چلائی اور اس کا کان اڑا دیا۔ شمعون دوڑتا ہوا گیا اور سیدھا قبر میں گھس گیا، جبکہ غور و فکر کرنے والا یوحنا اس سے پہلے قبر پر پہنچا تھا لیکن باہر ہی کھڑا رہا تھا۔

جب اس کے لئے سوچنے اور غور کرنے کا موقع ہوتا تھا وہ بول اٹھتا تھا۔ جب جاگنے کا موقع تھا وہ سو رہا تھا۔ جب اسے آرام سے بیٹھنا چاہئے تھا وہ کچھ کر گزرتا تھا۔ گلیل کی جھیل کی طرح وہ اچانک طوفانی ہو جاتا اور پھر ایک دم پرسکون ہو جاتا تھا۔ اس نے پہلے پانی پر چلنے کی جرات کی، پھر ڈوبنے لگا۔ باپ (خدا) کی تحریک سے اس نے نہایت شاندار اقرار کیا اور پھر یسوع کو ایسے الفاظ سے ملامت کرنے لگا جن سے شیطان جھلکتا تھا۔ اگرچہ شمعون نے یسوع سے کہا کہ تو میرے پاؤں کبھی دھونے نہیں پائے گا مگر لمحہ بھر بعد درخواست کرنے لگا مجھے سر سے پاؤں تک دھو دے۔ اس نے فخریہ کہا کہ میں یسوع کا کبھی انکار نہیں کروں گا بلکہ اس کی خاطر مرنے سے دریغ نہیں کروں گا۔ لیکن چند ہی گھڑیوں بعد قسمیں کھانے لگا کہ میں یسوع سے کبھی ملا تک نہیں۔

یسوع نے شمعون سے جو کچھ پہلے کہا وہ بہت عجیب معلوم ہوا ہو گا کہ "تو یوحنا کا بیٹا شمعون ہے۔ تو کیفا یعنی پطرس (پتھر۔ چٹان) کہلائے گا" (یوحنا ۱ : ۴۲)۔ یہ تو کسی بونے کو "جولیت" کہنے کے مترادف تھا۔ اندریاس نے سوچا ہو گا "میرا بھائی اور ایک چٹان ؟ کیا یسوع نہیں جانتا کہ وہ کیسا متلون مزاج ہے؟" غالباً لمحہ بھر کو اندریاس یسوع کے مسیح موعود ہونے

پر شک کرنے لگا ہو گا۔

لیکن یسوع نے کبھی کوئی بات جلدبازی سے اور بے موقع نہیں کہی۔ شمعون سے بات کرنے سے پہلے اس نے "اس پر نگاہ" کی تھی (یوحنا ۱ : ۴۲)۔ یہ وہ "نگاہ" ہے جو باطن کو دیکھ لیتی اور سب کچھ جانتی ہے۔ بڑے سوچ سمجھ کر خداوند نے شمعون کو "چٹان" کہا تھا۔ اس نئے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یسوع شمعون کی متلون مزاجی کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ میں اپنے فضل سے اس شمعون کو کیا بنادوں گا۔ یسوع نے شمعون کی پوشیدہ صلاحیت کو دیکھ لیا تھا۔

اگر ہم شمعون کو صرف شیخی باز اور من موجی اور جلدباز سمجھتے ہیں تو اس سے سخت ناانصافی کرتے ہیں۔ ہمیں ہرگز بھولنا نہیں چاہئے کہ یہ متغیر مزاج اور دو ولا ماہی گیر کیسا ٹھوس اور مستقل مزاج رسول بن گیا کہ اعمال کی کتاب کے پہلے نصف حصے پر چھایا ہوا ہے۔ بہت سے مسیحی اپنے آپ کو اس شمعون کے مشابہ ٹھہراتے ہیں جو وہ اپنی ناکامی کے دنوں میں تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ "میں بھی پطرس کی مانند ہوں۔ میں بھی اپنے خداوند کا انکار کر دیتا ہوں۔"

لیکن تین برس تک ماہر سنگ تراش شمعون کو چھینی سے تراشتا رہا۔ مہینے گزرتے رہے اور شمعون، شمعون کم اور پطرس زیادہ بنتا گیا۔ مسیح کی قیامت اور پنتکست نے کام مکمل کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ کردار پیدا ہوا جو اعمال کی کتاب میں اس شمعون سے قطعی مختلف ہے جو پہلے پہل یسوع سے ملا تھا۔ لیکن پھر بھی کئی دفعہ پرانا شمعون اپنے آپ کو منوانے کے لئے ابھر آتا تھا۔ خداوند شمعون کو پطرس بنانا چاہتا تھا۔ لیکن کئی دفعہ رسول

پطرس کو شمعون بنا ڈالتا تھا۔

ہم اپنے آپ کو شمعون کے مشابہ ٹھہراتے ہوئے اپنی بے وفائی اور پیچھے ہٹ جانے کے لئے عذر بنا لیتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو پطرس کے مشابہ ٹھہرائیں جو کلیسیا کے ابتدائی ایام میں دلیری اور سرگرمی سے کام کرتا رہا۔

شمعون کی تیز فطرت ریگ رواں سے بدل کر سنگ خارا (ایک قسم کا نہایت سخت پتھر) کیسے بن گئی؟ تبدیلی کے اس عمل میں کئی واقعات شامل ہیں۔

شمعون کی بلاہٹ

شروع میں شمعون کبھی مچھلیاں پکڑنے چلا جاتا اور جزوقتی طور پر یسوع کے ساتھ دورے بھی کرتا تھا۔ ایک دفعہ ساری رات جال ڈالنے کے باوجود وہ کوئی مچھلی نہ پکڑ سکا۔ یسوع وہاں آیا اور اس سے کہا کہ کشتی کنارے سے کچھ دور ذرا گہرے میں لے جا کر اپنے جال ڈالے۔ شمعون نے جواب دیا "اے صاحب ہم نے رات بھر محنت کی اور کچھ ہاتھ نہ آیا" (لوقا ۵ : ۴-۵)۔ دوسرے لفظوں میں پطرس کہہ رہا تھا کہ "تو بڑھئی ہو کر ہمارے کاروبار کے بارے میں کیا جانتا ہے؟ اگر ہم نے رات بھر کی محنت سے کچھ نہیں پکڑا تو دن کی روشنی میں کب کچھ پکڑنے کا امکان ہے؟" تاہم ایمان اور شک کے درمیان پس و پیش کرتے ہوئے اس نے کہا "مگر تیرے کہنے سے جال (صیغہ واحد) ڈالتا ہوں" (آیت ۵)۔ شمعون نے جال ڈالا تو اتنی مچھلیاں آگئیں کہ جال پھٹنے لگے اور شکار کو کنارے پر پہنچانے کے لئے مدد

حاصل کرنی پڑی۔

اس معجزہ نے شمعون کو متحیر کر دیا۔ جب یسوع نے اسے اپنے پیچھے ہو لینے کو کہا تو اس نے فوراً" مان لیا۔ اندریاس کے علاوہ یعقوب اور یوحنا بھی فوراً" اس کے ساتھ مل گئے۔ شمعون نے سب کچھ چھوڑ کر شاگردی قبول کر لی۔

پانی پر چلنا (متی ۱۴ : ۲۲-۳۳)

پانچ ہزار (۵۰۰۰) کو کھلانے کے فوراً" بعد یسوع نے اصرار کیا کہ شاگرد اس سے پہلے کشتی میں جھیل کے پار جائیں۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ ان کو شدید طوفان میں کشتی کھینی پڑے گی۔ آندھی اتنی تیز تھی کہ کم از کم چھ گھنٹوں میں وہ بمشکل تین میل کا فاصلہ طے کر پائے۔ یعنی ان کی رفتار آدھ میل یا اس سے بھی کم فی گھنٹہ رہی۔ پو پھٹنے سے پہلے رات کے چوتھے پہر جو کہ تاریک ترین گھڑی ہوتی ہے، اس وقت یسوع پانی پر چلتا ہوا آیا۔ جھاگ اڑاتی ہوئی پہاڑ سی موجوں پر شاہانہ انداز میں چلتی ہوئی صورت کی جھلک دیکھ کر شاگرد ڈر گئے کیونکہ وہ سمجھے کہ یہ کوئی بھوت ہے۔

یسوع نے اپنی شناخت کراتے ہوئے کہا "خاطر جمع رکھو۔ میں ہوں۔ ڈرو مت۔" اس پر پطرس نے بلا تامل پکار کر کہا "اے خداوند، اگر تو ہے تو مجھے حکم دے کہ پانی پر چل کر تیرے پاس آؤں" (متی ۱۴ : ۲۷-۲۸)

یسوع نے یہ جواب نہیں دیا کہ "ارے بیوقوف تو ایک ناممکن بات کی درخواست کر رہا ہے" بلکہ یہ کہ "آ"۔ اس نے اپنی شخصیت سے پطرس کی موج اور ترنگ کی تشفی کرتے ہوئے اس کے ایمان کو مضبوط کر

دیا۔

شمعون کشتی سے نکل کر یسوع کی طرف پانی پر چلنے لگا۔ پھر گھبرا گیا۔ اس کی نگاہیں یسوع سے ہٹ کر لہروں پر جا لگیں۔ چنانچہ وہ ڈوبنے لگا۔ وہ فوراً چلا اٹھا "اے خداوند مجھے بچا!" یسوع نے ہاتھ بڑھا کر شمعون کو پکڑ لیا اور بولا "اے کم اعتقاد تو نے کیوں شک کیا؟" (آیات ۳۰ - ۳۱)۔ جس ہاتھ نے پہاڑ بنائے اور ستاروں کو خلا میں اچھال پھینکا' اسی قادر ہاتھ نے شمعون کو پانی میں سے اٹھا لیا۔ اب یسوع اور شمعون دونوں اکٹھے چل کر کشتی میں آ گئے۔

بہت سے لوگ کم اعتقادی پر شمعون پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہیں۔ مگر یسوع نے اس پر "بے" ایمان ہونے کا الزام نہیں لگایا تھا' بلکہ اسے "کم" اعتقاد ہونے پر جھڑکا تھا' یعنی بالواسطہ ' "کچھ" ایمان کا اقرار کیا۔ یاد رکھیں کہ کسی اور شاگرد نے مسیح کی قدرت پر اس طرح کے اعتماد کا اظہار نہ کیا۔ صرف شمعون ہی پانی پر چلا۔ اگر ڈوبنے سے پہلے وہ ایک گز بھر بھی چلا ہو تو اس کا دل خوشی اور جوش سے کیسے اچھلا ہوگا! واپسی پر یسوع نے شمعون کو اٹھا لیا یا صرف اس کا ہاتھ پکڑے رکھا۔ لیکن اچھلتی بہتی موجوں کے اوپر رکھنے والی قوت کا تجربہ کیسا عجیب تجربہ تھا۔ اس کا ایمان ترقی کر رہا تھا۔

پطرس کا عظیم اقرار

ایک دن یسوع نے اپنے شاگردوں سے ایک سوال پوچھا کہ "لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں ؟" انہوں نے مروجہ نظریات بیان کر دیئے کہ بعض کہتے ہیں کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا مردوں میں سے جی اٹھا ہے۔ اور بعض

کہتے ہیں کہ ایلیاہ' یرمیاہ یا پرانے نبیوں میں سے کوئی ہے۔ لیکن یسوع نے ان کے اپنے دل کو ٹٹول کر پوچھا "مگر تم مجھے کیا کہتے ہو؟" (متی ۱۶ : ۱۳ - ۱۵)۔

بلا توقف شمعون نے اقرار کیا کہ "تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے" (آیت ۱۶)۔ یسوع نے تصدیق کی کہ شمعون کو یہ مکاشفہ آسمانی باپ نے دیا ہے اور پھر اس کو برکت دی کہ "تو پطرس ہے۔ اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا۔ اور عالم ارواح کے دروازے اس پر غالب نہ آئیں گے" (آیت ۱۸)۔ اس چٹان سے خواہ شمعون کا اقرار مراد ہے' خواہ مسیح خود یا مسیح اور اس کے شاگردوں کا ایک اتحاد و امتزاج ہے' شمعون کو انجیل کی خوشخبری کی کنجیاں مل گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تین بڑے گروہوں کے لئے خوشخبری کا دروازہ کھولنے میں پیش پیش تھا۔ یعنی پنتکست کے موقع پر یہودیوں کے لئے (اعمال ۲ : ۱۴ - ۴۱)' سامریوں کے لئے (۸ : ۱۵ - ۱۷) اور کرنیلیس کے گھرانے میں غیر قوموں کے لئے (۱۰ : ۲۵ - ۴۸)۔

برکت پانے کے تھوڑی ہی دیر بعد اسی شمعون کو خداوند نے زبردست جھڑکی بھی دی۔ جب خداوند نے یروشلیم میں اپنی متوقع موت کا ذکر کیا تو شمعون یسوع کو ایک طرف لے جا کر ملامت کرنے لگا اور بڑے اصرار کے ساتھ کہنے لگا کہ تجھے ایسی باتیں پیش نہیں آسکتیں۔ مگر جواب میں یسوع نے نہایت شدید رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا "اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو" (متی ۱۶ : ۲۳)۔ ان الفاظ سے دراصل یسوع نے یہ حقیقت سمجھائی کہ "شمعون' کیا تو نہیں سمجھتا کہ تو انجیل کے پیغام کے مرکزی حصے پر ضرب لگا رہا ہے؟ میری موت کے بغیر گناہوں کی معافی نہیں ہو سکتی۔ تاج

تک راستہ صلیب سے ہو کر جاتا ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ شیطان تجھے صلیب کا راستہ روکنے پر اکسا رہا ہے؟" (دیکھئے آیات ۲۲ - ۲۷)۔

کتنا بڑا فرق ! چند منٹ پہلے شمعون کو مبارکباد دی جارہی ہے کہ تجھے باپ سے مکاشفہ حاصل ہوا ہے اور اب اس کو ابلیس کا آلہ کار کہا جارہا ہے کیونکہ وہ یسوع کے مقصد کو باطل کرنے کی کوشش کررہا ہے۔ چٹان ذرا سی ٹوٹ رہی تھی۔

مسیح کی صورت کا بدلنا

شاگردوں کی سمجھ میں نہ آسکا کہ الٰہی ہستی مر بھی سکتی ہے۔ اپنی موت کے اعلان سے "ڈنک" کو دور کرنے کی خاطر یسوع نے وعدہ کیا کہ بعض افراد جب تک ابن آدم کو قدرت کے ساتھ آیا ہوا نہ دیکھ لیں نہیں مریں گے۔ یہ وعدہ ایک ہفتہ بعد پورا ہوا جب یسوع نے شمعون، یعقوب اور یوحنا کو اپنے آنے والے جلال کی ایک جھلک پیشگی دکھا دی۔

خداوند کی صورت اور لباس دونوں ایسے چمکنے لگے کہ شاگردوں کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں (لوقا ۹ : ۲۹)۔ یسوع کی حقیقی ذات چمک رہی تھی۔ اس کی الٰہی ذات کی خارجی شان اور جاہ و جلال جو اس نے زمین پر آتے وقت چھوڑ دیا تھا اب پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا تھا۔ اگرچہ اس کے جلال کی یہ اچانک چمک ایک عجیب اور عظیم مظہر تھا، لیکن اس کا تیس برس سے زائد عرصہ تک ڈھکے رہنا اور بھی عجیب بات ہے۔ یسوع بشریت کا خستہ حال لبادہ اوڑھے پھرتا رہا اور اپنی شہنشاہیت کے شاندار لباس کو چھپائے رکھا۔

مسیح کی صورت کے بدلنے سے شمعون کو زندگی بخش قوت حاصل ہوئی

کہ یسوع واقعی خدا کا جلالی اور قادر بیٹا ہے۔ مزید برآں موسیٰ اور ایلیاہ کے ظہور اور ان کی بات چیت نے شمعون کے انداز فکر کی تصحیح کر دی (آیات ۳۰ - ۳۱) ۔ وہ اچھی طرح سمجھ گیا کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے، مگر وہ مسیح کے کام کو نہ سمجھ سکا۔ موسیٰ اور ایلیاہ پرانے عہدنامے کے انبیاء اور توریت کی علامت ہیں۔ وہ یسوع کی موت کا ذکر کر رہے تھے جو یروشلیم میں اسے آنے کو تھی۔ اور یہ وہی بات ہے جس پر شمعون اعتراض کر رہا تھا۔ اب اس کو معلوم ہو گیا کہ یسوع کی موت پرانے عہدنامے کے لیڈروں کے لئے نہایت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ اگرچہ ان کے زمانوں میں ۵۰۰ برسوں کا وقفہ تھا، مگر وہ متفق تھے کہ خدا کے منصوبے کے مطابق یسوع اپنی جان دینے کو آیا ہے۔

لیکن شمعون منہ بند نہ رکھ سکا۔ اس نے بڑی غلطی کی کہ مشورہ دیا کہ ہم یسوع، موسیٰ اور ایلیاہ کے لئے تین ڈیرے بنائیں۔ وہ اپنی بے وقت کی راگنی الاپ ہی رہا تھا کہ ایک نورانی بادل نے ان پر سایہ کر لیا اور باپ کی آواز گونجی "یہ میرا برگزیدہ بیٹا ہے اس کی سنو" (آیات ۳۳ - ۳۵)۔ بیٹے کو موسیٰ اور ایلیاہ کی سطح پر نہیں رکھا جاسکتا۔

معافی سے متعلق سوال

شمعون سیکھ رہا تھا۔ ایک دن اس نے یسوع سے پوچھا "اے خداوند، اگر میرا بھائی میرا گناہ کرتا رہے تو میں کتنی دفعہ اسے معاف کروں؟ کیا سات بار تک؟" (متی ۱۸ : ۲۱)۔ اس کے سات دفعہ کی معافی کا ذکر ظاہر کرتا ہے کہ یسوع کی تعلیم کے طفیل اس نے کتنی ترقی کر لی تھی۔ لیکن ابھی اس کو اور بھی تراش خراش کی ضرورت تھی، کیونکہ اس کو اس آسمانی حساب

کتاب کا اندازہ نہیں تھا جو بعد میں یسوع کے جواب سے ظاہر ہوا، یعنی وہ "سات دفعہ کے ستر بار" کی وسعت کو نہیں سمجھتا تھا (آیت ۲۲)۔

معافی کی روح کی ضرورت کو سمجھانے کے لئے یسوع نے ایک کہانی سنائی جس میں مضحکہ خیز حد تک مبالغہ آمیزی ہے (آیات ۲۳ - ۳۵)۔ ایک نوکر جو قیدخانہ میں ڈالا جانے کو ہے، اس نے بڑی کامیابی سے اپنے مالک سے رحم کی بھیک مانگی۔ اس پر مالک کا تقریباً تین کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ (دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ) قرض تھا۔ لیکن بعد میں اس معافی یافتہ نوکر نے اپنے ہم خدمت کو تقریباً پچاس روپے کا معمولی قرض معاف کرنے سے انکار کر دیا بلکہ اسے قیدخانہ میں ڈال دیا۔ اس پر مالک نے اس بے رحم نوکر کو جیل بھیج دیا۔ اپنے رحم کے پہلے فعل کو منسوخ کر دیا اور تقاضا کیا کہ میرے تین کروڑ ساٹھ لاکھ روپے ادا کئے جائیں۔ یسوع نے تمثیل کو ان الفاظ سے ختم کیا "میرا آسمانی باپ بھی تمہارے ساتھ اسی طرح کرے گا۔ اگر تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کو دل سے معاف نہ کرے" (آیت ۳۵)۔

ازدواجی مسائل کے ایک صلاح کار نے کسی کی بیوی سے کہا کہ وہ اپنے شوہر کی اچھی باتوں اور بری باتوں کی ایک ایک فہرست بنا کر لائے۔ اگلے ہفتہ وہ شوہر کی اچھی باتوں کی صرف ایک صفحہ کی فہرست لائی، مگر شکایات کی فہرست ایک انچ بھر موٹی کاپی پر مشتمل تھی جو وہ گذشتہ تین برس سے لکھتی آئی تھی۔ جن لوگوں نے شکایات کے گودام بھر رکھے ہیں ان کو یسوع کی ہدایت یاد کرنا چاہئے جو اس نے شمعون کو کی تھی "سات دفعہ کے ستر بار تک" معاف کرو۔ اسی شمعون کو مسیح کے انکار کے بعد بہت زیادہ

معافی کی ضرورت پڑنے والی تھی۔

پاؤں دھونا (یوحنا ۱۳ : ۳ - ۱۵)

اندرون چین ایک دفعہ ایک مشنری نے مقامی پاسٹروں سے پوچھا کہ مسیح کی زندگی کی کونسی بات نے آپ کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے۔ بہت سے مختلف جواب دیئے گئے۔ کسی نے کسی معجزے کا نام نہ لیا۔ پھر ایک عمر رسیدہ آدمی بولا "اس کا شاگردوں کے پاؤں دھونا"۔ سب اس بات سے متاثر تھے کہ ایک معزز استاد نے طبقہ اور حیثیت کی حدود سے نکل کر خادم کی جگہ اختیار کی۔

اس واقعے نے شمعون کو بھی متاثر کیا۔ اس رات بالاخانے میں شاگردوں کے درمیان یہ بحث ہو رہی تھی کہ آنے والی بادشاہی میں سب سے اعلیٰ درجہ کسے ملے گا۔ عام آداب کا تقاضا تھا کہ مہمانوں کے پاؤں دھوئے جائیں۔ لیکن چونکہ یہ مانگے کا کمرہ تھا اور نوکر چاکر فسح کی تیاریوں میں ادھر ادھر مصروف تھے تو مہمانوں کی یہ عزت افزائی کون کرتا؟ ماحول میں تو بلند نظری اور اونچی خواہشوں کی ہوا پھیلی ہوئی تھی۔ کوئی شاگرد بھی اپنے ہمسروں کے سامنے جھکنے پر آمادہ نہیں تھا۔ تولیہ اور باسن دونوں موجود تھے۔ مگر ہر شاگرد یا تو دانستہ یا نادانستہ ان سے نظریں چرا کر دوسری طرف دیکھنے لگتا تھا۔ اور سمجھتا تھا کہ یہ کام میری شان کے خلاف ہے۔

اس موقع پر یسوع اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس نے اپنے اوپر کا چوغہ اتارا، اپنی کمر سے تولیہ باندھا اور خادم والا کام سرانجام دینے لگا۔ کمرے میں خاموشی طاری ہو گئی۔

شمعون نے سوچا یہ کام تو یسوع کی شان کے سخت خلاف ہے۔ چنانچہ جب یسوع اس تک پہنچا تو اس نے اپنے مالک سے پاؤں دھلوانے سے انکار کر دیا۔ یسوع نے جواب دیا "اگر میں تجھے نہ دھوؤں تو تو میرے ساتھ شریک نہیں" (یوحنا ۱۳ : ۸)۔ شمعون نے خداوند کے کام میں شریک ہونا چاہا اس لئے پکار اٹھا "اے خداوند! صرف میرے پاؤں ہی نہیں بلکہ ہاتھ اور سر بھی دھو دے" (آیت ۹)۔ وہ ایک انتہا سے دوسری انتہا تک پہنچ گیا۔ یہاں شمعون چٹان کا کم اور ریت کا زیادہ اظہار کر رہا تھا۔

اب یسوع نے سبق سکھایا۔ "پس جب مجھ خداوند اور استاد نے تمہارے پاؤں دھوئے تو تم پر بھی فرض ہے کہ ایک دوسرے کے پاؤں دھویا کرو" (آیت ۱۴)۔ شمعون پر جو اثر ہوا وہ برسوں بعد اس کی تحریروں میں نظر آتا ہے۔ "سب کے سب ایک دوسرے کی خدمت کے لئے فروتنی سے کمربستہ رہو" (۱-پطرس ۵ : ۵)۔

ایک دفعہ ایک مشن احاطہ میں گندے پانی کے نکاس کا نظام خراب ہو گیا اور پانی گٹروں سے باہر ابلنے لگا۔ بدبو اور تعفن سے دم گھٹنے لگا۔ سینئر مشنری نے دیکھا کہ اس کے عملے کے دو اراکین یعنی ایک چوکیدار اور دوسرا شوفر آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ دونوں یہ ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈال رہے تھے کہ کیچڑ سے بھرے مین ہول میں اتر کر پائپ کو صاف کرنا تمہارا کام ہے۔ ہر ایک اس ناپسندیدہ کام کو اپنی شان کے خلاف سمجھ رہا تھا۔ سینئر مشنری نے ایک لفظ بولے بغیر مین ہول کا ڈھکن ہٹایا اور ابکائیاں پیدا کرنے والی بدبو کے باوجود مین ہول میں اتر گیا۔ عملہ اپنے متکبرانہ رویے پر اتنا شرمندہ ہوا کہ بعدازاں کسی ادنیٰ کام سے کبھی انکار نہ کرتے تھے۔

انکار

جس واقعہ سے شمعون میں چٹان جیسے اعتبار کی کمی نظر آتی ہے وہ اس کا یسوع کا انکار ہے۔ جب یسوع نے خبردار کیا کہ تمام شاگرد میرے بارے میں ٹھوکر کھائیں گے تو شمعون نے جواب دیا کہ "گو سب ٹھوکر کھائیں لیکن میں نہ کھاؤں گا۔" اس پر یسوع نے خاص شمعون سے کہا "میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ تو آج اسی رات مرغ کے دو بار بانگ دینے سے پہلے تین بار میرا انکار کرے گا" (مرقس ۱۴ : ۲۷ - ۳۱)۔ اگرچہ سب نے ایسا ہی کہا لیکن شمعون سب سے زیادہ بضد تھا۔

خداوند اپنے شاگرد کو پورے طور پر جانتا تھا، مگر شمعون اپنی کمزوری سے بے خبر تھا۔ ایسی تنبیہہ کے بعد اس کو چاہئے تھا کہ دل سوزی سے خداوند سے مدد مانگتا۔ لیکن غیرمناسب خوداعتمادی کے ساتھ ساتھ اس میں روحانی غفلت بھی تھی۔ وہ جسمانی اور روحانی دونوں لحاظ سے سو رہا تھا۔ باغ میں اس سے کہا گیا کہ جاگو اور دعا مانگو، مگر وہ جاگتا نہ رہ سکا۔ نیند سے تین دفعہ زور آزمائی کے بعد خداوند نے اسے سرزنش کی "اے شمعون تو سوتا ہے؟ کیا تو ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکا؟" (آیت ۳۷)۔ "تو تو اپنی محبت کی بڑے زور شور سے ڈینگیں مار رہا تھا۔ کیا تو ساٹھ منٹ تک بھی چوکنا نہ رہ سکا؟"

اس موقع پر شمعون کو طاقت کے لئے خداوند کا سہارا لینا چاہئے تھا۔ مگر چند ہی لمحوں بعد جب ایک بھیڑ یسوع کو گرفتار کرنے آگئی تو شمعون نے تلوار کھینچ لی اور قریب ترین کھڑے آدمی پر چلا دی۔ چاہتا تھا کہ اس کے دو

ٹکڑے کر دے، مگر وار اوچھا پڑا اور سردار کاہن کے نوکر **ملخس** کا کان اڑ گیا۔

اس نے لمحہ بھر کو جسمانی جرات کا مظاہرہ کیا، مگر فوراً ہی اخلاقی کمزوری اس پر غالب آگئی۔ پہلے تو وہ دور بھاگ گیا۔ پھر فاصلے پر پیچھے پیچھے آیا اور اس صحن میں داخل ہو گیا جہاں وہ بھیڑ کا ایک فرد بن کر آگ تاپنے لگا۔ اسے تو یسوع کے نزدیک کھڑا ہونا چاہئے تھا، غالباً جیسے یوحنا کھڑا تھا۔ کم سے کم اسے بھیڑ میں ہی یسوع کے لئے کھڑا ہونا چاہئے تھا۔ لیکن متکبرانہ خوداعتمادی، جاگنے اور دعا مانگنے سے قاصر رہنا، اطاعت کی بجائے جنگ آزمائی اور پھر دور رہ کر پیچھے پیچھے آنا، ساری باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے یسوع کا انکار کر دیا۔

چاروں اناجیل کے بیانوں کو یکجا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکار کے تین مراحل تھے اور ہر مرحلہ پہلے سے زیادہ شدید تھا۔ پہلا تو سادہ سا انکار تھا۔ دوسرے کے ساتھ قسم کھائی۔ تیسرا نہایت جوشیلا جس کے ساتھ لعنت بھی تھی (متی ۲۶ : ۶۹ - ۷۵)۔

جب مرغ نے دوسری بار بانگ دی اور یسوع نے مڑ کر شمعون کی طرف دیکھا تو وہ باہر جا کر زار زار رویا۔ وہ زیادہ تر مٹی اور تھوڑا سا چٹان تھا۔

نیا شمعون پطرس

اس رات شمعون سو نہ سکا۔ اگلے دن بھی وہ بار بار روتا رہا۔ غالباً صلیب کے گرد جمع ہجوم میں ادھر ادھر چھپ کر آنسو بہاتا رہا۔ سبت کا سارا

دن بھی احساس جرم نے اس کے اندر آگ لگائے رکھی۔ اس کا خیال تھا کہ میں مضبوط ہوں مگر اس میں کتنی کمزوری تھی ---- بزدلی، ٹال مٹول، بہانہ سازی، ناشکراپن، جھوٹ، خدا کی بے ادبی ---- تین سال تک خداوند کی رفاقت اور اس کی طرف سے سنجیدہ انتباہ اور وہ بھی خداوند کی سب سے زیادہ ضرورت کی گھڑی کے دوران۔ ان کے تقابل نے شمعون کی کمزوری کو اور بھی ابھار کر پیش کیا۔ ان باتوں نے اس معزز شاگرد کو ایسا حلیم اور عاجز بنا دیا جیسے جانور کو مار مار کر سدھا لیا جاتا ہے۔ مایوسی اور ناامیدی نے اس کے حواس گم کر دیئے تھے۔ اسے زندگی میں ایک نیا موڑ درکار تھا جس سے وہ مضبوط ہو جاتا۔

اس پہلی عید قیامت (ایسٹر) کو صبح سویرے خداوند کی طرف سے ایک پیغام آیا جس سے شمعون کی خاطر جمع ہوئی۔ قبر پر ایک فرشتے نے یہ پیغام دیا تھا کہ "وہ جی اٹھا ہے . . . تم جا کر اس کے شاگردوں اور پطرس سے کہو" (مرقس ۱۶ : ۶، ۷)۔ شمعون پطرس کبھی بھول نہیں سکتا تھا کہ فرشتے نے خاص اس کا نام لے کر اسے دوسروں سے الگ کر کے یہ بات کہی تھی! استاد کو ابھی بھی اس کا خیال تھا! شاید اسے اب بھی معاف کیا جاسکتا ہے۔

پطرس اور یوحنا قبر کی طرف دوڑے۔ بہت جلد پطرس پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ مسیح مردوں میں سے جی اٹھا تھا۔ اسی دن کسی وقت یسوع اکیلے میں پطرس سے ملا۔ بلاشبہ پطرس نے رک رک کر اپنے سارے انکاروں کی شرمساری کا اقرار کیا۔ خداوند نے اسے معافی کا یقین دلایا اور اسے کہا کہ اب کوئی غم نہ کر۔

پھر اگلے چند ہفتوں کے دوران خداوند نے رسولوں کی موجودگی میں سب کے سامنے پطرس کو بحال کیا۔ گلیل کی جھیل کے ساحل پر صبح سویرے جب انہوں نے آگ جلا رکھی تھی خداوند نے پطرس کی محبت کی تین دفعہ تصدیق کرائی۔ ایک ایک انکار کے بدلے پطرس نے محبت کا اقرار کیا۔ اب پطرس کی متکبرانہ خوداعتمادی کا لبادہ تار تار ہو گیا۔ اب وہ جاننے لگا کہ مسیح کے بغیر میں بالکل ناچار اور بے بس ہوں۔ اس کی کمزوری نے اسے اتنا حلیم کر دیا کہ اب وہ اپنے بھائیوں کو مضبوط کرنے کا اہل ہو گیا۔ اس کو تین دفعہ ذمہ داری سونپی گئی "میرے برے چرا . . . میری بھیڑوں کی گلہ بانی کر. . . میری بھیڑیں چرا۔" اب شمعون ـــــ پطرس بن گیا (یوحنا ۲۱ : ۱۵ - ۱۸)۔

مسیح کا ہر وہ پیروکار پطرس کی بحالی سے امید حاصل کر سکتا ہے جو اس کی طرح گناہ میں گر گیا ہے۔ اعمال کی کتاب میں پطرس ہی ان بارہ کا لیڈر تھا۔ وہ بالاخانے میں دعائیہ عبادتوں کا ہادی ہوتا تھا۔ اور وہ اجلاس بھی اسی نے کروایا جس میں یہوداہ اسکریوتی کا جانشین چنا گیا۔ بعدازاں پنتکست کے دن روح سے معمور پطرس نے وعظ کیا تو تین ہزار (۳۰۰۰) کو مسیح کے لئے جیت لیا۔ اعمال کے پہلے بارہ ابواب میں وہ سربرآوردہ اورغالب نظر آتا ہے۔ کہیں معجزے کر رہا ہے، کہیں حننیاہ اور سفیرہ کی ریاکاری سے پردہ اٹھا رہا ہے، کہیں شمعون جادوگر کے کس بل نکال رہا ہے، کہیں کورنیلیس کے گھرانے کو کلام سنا رہا ہے۔

مذہبی راہنما اس پر غضبناک ہو گئے۔ اسے اور یوحنا کو یہ منادی کرنے کی پاداش میں قید کر دیا گیا کہ یسوع ہی مسیح ہے۔ روح کی ہدایت سے اس

نے نہایت شاندار دفاع کیا۔ ان کو قید سے چھوڑا گیا مگر اس حکم کے ساتھ کہ اب یسوع کا نام لے کر نہ بات کریں نہ منادی کریں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس نام کی منادی کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتے۔

پطرس کو دوسری دفعہ قید میں ڈالا گیا۔ اب اسے مار پیٹ کر چھوڑ دیا گیا۔ مگر وہ اس بات پر خوش تھا کہ وہ اس کے نام کی خاطر بے عزت ہونے کے لائق تو ٹھہرا۔

اس کی جس تیسری قید کا بیان درج ہے اس کے نتیجہ میں رات بھر کی دعائیہ میٹنگ بلائی گئی۔ ایماندار خداوند سے درخواست کرنے لگے کہ اس کو قتل ہونے سے بچایا جائے کیونکہ اگلی صبح اسے قتل کیا جانا تھا۔ پطرس پورے دلی سکون کے ساتھ آرام کی نیند سو رہا تھا کہ ایک فرشتہ نے اسے جگایا۔ اس کی زنجیریں گرا دیں اور قیدخانے کا آہنی پھاٹک کھول دیا۔ پہلے وہ اس جگہ گیا جہاں دعا مانگی جارہی تھی تا کہ ایمانداروں کو دکھا دے کہ ان کی دعا سنی گئی ہے۔ اس کے بعد کہیں اور چلا گیا۔ اس کے بعد پطرس رسولی تاریخ کے صفحات میں نظر نہیں آتا۔ سوائے اس واقعہ کے جب وہ یروشلیم میں پہلی چرچ کونسل میں جواب دہی کے لئے موجود تھا۔ وہاں مسیحیت کو یہودیت میں بدلنے کی غلطی کی مخالفت کرتے ہوئے وہ پولس اور برنباس کے ساتھ مل گیا اور تصدیق کی کہ نجات شریعت سے نہیں بلکہ فضل سے ہے (اعمال ۱۵ : ۷ - ۱۱)۔

پطرس کے بقیہ حالات زندگی اسرار کے پردوں میں لپٹے ہوئے ہیں۔ چونکہ ۱-کرنتھیوں میں ایک کیفا (پطرس) کی پارٹی کا ذکر ہے، اس لئے ممکن ہے کہ اس نے کچھ عرصہ کرنتھس میں گزارا ہو (۱ : ۱۲)۔ اس نے کچھ

محنت ان لاتعداد یہودیوں پر بھی کی جو سارے ایشیائے کوچک میں بکھرے ہوئے تھے۔ اس نے ان کو خطوط لکھے۔ اس نے پہلا خط "بابل" سے لکھا۔ اگر اس کو لفظی معنوں میں لیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ وہ وہاں گیا تھا (۱- پطرس ۵ : ۱۳)۔ اکثر علماء کا خیال ہے کہ بابل کا نام خفیہ اشارے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اور کہ دراصل اس کا مطلب روم ہے تاکہ رومی حاکموں کو پتہ نہ چلے اور وہ رومی سلطنت کی تباہی سے متعلق پیشین گوئیوں سے بے خبر رہیں۔ مثلاً "بڑا شہر بابل گر پڑا" (مکاشفہ ۱۸ : ۲)۔ روایت کے مطابق پطرس نے زندگی کے آخری ایام روم میں گزارے اور کہ وہ یسوع کی پیشین گوئی کے مطابق الٹا مصلوب ہوا (یوحنا ۲۱ : ۱۸)۔

اناجیل کا شمعون اعمال کے پطرس سے قطعی مختلف نظر آتا ہے۔ متلون مزاج اور بزدل گلیلی ابتدائی کلیسیا کا دلیر اور جرات مند لیڈر بن گیا۔ خدا کی اہرن پر کوٹنے پیٹنے اور شکل و صورت دینے میں مہینے لگ گئے۔ اور خدا کے بیٹے کے صبر کو اسے ڈھالنے میں بھی مہینے لگ گئے۔ یسوع ہر وقت اس کے ساتھ رہتا تھا۔ کبھی ملامت کرتا، کبھی حکم دیتا، کبھی خبردار کرتا، کبھی مشکل سے رہائی دیتا، غرض ہر طرح سے اس کی تشکیل کرتا رہتا تھا۔ وہ اپنے ساتھی رسولوں کے لئے ایک پشتہ تھا۔ پطرس اپنے نئے نام کے مطابق اسم بامسمی (مطلب، جیسا نام ویسا کام) ثابت ہوا۔ اگرچہ اناجیل میں اکثر اس کو "شمعون" کے نام سے پکارا گیا ہے تاہم اعمال میں اس کا ذکر "پطرس" کے نام سے ہوا ہے۔ البتہ کہیں کہیں شناخت کی خاطر شمعون کہا گیا ہے مثلاً کورنیلیس کے واقعہ میں۔

یہ بات بڑی دلچسپی کی حامل ہے کہ کوئی نصف صدی بعد پطرس کا

قریبی دوست لکھتے ہوئے اس کے دونوں ناموں کو الگ الگ کم اور ایک ساتھ زیادہ استعمال کرتا ہے (یوحنا ۱ : ۴۰، ۶ : ۸، ۶۸، ۱۳ : ۶، ۹، ۲۴، ۳۶، ۱۸ : ۱۰، ۱۵، ۲۵، ۲۰ : ۲، ۶، ۲۱ : ۲، ۳، ۷، ۱۱، ۱۵)۔ چونکہ وہ ابتدائی دنوں ہی سے پطرس کو اچھی طرح جانتا تھا اس لئے وہ اس کے پرانے نام "شمعون" کو استعمال کرنے سے رہ نہیں سکتا۔ لیکن اس نے دیکھا کہ برس گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں حیرت ناک تبدیلی آئی ہے۔ اس لئے وہ اسے "پطرس" بھی کہہ کر پکارتا ہے جس کا وہ اب حقدار تھا۔ شاید نئے پطرس میں کبھی کبھار پرانا شمعون بھی ابھر آتا تھا۔

ہماری عادتیں ہمارے ساتھ بری طرح چمٹی رہتی ہیں۔ رسولوں کا بھی یہی حال تھا۔ غیرقوم کورنیلیس کے گھرانے کے پاس بھیجنے سے پہلے خداوند نے پطرس کو یاد دلایا کہ یہودی اور غیرقوم کے درمیان فرق مسیح میں مٹا دیا گیا ہے۔ الٰہی منصوبے کے بارے میں پطرس کے محدود نقطہ نظر میں تصحیح کی خاطر خداوند نے اس کو بڑی چادر کی رویا دی جس میں پاک اور ناپاک دونوں قسم کے جاندار تھے۔

چند سال بعد پطرس نے انطاکیہ میں غیرقوم ایمانداروں سے میل جول ترک کرنے کی غلطی کی کیونکہ یروشلیم سے ایک طاقتور یہودی گروہ وہاں آ گیا تھا۔ مگر پولس نے روبرو ہو کر پطرس کو چیلنج کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پطرس نے اپنی غلطی کو مان لیا اور مسیح میں آزادی کے بارے میں دوبارہ پہلا سا خیال اختیار کر لیا۔ میری اور آپ کی طرح پطرس کی بقیہ ساری زندگی میں بھی نئی اور پرانی انسانیت کے درمیان لڑائی جاری رہی۔ مگر جیسے جیسے مٹی چٹان بنتی گئی نئی انسانیت پرانی انسانیت پر غالب آتی گئی۔

مسیح نے پہچان لیا تھا کہ ڈگمگ ڈگمگ شمعون کے اندر ایک ٹھوس چٹان موجود ہے۔ اسی طرح وہ دیکھتا ہے کہ ہمارے اندر کیا کیا امکانی طاقتیں اور قوتیں ہیں اور وہ ہمیں بھی تبدیل کر دیتا ہے۔ کیا آپ گرم مزاج ہیں؟ اگر آپ مسیح کے پاس آئیں تو وہ آپ کو "متحمل" نام دے سکتا ہے۔ کیا آپ فکرمند طبیعت کے مالک ہیں؟ وہ آپ کو "صابر" کے نام سے پکار سکتا ہے۔ کیا آپ جھگڑالو ہیں؟ وہ آپ کو "شیرین" کہہ سکتا ہے۔ کیا آپ ہم جنس پرست یا زانی ہیں؟ وہ آپ کا نام "پاکیزہ" رکھ سکتا ہے۔

شمعون پطرس کے کردار میں تبدیلی اس وقت ممکن ہوئی جب وہ مسیح موعود کے پاس آگیا۔ ہمارے لئے بھی ایسا ہی ہو سکتا ہے۔ شخصیت کی تبدیلی کے لئے ضروری ہے کہ ہم مسیح کے کھٹکھٹانے پر اپنے دل اس کے لئے کھول دیں۔

تیسرا باب

اندریاس ---- تعارف کنندہ

مونشے روزن نے اپنی بیوی **سیئل** کا ہماری کلیسیا سے یوں تعارف کرایا "**سیئل** کوئی بڑی روحیں جیتنے والی نہیں۔ اس نے جو لوگ مسیح کے لئے جیتے ہیں، وہ صرف اس کی بیٹیاں اور میں ہوں۔"

ساری جماعت ہنس پڑی۔ بے شک **سیئل مونشے** نے خود کوئی زیادہ روحیں نہیں جیتیں لیکن وہ **مونشے** کو خداوند کے پاس لے آئی۔ اس طرح بالواسطہ وہ ان سینکڑوں روحوں کو جیتنے کی ذمہ دار ہے جو **مونشے** کی خدمت کے وسیلے سے مسیح موعود کے قدموں میں آگئی ہیں۔

اندریاس رسول بھی پس پردہ رہ کر خاموشی سے کام کرتا اور لوگوں کو ایک ایک کر کے جیتتا تھا۔ اس کا بھائی پطرس ہمیشہ سامنے نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ اس نے ایک ہی وعظ سے تین ہزار (۳۰۰۰) کو جیت لیا۔ ہم پطرس کو "بڑا ماہی گیر" کہتے ہیں تو اندریاس کو "چھوٹا ماہی گیر" کہنا واجب آتا ہے۔ مگر ہمیں ہرگز بھولنا نہیں چاہئے کہ "چھوٹا ماہی گیر" ہی "بڑے ماہی گیر" کو پکڑ کر لایا تھا۔ چونکہ اندریاس نے پس پردہ محنت کی، اس لئے پطرس سرعام منادی کرتا تھا۔

پس منظر

اندریاس گلیل کا باشندہ بیت صیدا میں پیدا ہوا تھا۔ جن دنوں اس کی ملاقات یسوع سے ہوئی وہ کفرنحوم میں رہائش پذیر تھا۔ وہ اور اس کا بھائی نہ صرف گلیل کی جھیل پر ماہی گیری میں حصہ دار تھے بلکہ ایک مکان کے مشترکہ مالک بھی تھے (یوحنا ۱ : ۴۴، مرقس ۱ : ۲۹، متی ۴ : ۱۸)۔

مگر یہ دونوں بھائی طبعاً" ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے۔ پطرس آتش بازی کی ہوائی کی طرح بھڑک کر رنگ بکھراتا اور پھر ٹھنڈا پڑ جاتا تھا جبکہ اندریاس مستقل چنگاریاں چھوڑتا رہتا تھا۔ پطرس تیز مزاج تھا اور اندریاس محتاط۔ پطرس آگے آگے چلنے والا اور اندریاس پیچھے پیچھے آنے والا تھا۔ ڈھیروں مچھلیاں پکڑنے کے معجزے کے بعد اندریاس جذبات سے مغلوب ہو کر یسوع کے پاؤں میں نہیں گرا، نہ وہ طوفانی جھیل میں کود کر پانی پر چلا، نہ اس نے بلاتامل کسی آدمی کا کان اڑایا۔ بلکہ وہ پختہ اور محتاط طبیعت کا دوراندیش اور رسم و روایت کا پابند شخص تھا۔

اندریاس اپنے بھائی کے سایہ میں دبا ہوا نظر آتا ہے۔ مگر اس نے فروتن درجہ کو قبول کر لیا اور پس پردہ بلکہ گمنامی میں رہ کر محنت اور جاں فشانی کرتا تھا۔ اس کے نام کا مطلب ہے "مرد" یا "آدمی"۔ بعض لوگ اس کا ترجمہ "جواں مرد" یا "بہادر" بھی کرتے ہیں۔ اناجیل اور اعمال کی کتاب میں اندریاس کا نام تیرہ (۱۳) مرتبہ آیا ہے۔ تین الگ الگ واقعات میں وہ لوگوں کو مسیح کے پاس لایا۔ کوئی تعجب نہیں کہ اس کے قریبی دوست یوحنا ہی نے ان تینوں واقعات کو قلمبند کیا ہے۔

اندریاس کا ایمان لانا (یوحنا ۱ : ۳۵ - ۴۰)

وہ ہر روز مچھلیاں پکڑنے کے دوران غور و خوض کیا کرتا تھا کہ میرے زمانے کے مذہبی رسم و رواج اور پرانے عہدنامے کے انبیاء کی گرجدار ہدایات میں کتنا زبردست فرق ہے۔ پھر ایک دن اس منظر پر ایک نبی نمودار ہوا جو توبہ کی منادی کرتا تھا۔ محصول لینے والے، سپاہی، کاہن، انقلابی اور عام لوگ سب اس عجیب شخص کو دیکھنے جاتے تھے جو اونٹ کے بالوں کا چوغہ پہنے رہتا اور ٹڈیاں اور جنگلی شہد کھاتا تھا۔

اندریاس بیابان سے نمودار ہونے والی اس دبلی پتلی اور سرگرم شخصیت سے بہت متاثر ہوا۔ اس کے بدن میں ایک سنسنی دوڑ گئی۔ قوی امکان ہے کہ اس نے یوحنا سے بپتسمہ بھی لیا۔ اس نے بپتسمہ دینے والے کو اعلان کرتے سنا کہ میں اپنے سے عظیم تر شخص کے لئے تیاری کی آواز ہوں۔ چنانچہ اندریاس بڑے اشتیاق سے اس موعودہ نبی کا انتظار کرنے لگا۔

ایک دن اس نے دیکھا کہ بپتسمہ دینے والا بھیڑ کے کنارے کھڑے ایک شخص کی طرف انگلی اٹھا کر پکار پکار کر کہہ رہا ہے "دیکھو یہ خدا کا برہ ہے جو دنیا کا گناہ اٹھا لے جاتا ہے" (یوحنا ۱ : ۲۹)۔

اندریاس اور ایک اور شاگرد جس کا نام نہیں دیا گیا مگر غالباً یوحنا تھا، دونوں کشاں کشاں یسوع کے پیچھے چل پڑے۔ یسوع نے مڑ کر ان سے پوچھا "تم کیا ڈھونڈتے ہو؟" انہوں نے جواب دیا کہ "اے ربی (یعنی اے استاد) تو کہاں رہتا ہے؟" یسوع نے ان کو ساتھ چل کر دیکھنے کی دعوت دی (آیات ۳۸، ۳۹)۔

کیا ہی اچھی بات ہوتی کہ یسوع کے ساتھ ان کی گفتگو کی روداد ہمارے پاس ہوتی! لیکن جو کچھ بھی کہا سنا گیا اس سے اندریاس قائل ہو گیا

کہ یسوع ہی مسیح ہے۔ اس نے یسوع کی پیروی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

یوحنا کے ساتھ اندریاس پہلا شخص تھا جو ایمان لایا۔ ابتدائی کلیسیا اس کو پروتوکلیت یعنی "اولا" بلایا گیا" کے نام سے پکارتی تھی۔ اول ہونے کے لئے ہمت اور جرات درکار ہوتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اندریاس اپنی قابلیت کے مطابق چلنے سے ڈرتا گھبراتا نہیں تھا۔ انجیل بیان کرتی ہے کہ بہت جلد یکے بعد دیگرے پطرس، فلپس اور نتن ایل ایمان لائے۔

اس پہلی ملاقات ہی میں یسوع کے ساتھ ایک ناقابل شکست وفاداری قائم ہو گئی۔ اگرچہ اندریاس اپنے ماہی گیری کے کاروبار کے لئے واپس چلا گیا، لیکن وہ یسوع کے وقفہ وقفہ کے دوروں میں بڑے شوق سے ساتھ جاتا تھا۔ چند ماہ بعد جب یسوع نے اسے مستقل شاگردیت کی بلاہٹ دی کہ "میرے پیچھے چلے آؤ تو میں تم کو آدم گیر بناؤں گا" (متی ۴ : ۱۹) تو وہ بلاتامل اس کے ساتھ چل پڑا۔ جیسے اس نے نجات کی دعوت کا جواب فوری دیا تھا اسی طرح اس نے مخصوصیت کی دعوت کا جواب دیا۔

اندریاس کا شخصی کام

کسی پاسبان سے پوچھا گیا "اگر اگلے بارہ مہینوں کے اندر آپ کو مسیح کے لئے ایک سو افراد جیتنے ہوں، اور آپ کو چننا ہو کہ یہ کام منادی کے ذریعہ کریں گے یا شخصی کام کے ذریعہ سے تو آپ کونسا طریقہ اختیار کریں گے؟" اس نے بلاتوقف جواب دیا "شخصی کام۔"

اندریاس نے خود کو شخصی کام کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ مسیح موعود

کو پا کر اس میں جوش کی لہر دوڑ گئی تھی۔ وہ اس زبردست دریافت کو اپنے ہی تک محدود نہیں رکھ سکتا تھا۔ اگرچہ وہ پطرس جیسا مناد اور واعظ نہیں تھا کہ بڑے بڑے ہجوموں کے لئے آدم گیر بن جاتا، مگر ایک ایک کی بنیاد پر وہ مسیح کا ایک نہایت موثر گواہ ثابت ہوا۔ بائبل مقدس میں جب بھی اس کا ذکر آتا ہے وہ کسی نہ کسی کو یسوع سے متعارف کرا رہا ہے۔ "متعارف کنندہ" اندریاس نے ثابت کر دیا ہے کہ روحیں جیتنے کا کام صرف مبشروں اور مبلغوں ہی تک محدود نہیں۔

ایک مورخ بیان کرتا ہے کہ میتھوڈسٹ تحریک کے ابتدائی اور جوشیلے اور سرگرم دنوں میں دانشور طبقہ کے لوگ کسی میتھوڈسٹ کو باورچن نہیں رکھتے تھے کیونکہ وہ دوسرے نوکروں کو اسی تحریک پر ایمان لانے اور اس میں شامل ہونے پر قائل کر لے گی۔ یہی حال اشتراکیت کا تھا۔ کالج کے ہر طالب علم کو کم و بیش بیس (۲۰) دیگر طلبہ کی فہرست دی جاتی تھی جنہیں اس کو اشتراکیت کے لئے جیتنا ضروری ہوتا تھا۔ اندریاس کی مثال مسیحیوں کو چیلنج کرتی ہے کہ روحیں جیتنے کی اپنی ذمہ داری کو بروئے کار لائیں۔

اندریاس اپنے بھائی کو، ایک لڑکے کو اور یونانیوں کو مسیح کے پاس لایا۔ اس نے گواہی کا کام اپنے گھر سے شروع کیا۔ پھر باہر نکلتے نکلتے غیر ملکیوں تک جا پہنچا۔

اندریاس اپنے بھائی کو لایا (یوحنا ۱ : ۴۱ - ۴۲)

مسیح موعود کو پا لینے کے فوراً بعد اندریاس نے روحیں جیتنے کا کام شروع کر دیا۔ یہ اس کا طرز زندگی تھا۔ سب سے پہلے اس نے اپنے بھائی کو

بتانا چاہا۔

شمعون جوشیلا، متلون اور تیز مزاج تھا۔ وہ نو مرید بننے والا معلوم نہیں ہوتا تھا، مگر وہ اندریاس کے خاموش، قابل اعتماد اور مستقل مزاج انداز اور طور طریقوں کا احترام کرتا تھا۔ اندریاس نے بات کی تو اس کی آواز سے یقین اور انداز سے دلی خوشی جھلکتی تھی ایسی کہ انکار نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس نے نیم دلی سے مدھم آواز میں یہ نہیں کہا کہ "میں نے ایک آدمی کو دیکھا ہے۔ ممکن ہے وہ مسیح ہو" بلکہ اس نے ناقابل تردید یقین اور پورے جوش سے کہا کہ "ہم کو خرستس یعنی مسیح مل گیا۔" اور روداد کہتی ہے کہ "وہ اسے یسوع کے پاس لایا" (آیت ۴۲)۔

اصل مشنری کام گھر سے شروع ہوتا ہے۔ البتہ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ یہ میدان مشکل اور ہمت شکن ہوتا ہے۔ اندریاس نے بھی یہ کام اپنے گھر سے اور ایک ایسے بھائی سے شروع کیا جس کو آسانی سے کہا نہیں جا سکتا تھا کہ یہ یا وہ کام کر۔ مسیح پر ایمان لانے والے نومرید کے ایمان کے بارے میں گھر اور خاندان کے اراکین اکثر شک ہی کرتے ہیں۔ مثبت نتائج دیکھنے سے پہلے وقت اور دل سوزی سے دعا مانگنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ڈی - ایل - موڈی ایمان لایا تو اس کا پہلا خیال اپنے خاندان کے بارے میں تھا۔ چنانچہ اس نے ان کے لئے دعا مانگنا شروع کی۔ اس سے پہلے اس نے کچھ پیسے اور جوتے گھر بھیجے تھے۔ وہ جوتوں کا سیلزمین تھا اس لئے اسے جوتے رعایتی قیمت پر مل جاتے تھے۔ لیکن ایمان لانے کے بعد وہ اپنے خاندان کو اپنی نئی خوشی، شادمانی اور اطمینان میں شریک کرنا چاہتا تھا۔

آلو بونے کا موسم تھا۔ چنانچہ وہ اس کام میں مدد دینے کے لئے اپنے

گھر آیا۔ اسی دوران اس نے اپنی گواہی پیش کرنے کی کوشش کی۔ لیکن گھر کے افراد اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ اپنے خاندان کے کچھ حصے کو جیتنے کے لئے موڈی کو خاصا وقت لگا۔

بعض لوگ تو خاندان کے کسی غیرایماندار فرد سے بات کرنے کی بجائے گرجے میں پانسو روپیہ (۵۰۰) چندہ دینے کو ترجیح دیں گے۔ اگر ہماری کم گوئی ہمارے غیر مستقل اور بے میل برتاؤ کی وجہ سے ہو تو ہمیں اپنے برتاؤ اور سلوک کو درست کرنا چاہئے۔ پطرس نصیحت کرتا ہے کہ جب ہم اپنے خاندان کے ممبران کو مسیح کے لئے جیتنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمارا انداز زندگی ایسا قائل کرنے والا ہونا چاہئے کہ ہماری طرف سے ایک لفظ کے بغیر دیکھنے والے جیتے جائیں (۱- پطرس ۳ : ۱ - ۲)۔ اگر ہماری گواہی رد کر دی جاتی ہے تو ہم صرف انتظار کر سکتے ہیں۔ پھر دعا مانگتے رہیں اور یقین رکھیں کہ روح القدس اپنے مقررہ وقت کے مطابق اپنا کام کرے گا۔ یاد رکھیں، یسوع کے بھائی اس کے مردوں میں سے جی اٹھنے کے بعد ہی ایمان لائے تھے۔

ایک اتوار میں نے اندریاس کے بارے میں وعظ کیا۔ میں نے پیغام کا اختتام ان الفاظ سے کیا "میری آخری مثال ایک زندہ مثال ہے۔ ہماری کلیسیا میں دو بھائی ہیں جن کے نام اندریاس اور پطرس ہیں۔ میں نے ان سے درخواست کی ہے کہ وہ پلپٹ پر آکر اپنی کہانی بیان کریں۔

اندریاس پہلے بولا - اس نے بتایا کہ میں اور میرا بھائی اچھے دوستوں کی طرح اکٹھے پلے بڑھے ہیں۔ کوئی دس برس ہوئے میں نے مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کیا۔ میں چاہتا تھا کہ میرے بھائی کو بھی یہ برکت ملے۔ میں

نے اس کو اپنی کلیسیا میں نئی "کافی ہاؤس منسٹری" میں دعوت دی۔ اور یوں
اسے مسیح کے پاس لایا۔

اس کے بعد پطرس بولا۔ اس نے بتایا کہ اندریاس اسے کس طرح
کافی ہاؤس میں آنے کی دعوت دے کر اسے مسیح کے پاس لایا۔ اس نے یہ
بھی بتایا کہ ان دنوں اسے اندریاس میں ایک تبدیلی نظر آ رہی تھی۔ سامعین
میں سے بہتوں پر اس گواہی کا اثر ہوا کہ یہ ہمارے زمانے کی زندہ مثال تھی
جس میں دو ایسے بھائی ملوث تھے جن کے نام رسولوں جیسے تھے۔

ایک دفعہ ایک تاجر ایک ریستوران کے قریب سے گزر رہا تھا۔ اس
نے دیکھا کہ ایک غریب لڑکا اندر جھانک رہا ہے۔ اس کا چہرہ دروازے کے
شیشے کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔ "کیا تمہیں بھوک لگی ہوئی ہے؟" آدمی نے
پوچھا۔ "بے شک جناب"۔ وہ آدمی لڑکے کو اندر لے گیا۔ اس کے لئے
نہایت قیمتی اور وافر کھانا منگوایا۔ لیکن اب لڑکا باہر کو دیکھے جارہا تھا اور اس
لذیذ کھانے پر کوئی توجہ نہیں دے رہا تھا۔ اس آدمی نے لڑکے کے کندھے کو
تھپتھپاتے ہوئے کہا "کھاتے کیوں نہیں ؟ تم نے تو کہا تھا کہ بھوکے ہو۔"
لڑکے نے جواب دیا "کیا آپ کو وہ لڑکا دکھائی دے رہا ہے جو کھڑکی میں سے
ادھر دیکھ رہا ہے؟ وہ میرا چھوٹا بھائی ہے۔ میں کس طرح کھا سکتا ہوں جبکہ
وہ مجھے اس طرح دیکھ رہا ہے ؟ " وہ آدمی چھوٹے لڑکے کو بھی اندر لے
آیا۔ دونوں نے کیسی عمدہ دعوت کھائی !

اسی طرح خاندان کے جو ممبران باہر ہیں ضرورت ہے کہ ان کو بھی
انجیل کی ضیافت میں دعوت دی جائے۔

اندریاس ایک لڑکے کو لایا (یوحنا ٦ : ١-١١)

دوسرا واقعہ جس میں اندریاس کسی شخص کا مسیح سے تعارف کرا رہا
ہے وہ واحد معجزہ ہے جو چاروں انجیلوں میں درج ہے۔

ایک بڑی بھیڑ یسوع کے پیچھے چلتی ہوئی گلیل کی جھیل کے پاس جمع
تھی۔ سارے لوگ تھکے ہوئے، بھوکے اور اپنے گھروں سے دور تھے۔ نزدیک
کوئی ہوٹل یا ریستوران بھی نہ تھا۔ شاگردوں کا مشورہ یہ تھا کہ "لوگوں کو
رخصت کر دے" (متی ۱۴ : ۱۵)۔ یسوع نے ان بارہ کو آزمانے کی غرض
سے کہا "ہم ان کے کھانے کے لئے کہاں سے روٹیاں مول لیں؟" فلپس
نے حساب لگایا کہ ہمیں کم سے کم دو سو دینار درکار ہوں گے۔ یہ ایک مزدور
کی تین سو دن کی مزدوری کے برابر رقم تھی۔

اس وقت اندریاس بول اٹھا کہ " یہاں ایک لڑکا ہے جس کے پاس
پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں ہیں۔" اندریاس نے لڑکے کو دوست بنا لیا تھا۔
غالباً اسے گلیل کی جھیل پر اپنے مچھلیاں پکڑنے کے تجربے کی کہانیاں سنا سنا
کر اس کا دل جیت لیا تھا۔ اس نے سوچا اگر لڑکا اپنا کھانا استاد کو دے دے
تو باقی کام یسوع خود کر لے گا۔ خوراک کی مقدار نہایت قلیل تھی لیکن استاد
نے اسے معجزانہ طور پر بڑھا دیا، اتنا کہ وہ عورتوں اور بچوں کے علاوہ پانچ
ہزار (۵۰۰۰) مردوں کے لئے کافی ہو گئی۔

آج ہمیں اندریاسوں کی ضرورت ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو مسیح کے
پاس لائیں۔ بہت سے بچوں کو بنیادی مذہبی تعلیم نہیں ملتی۔ بہت سے بچے
ہر سال گھروں سے بھاگ جاتے ہیں ۔ بہت سے بچے ایسے ہیں کہ خاندان
کے افراد ہی ان کو جسمانی اذیتیں دیتے ہیں۔ بے شمار کم عمر بچوں سے جبری

مشقت لی جاتی ہے۔ وہ صبح سے شام ڈھلے تک محنت کی چکی میں پستے رہتے ہیں اور اجرت ملتی ہے نہ ہونے کے برابر۔ ضرورت ہے کہ ان کا خداوند یسوع سے تعارف کرایا جائے۔

سکاٹ لینڈ کی ایک کلیسیا میں ہفتہ بھر بشارتی مہم چلائی گئی۔ اس کا دیدنی نتیجہ ایک چھوٹا سا لڑکا تھا جو آخری عبادت میں درد بھری اپیل کے بعد آگے آیا۔ پاسٹر سوچنے لگا کیا ہمارے اجلاسوں کا نتیجہ یہی ہے؟ اسے گمان تک نہ تھا کہ اس چھوٹے سے لڑکے کے وسیلے سے ہزاروں افراد مسیح کے لئے جیتے جائیں گے اور افریقہ کا پورا براعظم انجیل کے لئے کھل جائے گا۔ اس بچے کا نام **ڈیوڈ لونگسٹن** تھا۔

ہمیں اپنے ملک کے سنڈے سکولوں اور یوتھ گروپوں کے لئے شکرگزار ہونا چاہئے اور ان کی حمایت و اعانت کرنی چاہئے کہ وہ اپنی عمر کے بچوں اور نوجوانوں کو مسیح کے پاس لانے کی سعی و کاوش کرتے ہیں۔

مریلو نامی مصور نے "مقدس اندریاس کی شہادت" کے نام سے ایک تصویر بنائی ہے۔ یہ تصویر یورپ کی ایک آرٹ گیلری میں آویزاں ہے۔ ایک طرف ایک لڑکا کھڑا ہے۔ اس کے رخساروں پر آنسو بہہ رہے ہیں۔ اس کا چہرہ ایک طرف کو ہے، گویا وہ اس خوفناک منظر کی تاب نہیں لاسکتا۔ اگرچہ تواریخ کے لحاظ سے یہ بات غلط ہے، مگر مصور نے شہادت کے موقع پر اسی لڑکے کو کھڑا دکھایا ہے جس نے اپنا کھانا دے دیا تھا۔ یہ لڑکا محسوس کرتا تھا کہ میری روح اس دوست کے اثر سے بچ گئی جو مجھے یسوع کے پاس لے گیا تھا۔ اس لئے وہ ان ہولناک لمحات میں عقیدت و احترام کا اظہار کرنے کو وہاں موجود تھا۔

اندریاس یونانیوں کو لایا (یوحنا ۱۲ : ۲۰ - ۳۳)

یسوع کے خدمت کے آخری ایام میں اس کی مصلوبیت سے چند روز پہلے عید فسح کے لئے یروشلیم میں آنے والوں میں "بعض یونانی" بھی تھے۔ یہودی اپنی امت سے باہر کے ہر شخص کو "اجنبی" (غیر قوم) سمجھتے تھے۔ یہ اجنبی اپنی درخواست لے کر پہلے فلپس کے پاس آئے کہ "جناب، ہم یسوع کو دیکھنا چاہتے ہیں۔" غالباً فلپس کے یونانی نام اور یونانی تعلقات کی وجہ سے پہلے اس کے پاس آئے۔

فلپس کو پتہ نہیں تھا کہ کیا کیا جائے۔ مسیح کا مشن اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جیتنا رہا تھا۔ فلپس ان اجنبیوں کو اندریاس کے پاس لے آیا۔ اگر وہ انہیں پطرس، یعقوب یا یوحنا کے پاس لے جاتا تو شاید ان کا ردعمل یہ ہوتا کہ "ان یونانیوں سے کہو کہ چلتے بنو! یسوع کا پیغام صرف یہودیوں کے لئے ہے!" لیکن اندریاس میں کسی قسم کا تعصب نہیں تھا۔ اس نے سیکھ لیا تھا کہ میرا استاد کسی کا طرفدار نہیں۔ کیا اسے یسوع کا فرمان یاد تھا کہ "خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی . . . ؟" کسی نہ کسی طرح وہ جان گیا کہ انجیل کا پیغام ساری دنیا کے لئے ہے اور کہ وہ کل بنی نوع انسان کو خوش آمدید کہتا ہے۔ اسے پروا نہ تھی کہ یہ اشخاص غیر یہودی ہیں۔ چنانچہ فلپس کے ساتھ مل کر اس نے یونانیوں کا یسوع سے تعارف کرایا۔

یہ نہیں بتایا گیا کہ یونانیوں کا ردعمل کیا تھا۔ لیکن ہم اتنا ضرور جانتے ہیں کہ اندریاس کی معرفت انہوں نے یسوع کو اپنی صلیبی موت کا ذکر کرتے سنا۔ اور یہ بھی کہ میں سب کو اپنے پاس کھینچوں گا۔ مزید برآں انہوں نے شاگردیت کے لئے بلاہٹ بھی سنی۔ روایت کے مطابق لوقا طبیب ان یونانیوں میں سے ایک تھا۔

ایک لحاظ سے غیریہودیوں کے لئے اندریاس ہی پہلا مشنری تھا۔ بے شک اس نے اپنی گواہی کا آغاز اپنے گھر یعنی اپنے وطن سے کیا' مگر روحوں کو جیتنے کی ہماری کوشش وطن (گھر) ہی تک محدود نہیں ہو جانی چاہئے۔ ارشاد عظیم کا تقاضا ہے کہ ہم کلیسیا کے عالمی بشارت کے کام میں حصہ لیں۔ بے شمار اندریاسوں کی ضرورت ہے تاکہ ساری دنیا انجیل کے پیغام کو جان لے۔

ثانوی مقام پر رہنے کیلئے اندریاس کی آمادگی

پھولوں کے ایک مقابلے میں ایک شخص کو دوسرے نمبر کا انعام دیا گیا۔ لیکن اس نے غصہ اور حسد کے مارے ناظرین کے سامنے انعامی فیتے کو پھاڑ کر تار تار کر دیا۔ وہ دوسرے درجے کا مقام قبول نہیں کر سکتا تھا۔ مگر اندریاس نے پس منظر میں رہنا قبول کر لیا۔

اندریاس' پطرس کے بھائی کے طور پر جانا پہچانا جاتا تھا۔ بارہ منتخب شاگردوں کی دو فہرستوں میں اس کا نام چوتھے نمبر پر آتا ہے (مرقس ۳ : ۱۸' اعمال ۱ : ۱۳)۔ دوسری دو فہرستوں میں اس کا ذکر دوسرے نمبر پر پطرس کے فوراً" بعد آتا ہے۔ اور ساتھ کہا گیاہے "پطرس کا بھائی" (متی ۱۰ : ۲' لوقا ۶ : ۱۴)۔ جب وہ لڑکے کو کھانے کے ساتھ یسوع کے پاس لایا اس موقع پر بھی اسے پطرس کا بھائی کہا گیا ہے (یوحنا ۶ : ۸)۔ شاید لوگ نہیں جانتے تھے کہ اندریاس کون ہے اس لئے کہ اس کی شناخت "پطرس کا بھائی" کے طور پر کرائی جاتی تھی کیونکہ پطرس کو سب جانتے تھے۔ پطرس کی اس برتری پر اندریاس کا ردعمل کیا تھا؟ خصوصاً اس لئے بھی کہ اسی نے پطرس

کو یسوع سے متعارف کرایا تھا؟

علاوہ ازیں اندریاس کبھی اس اندرونی حلقے میں راہ نہ پا سکا جن کو خاص اعزاز حاصل ہوا کہ وہ یائر کی بیٹی کو زندہ کرنے کے معجزے' مسیح کی صورت کی تجلی اور گتسمنی باغ میں جاں کنی کے گواہ بنے۔ اندریاس اس حلقے سے باہر تھا۔

اس کا یہ اخراج ہمیں داؤد بادشاہ کے ایک سورما بنایاہ کی یاد دلاتا ہے۔ اس کے بہادرانہ کارنامے گنوانے کے بعد پاک کلام کہتا ہے "وہ ان تیسوں (۳۰) سے معزز تھا پر پہلے تینوں کے درجہ کو نہ پہنچا" (۱۔ تواریخ ۱۱ : ۲۴' ۲۵)۔ اسی طرح اندریاس باقی آٹھوں سے معزز تھا مگر پہلے تینوں کے درجے کو نہ پہنچا۔ وہ کیا محسوس کرتا ہوگا؟ وہ جانتا تھا کہ میں ان آٹھوں سے پہلے ایمان لایا تھا۔

یقیناً اندریاس ایک حلیم شخص تھا۔ ہو سکتا ہے شروع میں دوسروں کی طرح اسے بھی بادشاہی میں بلند درجہ حاصل کرنے کی آرزو ہو۔ لیکن کسی موقع پر اسے احساس ہوا کہ میں بڑا کردار ادا نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس نے خاموشی سے سٹیج پر مددگار کا مقام قبول کر لیا۔ اس کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ استاد نے مجھے ان بارہ میں شمار ہونے کے لائق تو جانا۔ اگر وہ تین کے اندرونی حلقے میں شامل ہوتا تو شاید ناکام رہتا۔ اسے کوئی پریشانی نہیں تھی کہ مجھے ثانوی درجے پر دھکیل دیا گیا ہے۔

غالباً اس نے حلیمی اور فروتنی کا سبق یوحنا بپتسمہ دینے والے سے سیکھا تھا'جس نے کمال خوشی سے یسوع کے مقابلے میں ثانوی حیثیت قبول کر کے کلام نہیں بلکہ آواز' مسیح موعود نہیں بلکہ اس کا پیشرو بنا۔ کسی اعلیٰ

درجے کے شخص، کسی بہتر کھلاڑی، کسی زیادہ ذہین طالب عالم یا کسی زیادہ عزت دار شخص کے لئے بغض اور کینہ رکھنا کیسی غلط بات ہے! اندریاس کو شہرت کی بجائے خدمت کا زیادہ خیال رہتا تھا۔ اسے یہی خیال ہوتا تھا کہ کام ہو جائے نیک نامی کسی کو بھی مل جائے کوئی بات نہیں۔

اندریاس خاموشی سے اپنے کام میں لگا رہتا اور ایک ایک کر کے لوگوں کو جیتتا رہتا تھا۔ ہماری کلیسیاؤں کے "اندریاس" شاذ ہی کبھی اثرورسوخ والے پلپٹوں سے منادی کرتے ہیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے سنڈے سکولوں کی جماعتوں کو پڑھاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بائبل سٹڈی یا یوتھ گروپوں کے ہادی ہوتے ہیں۔ بے شک کلیسیا کو چند ایک "پطرسوں" اور "یوحناؤں" کی بھی ضرورت ہے۔ لیکن کلیسیا "اندریاسوں" کی بڑی تعداد کے بغیر گزارہ نہیں کر سکتی جو پس پردہ رہ کر پوری وفاداری سے خدمت کرتے رہتے ہیں۔

روایت کہتی ہے کہ اندریاس کا انتقال پطرا (یونان) میں ہوا۔ مقامی گورنر اس بات پر غضبناک ہو گیا کہ اس کی بیوی اور بھائی مسیحی ہو گئے تھے۔ اس نے حکم دیا کہ اسے صلیب دی جائے۔ روایت یہ بھی کہتی ہے کہ اندریاس محسوس کرتا تھا کہ میں اس شکل کی صلیب پر مرنے کے لائق نہیں جس پر میرا خداوند مرا تھا۔ چنانچہ اس نے X شکل کی صلیب پر شہادت کو گلے لگایا۔ بعد میں اس کا نام "مقدس اندریاس کی صلیب" ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ تین دن دکھ میں لٹکا رہا اور جب تک ہوش و حواس میں رہا لوگوں کو یسوع کے پاس لانے کی کوشش کرتا رہا۔

ہم کبھی نہیں جان سکتے کہ جن افراد کا ہم نے مسیح کے ساتھ تعارف

کرایا ان کے وسیلے سے کتنی روحیں مسیح کے لئے جیتی جائیں گی۔ پاسٹر اور مبشر ڈاکٹر پیٹر جوشوا (یشوع) ایک وفادار لڑکی کی گواہی سے مسیح پر ایمان لے آیا۔ وہ ایک بیروزگار ایکٹر تھا۔ راتوں کو گلیوں میں سوتا اور دن کو خیرات کے کھانے پر گزارہ کیا کرتا تھا۔ ایک روز لندن کے ہائیڈ پارک میں اس نے مکتی فوج کی ایک لڑکی کو دیکھا جیسے وہ نظم پڑھنے کو کھڑی ہوئی ہو۔ وہ اس کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ مگر دیکھا کہ صرف وہ اکیلا ہی اس کا سامع ہے۔ جوشوا کے چہرے پر نظریں گاڑ کر اس لڑکی نے بائبل مقدس کی چند آیات دہرائیں اور مڑ کر یہ جا وہ جا۔ اسی وقت جوشوا نے مسیح کو قبول کر لیا۔

چند برس بعد شکاگو کے سولجرز فیلڈ میں ایسٹر کی عبادت ہو رہی تھی۔ ڈاکٹر جوشوا خصوصی واعظ تھے۔ انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ کاش مکتی فوج کی وہ لڑکی اس موقع پر مجھے دیکھے۔ کاش وہ جانے کہ ایک شخص کے سامنے خلوص کے ساتھ بولنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسیح کے جی اٹھنے کے اس جشن میں خداوند کا کلام ستر ہزار (۷۰۰۰۰) افراد تک پہنچا۔

ہنک ہوکما ۱۰ برس تک بلی گراہم کی ٹیم کا رکن رہا ہے۔ وہ ایک بشارتی مہم سے پہلے نارتھ کیرولینا میں تربیتی اجلاس کروا رہا تھا۔ ایک خاتون اس کے پاس آئی "میں بیاسی (۸۲) برس کی ہوں۔ بہت سالوں سے میں نے مسیح کے لئے کوئی روح نہیں جیتی۔ میں سوچتی رہی ہوں کہ لوگوں کو مہم میں آنے کی دعوت دوں۔ لیکن یوں لگتا ہے کہ کوئی غیر مسیحی میرے دوست نہیں ہیں۔"

مہم کی چند راتیں گزر گئیں۔ ایک رات عبادت کے بعد وہ ان لوگوں کے نزدیک کھڑا تھا جن کی صلاح کاری ہو رہی تھی۔ اچانک اس نے محسوس

کیا کہ کوئی اس کا کوٹ کھینچ رہا ہے۔ دیکھا تو وہی خاتون تھی۔ "میں ایک خاص مقصد سے ہفتہ میں دو دفعہ سپر مارکیٹ جاتی رہی ہوں۔ پہلے ہفتہ میں صرف ایک دفعہ جایا کرتی تھی۔ اس ہفتہ میں نے ارادتاً" وہاں کی ایک ہی کارکن لڑکی (جو خریدا ہوا مال دیکھ کر رقم وصول کرتی ہے) سے رابطہ رکھا۔ اب میں اس کی سہیلی بن گئی ہوں۔ سامنے کھڑی ایک لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا " وہ کھڑی ہے۔ اس کو نجات کی راہ دکھائی جا رہی ہے۔"

چند راتوں کے بعد پھر بیوکیما سامنے کھڑا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ کوئی میرا کوٹ کھینچ رہا ہے۔ پھر وہی خاتون تھی۔ "میں کیسی لگ رہی ہوں؟" اس نے پوچھا۔ اس سے پیشتر کہ وہ اس خطرناک سوال کا جواب دیتا اس خاتون نے بات جاری رکھی "اس ہفتہ میں دو دفعہ بیوٹی پارلر گئی تھی۔ برسوں سے نہیں گئی تھی۔ میں نے جان بوجھ کر ایک ہی کارکن سے کام کروایا۔ ہم دوست بن گئیں۔ اب میری نئی سہیلی وہ سامنے کھڑی ہے۔ اسے نجات کی راہ سمجھائی جا رہی ہے۔"

اگر ہم چاہتے ہیں کہ اندریاس کی طرح لوگوں کو مسیح کے لئے جیتیں تو ضرور ہے کہ ہم اپنے دلوں کو کھولیں۔ محبت اور گرم جوشی سے لوگوں تک پہنچیں۔ ان کے ساتھ سچی دوستی پیدا کریں۔

چوتھا باب

یعقوب ---- گرم مزاج

نیوانگلینڈ کا واقعہ ہے۔ سردیوں کا موسم اور صبح کا وقت تھا۔ ایک شخص جو اپنی تیز مزاجی کے لئے مشہور تھا اپنی گاڑی سٹارٹ کر رہا تھا۔ مگر گاڑی سٹارٹ ہونے کا نام نہیں لیتی تھی۔ اس نے رینچ نکالا' انجن کا ڈھکنا اٹھایا اور ایک پرزے کو درست کرنے لگا جو کئی دنوں سے تکلیف دے رہا تھا۔ اس نے کئی جتن کیئے مگر انجن سٹارٹ نہ ہوا۔ آخرکار وہ چند قدم پیچھے ہٹا اور پوری قوت سے رینچ کو انجن پر دے مارا۔ بے شک اس طرح بھی انجن سٹارٹ نہ ہوا۔ البتہ اس کے مزاج کے اس نخرے سے انجن کو سخت نقصان پہنچا اور اچھی خاصی مرمت کروانی پڑی۔

اس واقعہ کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ وہی آدمی مسیحی ہو گیا۔ اگرچہ یہ تبدیلی راتوں رات نہ ہوئی مگر تھی ناقابل یقین۔ اب اس کو کبھی کبھار ہی غصہ آتا تھا کیونکہ خدا کا روح اس کو اپنے آپ پر ضبط رکھنے کی توفیق دیتا تھا۔ اب اس سے عموماً مسیح کی نرم مزاجی منعکس ہوتی تھی۔

اسی قسم کی تبدیلی ان بارہ شاگردوں میں سے دو یعنی یعقوب اور یوحنا میں آئی۔ یہ دونوں بھائی اتنے تیز مزاج تھے اور بات بات پر بھڑک اٹھتے تھے کہ یسوع نے ان کی چھیڑ کا نام "بوانرگس" یعنی "گرج کے بیٹے" رکھ دیا تھا

(مرقس ۳ : ۱۷)۔ وہ طوفانی مزاج، تندی جوش اور آتشیں روح کے مالک تھے۔ ان کا پارہ یکدم چڑھ جاتا اور غصہ آتش فشاں پہاڑ کے لاوے کی طرح اچانک بھڑک اٹھتا تھا۔ وہ ایسے سر پھرے تھے کہ بولتے پہلے اور سوچتے بعد میں تھے۔ لیکن یسوع کے ساتھ میل جول کے نتیجے میں یوحنا (جس کا بیان اگلے باب میں درج ہے) بدل کر محبت کا رسول بن گیا۔ اور یعقوب شہید ہونے والا پہلا رسول ہوا اور اس نے راست بازی کی خاطر خوشی سے دکھ اٹھانا قبول کیا۔

اندرونی حلقے کا ایک رکن

چونکہ اندریاس کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ "پہلے" اپنے سگے بھائی شمعون سے مل کر اس کو یسوع کے پاس لایا، اس لئے بعض لوگ یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ دوسرا شاگرد جس کا نام نہیں لیا گیا غالباً یوحنا تھا۔ وہ بھی اپنے بھائی یعقوب کو یسوع کے پاس لایا (یوحنا ۱ : ۴۱، ۴۲)۔ یہ بات درست ہو یا غلط، مگر یہ حقیقت ہے کہ بھائیوں کی یہ دو جوڑیاں جو کفرنحوم میں ماہی گیری کے کاروبار میں حصہ دار تھے، انہوں نے یسوع کو اپنا نجات دہندہ قبول کیا۔

شروع میں ماہی گیری میں یہ چاروں حصہ دار کچھ وقت مچھلیاں پکڑتے اور کچھ وقت یسوع کے ساتھ دورے کرتے۔ اسی عرصے کے دوران انہوں نے پانی کے مے بن جانے کا معجزہ اور سامری عورت کے نجات پانے کا واقعہ دیکھا۔ پھر وقت آیا کہ انہیں کل وقتی خدمت کی بلاہٹ ہوئی۔ اس وقت یعقوب اور یوحنا اپنے جال مرمت کرنے میں مصروف تھے۔

کشتی میں ان کا باپ زبدی بھی تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوشحال آدمی تھا کیونکہ وہ کشتیوں کا مالک تھا اور اس نے نوکر بھی رکھے ہوئے تھے (مرقس ۱ : ۱۹، ۲۰)۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اس خاندان کے یروشلیم میں بھی کاروباری تعلقات تھے کیونکہ یوحنا اس مقدس شہر میں اعلیٰ افسروں کو جانتا تھا (یوحنا ۱۸ : ۱۵)۔ بلاشبہ زبدی اس دن کا منتظر تھا جب اس کے بیٹے کاروبار سنبھال لیں گے۔ وہ پیدائشی ماہی گیر تھے۔ ان کی پرورش لہروں، ہواؤں، کشتیوں، بادبانوں، جالوں اور مچھلیوں کی بو باس میں ہوئی تھی۔

لیکن یسوع چاہتا تھا کہ وہ آدمیوں کو پکڑا کریں جو کہ مچھلیاں پکڑنے سے قطعی مختلف کام ہے۔ مچھلیاں پکڑی جائیں تو مر جاتی ہیں جبکہ آدمیوں کو مسیح کے لئے پکڑا جائے تو وہ اس کے لئے زندہ ہو جاتے ہیں۔ یسوع نے ان سے کہا کہ "میرے پیچھے چلے آؤ تو میں تم کو آدم گیر بناؤں گا" یعنی تم زندہ آدمیوں کا شکار کیا کرو گے (متی ۴ : ۲۰، لوقا ۵ : ۱۰)۔ حکم کی تعمیل میں ان بھائیوں نے اپنا باپ، کشتیاں، ساتھ کے نوکر، مچھلیاں اور کاروبار غرض سب کچھ چھوڑ دیا۔

جس طرح اندریاس نے اپنے بھائی پطرس سے ثانوی درجہ قبول کر لیا اسی طرح یعقوب نے اپنے بھائی یوحنا سے ثانوی حیثیت قبول کر لی۔ اناجیل میں یعقوب کا ذکر یوحنا سے الگ نہیں آتا۔ یوحنا تو یعقوب کا ذکر بالکل ہی نہیں کرتا۔ اناجیل میں جب اس کا ذکر پہلی بار آتا ہے تو یعقوب کو زبدی کا بیٹا کہا گیا ہے اور آخری حوالہ میں اسے یوحنا کا بھائی (متی ۱۰ : ۲، اعمال ۱۲ : ۲)۔ یعقوب جانتا تھا کہ کسی مشہور شخصیت کے بھائی کی حیثیت سے متعارف کروائے جانے کا کیا مطلب ہوتا ہے۔

مگر حیرانی کی بات ہے کہ ان بارہ کی فہرستوں میں سے تین میں یعقوب کا نام یوحنا سے پہلے آتا ہے (متی ۱۰ : ۲' مرقس ۳ : ۱۷' لوقا ۶ : ۱۴)۔ البتہ چوتھی فہرست (اعمال ۱ : ۱۳) میں یوحنا کا نام یعقوب سے پہلے آیا ہے۔ بظاہر اس فوقیت کی وجہ یہ ہے کہ یعقوب بڑا تھا۔ چونکہ وہ عمر میں یوحنا سے بڑا تھا اس لئے بائبل مقدس کے علما اکثر اس کو "بڑا یعقوب" یا "یعقوب کبیر" کہتے ہیں۔

تاہم یعقوب میں کوئی خاص لیاقت اور قابلیت ہو گی اس لئے کہ مسیح نے اس کو اپنے تین کے اندرونی حلقے میں شامل ہونے کے لئے منتخب کیا تھا۔ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ پطرس اس حلقے میں کیوں شامل تھا ——— کہ وہ پیدائشی لیڈر تھا ——— اور یوحنا وہ شاگرد تھا "جسے یسوع عزیز رکھتا تھا۔" مگر یعقوب کو کیوں چنا گیا؟ بے شک یسوع کو اس میں اس کا کارآمد خادم بننے کا امکان نظر آیا۔

اندرونی حلقے کے ان تین شاگردوں کو وہ باتیں دیکھنے اور سننے کا موقع ملا جو دوسرے دیکھ اور سن نہیں سکتے تھے۔ پطرس اور یوحنا کے ساتھ یعقوب یائر کی بیٹی کے کمرۂ مرگ میں کھڑا ہوا۔ اور جب وہ زرد چہرہ' ٹھنڈا بت اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر چلنے لگا تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ دوسرے دونوں کے ساتھ یعقوب نے یسوع کی صورت بدلتے اور جلالی ہوتے دیکھی۔ اس کے سراپا سے خیرہ کن نور چاروں طرف پھیل رہا تھا اور آسمانی باپ کی آواز نے اس کے بیٹا ہونے کی تصدیق کی۔ یعقوب اور دوسرے دونوں نے نہایت قریب سے یسوع کی جاں کنی دیکھی۔ اور تلخ دکھوں کو دیکھتے ہوئے یسوع کے خون کو پسینے کی طرح ٹپکتے ہوئے بھی دیکھا (مرقس ۵ : ۳۷'

۹ : ۲' ۱۴ : ۳۳)۔

چونکہ ان تینوں آدمیوں کو ابتدائی کلیسیا کے لیڈر بننا تھا اس لئے یسوع نے ان کو مردوں کو زندہ کرنے کی اپنی قدرت' اپنی تجلی اور کشمکش میں اپنی جاں کنی دکھائی۔ یقیناً ان واقعات نے یعقوب کو شہید کا کردار ادا کرنے لئے تیار کیا۔ وہ کلیسیائی تاریخ میں دوسرا شہید ہوا (اعمال ۷ : ۵۹ - ۶۰' ۱۲ : ۲)۔

جب ہم ذیل میں دیئے گئے تین واقعات پر غور کرتے ہیں تو یعقوب کی شخصیت کے متنوع پہلو سامنے آتے ہیں ——— یعنی اس کا انتقامی جوش و جذبہ' اس کی بلند درجہ حاصل کرنے کی حد سے بڑھی ہوئی خواہش اور موت تک وفاداری۔

یعقوب کا انتقامی جوش و جذبہ (لوقا ۹ : ۵۱ - ۵۶)

مسیح کی صورت کے بدل جانے کے واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد اور اس کی گلیلی خدمت کے اختتام کے قریب خداوند شاگردوں کو ساتھ لے کر سامریہ میں سے گزرتا ہوا یروشلیم کو جارہا تھا۔ اس نے دو شاگردوں یعقوب اور یوحنا کو آگے بھیجا تاکہ رات بسر کرنے کے لئے ٹھکانے کا بندوبست کریں۔ آپ ذرا دوسروں کا تصور کریں۔ مٹی اور خاک دھول سے اٹی ہوئی سڑک پر چل چل کر تھکے ماندہ تھے' دھوپ سے بے حال' چاہتے تھے کہ کہیں ٹھنڈی چھاؤں ملے اور رک کر پاؤں دھوئیں' گرم گرم کھانا ملے اور آرام کر سکیں۔

اچانک شاگردوں نے دیکھا کہ یعقوب اور یوحنا واپس آرہے ہیں۔ وہ

غصے سے لال پیلے ہو رہے ہیں۔ ان بھائیوں نے خبر دی کہ گاؤں والے یہودی مسافروں کا خیرمقدم کرنے کو ہرگز تیار نہیں۔ یہ مظاہرہ تھا یہودیوں اور سامریوں کے درمیان مشہور مخاصمت اور دشمنی کا۔ اس کا مطلب تھا کہ پھر سڑک پر ہو لیں اور کسی مہماں نواز جگہ کی تلاش کریں۔ یعقوب اور یوحنا تو غصے میں آپے سے باہر ہو رہے تھے۔ بھوک اور تھکن نے ان کا برا حال کر رکھا تھا۔ وہ محسوس کر رہے تھے کہ ایسی نامہربانی کا بدلہ لینا ضروری ہے۔ ان کے حساس مزاج اور بھی بھڑک اٹھے تھے۔ "اے خداوند کیا تو چاہتا ہے کہ ہم حکم دیں کہ آسمان سے آگ نازل ہو کر انہیں بھسم کر دے (جیسا ایلیاہ نے کیا)؟" (آیت ۵۴)۔ وہ سامریوں پر سدوم کی آگ اور گندھک برسانا چاہتے تھے۔ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ یسوع ان بھائیوں کو "گرج کے بیٹے" کہا کرتا تھا۔ غالباً اسے ان کو "(آسمانی) بجلی کے بیٹے" کہنا چاہئے تھا۔

یعقوب اور یوحنا نے ایلیاہ کی مثال استعمال کی۔ جب اخزیاہ بادشاہ کے ایک سردار نے اپنے پچاس (۵۰) آدمیوں کے ہمراہ اسے گرفتار کرنے کی کوشش کی تو ایلیاہ نے کہا "آگ آسمان سے نازل ہو اور تجھے تیرے پچاسوں سمیت بھسم کر دے۔" اور آگ نے ان کو بھسم کر دیا۔ پچاس آدمیوں کے دوسرے دستے کا بھی یہی حشر ہوا۔ پھر تیسرا دستہ خوف کھاتے ہوئے آیا۔ اپنی جانوں کی امان کی عرض کی۔ اور آخرکار ایلیاہ ان کے ساتھ شاہی محل کو جانے پر راضی ہو گیا کیونکہ اسے یقین تھا کہ اب بادشاہ مجھے نقصان پہنچانے کی جرات نہیں کرے گا (۲ - سلاطین ۱ : ۹ ومابعد)۔

جب یسوع نے شاگردوں کو گشتی خدمت کے لئے دو دو کر کے بھیجا تھا، تو اس نے ان سے کہا تھا کہ اگر کسی جگہ کے لوگ تمہیں کھانا یا ٹکنے

کی جگہ نہ دیں یا تمہاری نہ سنیں تو اس گاؤں یا جگہ کا حشر سدوم اور عمورہ سے بھی برا ہو گا (متی ۱۰ : ۱۴، ۱۵)۔ یعقوب اور یوحنا کی دلیل یہ تھی کہ اگر سدوم اور عمورہ کو آسمان سے آگ نے برباد کر دیا تھا تو یسوع سامریوں پر آگ نازل کرنے کی منظوری ضرور دے گا۔

سامریہ کے لوگ اسوریوں کی نسل سے نیم یہودی تھے۔ ان کی موجودگی یا ان کا وجود ہی پریشانی کا باعث تھا کیونکہ وہ اپنے ہی وضع کردہ پرانے عہدنامے کو مانتے اور گرزیم کے مقام پر ایک دیہاتی ہیکل میں عبادت کیا کرتے تھے۔ یعقوب اور یوحنا کا خیال تھا کہ ان پر غضبناک ہونا ہمارا حق ہے۔

یعقوب کے ناپاک جوش کے ساتھ غرور اور غصے کے بخارات بھی شامل تھے۔ اس کا انتقامی بغض دشمنوں کو آگ میں جھونکنے پر تلا ہوا تھا۔ اگر یعقوب کو یسوع کی خوشخبری پھیلانے کا وسیلہ بننا تھا تو اسے ایک فرق روح کی ضرورت تھی۔ چنانچہ یسوع نے اس کی اصلاح کی "تم نہیں جانتے کہ تم کیسی روح کے ہو، کیونکہ ابن آدم لوگوں کی جان برباد کرنے نہیں بلکہ بچانے آیا" (لوقا ۹ : ۵۵، ۵۶)۔

کسی وجہ سے یہ بارہ ابھی تک سیکھ نہ پائے تھے کہ بے عزتی کے بدلے بے عزتی کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ وہ یسوع کے یہ لفظ بھلا بیٹھے تھے کہ "اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا کرو" (متی ۵ : ۴۴)۔ ان کو سات کے ستر بار معاف کرنے کو کہا گیا تھا۔ لیکن یعقوب تو ایک بار بھی معاف کرنا نہیں چاہتا تھا۔

یعقوب یسوع کی تعلیم اور خدمت کی روح سے کس قدر دور تھا۔ ان

باره نے بار بار دیکھا تھا کہ یسوع گنہگاروں کا دوست ہے۔ کھوئے ہوؤں کے پاس جاتا اور معافی اور امید پیش کرتا ہے۔ انہوں نے اس کو کنوئیں کے کنارے ایک سامری عورت سے باتیں کرتے سنا تھا۔ وہ پانچ شوہر کر چکی تھی اور اب جس آدمی کے ساتھ رہ رہی تھی اس کے ساتھ نکاح نہیں ہوا تھا۔ تو بھی یسوع نے اس پر ظاہر کیا کہ میں زندگی کا پانی ہوں۔ اس کے بعد اس عورت نے دوسروں کو گواہی دی کہ مجھے مسیح موعود مل گیا ہے۔ معلوم نہیں کیوں یعقوب دوغلی نسل کے سامریوں کے لئے مسیح کی اس محبت کو بھول گیا تھا۔

یسوع اپنے نمونے سے اپنی تعلیم کی پشت پناہی کرتا تھا۔ اس نے اصرار نہیں کیا کہ گاؤں والے ضرور میرا خیرمقدم کریں۔ وہ کسی مقابلتاً مہماں نواز جگہ کو چلا گیا۔ ہمیں یعقوب پر زیادہ ناراض نہیں ہونا چاہئے۔ بے عزتی قبول کرنا تو ہر ایک کے لئے بے حد مشکل ہوتا ہے۔

جس طرح پطرس بتدریج بدل کر مٹی سے چٹان بن گیا، اسی طرح یعقوب گھن گرج والی کینہ پروری سے نکل کر سامریوں کے لئے فکر اور پروا کرنے والا بن گیا۔ آسمان پر جانے سے پہلے یسوع نے رسولوں سے کہا تھا کہ دیگر جگہوں کے ساتھ ساتھ تم سامریہ میں بھی میرے گواہ ہو گے (اعمال ۱ : ۸)۔ اعمال کی کتاب کے ابتدائی حصوں میں بیان ہوا ہے کہ پطرس اور یوحنا "سامریوں کے بہت سے گاؤں میں خوشخبری دیتے گئے" (اعمال ۸ : ۲۵)۔ لگتا ہے کہ یعقوب نے بھی انہی علاقوں میں بشارتی دورے کئے ہوں گے۔ شاید اس گاؤں میں بھی گیا ہو جس نے انہیں پہلے رد کر دیا تھا۔ ان کو جلانے کے لئے آگ طلب کرنے کی بجائے اس نے روح القدس کے

شعلوں کو بلایا کہ ان کے دلوں میں سکونت کرے۔

۱۹۷۰ء کے عشرے کے درمیانی سالوں میں رابرٹ اینڈریوز نامی بیس بال کا ایک کھلاڑی اپنی بدمزاجی اور غصہ وری کے لئے بہت مشہور تھا۔ ایک دفعہ اس نے اپنے مینیجر سے درخواست کی کہ میدان کے قریب بھوسے وغیرہ سے بھری ہوئی ایک بوری لٹکا دے تاکہ اس کو مکے مار مار کر اپنا غصہ نکال لیا کرے۔

رابرٹ اینڈریوز کی الماری گیری لیویل کی الماری کے ساتھ تھی۔ گیری گیند پھینکنے کا ماہر تھا۔ اس نے کلب ہاؤس میں ایک روحانی تحریک شروع کی۔ اینڈریوز کہا کرتا تھا کہ "میں نے گیری لیویل کو ایسے سخت حالات سے گزرتے دیکھا ہے کہ اس کی جگہ میں ہوتا تو مر جاتا۔ مگر وہ ہمیشہ پرسکون رہتا تھا۔" اس نے مجھے کبھی وعظ و نصیحت نہیں کی۔ مگر ایک دن میں نے اس سے پوچھا "گیری کون سی چیز تمہیں پرسکون رکھتی ہے؟" اس نے کہا "مسیح"۔"

ٹیم کا مینیجر کہتا ہے کہ "میں نے دیکھا کہ اینڈریوز کی زندگی بعد میں یکسر بدل گئی۔" اینڈریوز کا مزاج نرم اور دھیرا ہو گیا۔ بیس بال کو خیرباد کہنے کے بعد وہ کیلیفورنیا میں نوجوانوں کا پاسٹر بن گیا۔ یعقوب کی زندگی بھی ایسی بدل گئی کہ وہ اپنی بے لگام روح پر فتح مند ہوا۔

یعقوب کی بلند درجہ حاصل کرنے کی حد سے بڑھی ہوئی خواہش (متی ۲۰ : ۲۰ - ۲۸، مرقس ۱۰ : ۳۵ - ۴۵)۔

یسوع اپنے شاگردوں کو بار بار بتاتا رہا کہ یروشلیم میں مجھے دکھ اٹھانا

اور مرنا ہے۔ مگر وہ سمجھتے نہیں تھے (لوقا ۱۸ : ۳۱ - ۳۴)۔ مقدس شہر کی
طرف آخری دفعہ سفر کرتے ہوئے اور مصلوبیت سے تھوڑے ہی دن پہلے یہ
بارہ ان تختوں کا سوچ رہے تھے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا (متی
۱۹ : ۲۸)۔ یروشلیم کو آتے ہوئے ان کا خیال تھا کہ خدا کی بادشاہی یقیناً
ظاہر ہوا چاہتی ہے۔ ان کو اس حقیقت کی خبر نہ تھی کہ جس راہ پر یسوع
جارہا ہے اس سے ارباب اختیار کے ساتھ ٹکراؤ ہو گا اور نتیجہ یسوع کی
موت ہوگی۔

لیکن سب سے اونچا تخت کس کو ملے گا، گرم مزاج اسی موضوع پر
سوچ رہے تھے۔ چنانچہ آنے والی بادشاہی میں کچھ فوقیت پر ہاتھ مارنے کی
خاطر انہوں نے درخواست کی کہ پہلے دو بلند ترین درجے ہمیں دیئے جائیں۔
شاید وہ اس بات سے حسد سے بھر گئے تھے کہ یسوع نے پطرس سے بادشاہی
کی کنجیوں کی بات کی تھی (متی ۱۶ : ۱۹)۔ کیا اپنی دولت سمیت انہوں نے
ہر دوسرے شاگرد سے زیادہ نہیں چھوڑا تھا؟ یروشلیم میں ان کے بااثر
دوست تھے۔ اس لئے وہ خود کو دوسروں سے اونچا سمجھتے تھے۔ ان کو زیادہ
عزت کیوں نہ ملے؟

آج بھی مسیحی حلقوں میں یعقوب کی روح گھس آتی ہے۔ کلیسیائی
عہدیدار اکثر کسی ایسے شخص کو کسی بورڈ یا کمیٹی پر نہیں آنے دیتے جس کی
کامیابیاں اور صلاحیتیں ان کی اپنی برتری کے لئے خطرہ ہوں۔ بعد میں پہلی
صدی میں یعقوب کی یہی روح دیترفیس میں عود کر آئی جس کے بارے
میں لکھا ہے کہ وہ "بڑا بننا چاہتا ہے" (۳ - یوحنا ۹)۔ یہ غرور اور انا پرستی کا
رویہ ہے جو یہ خواہش پیدا کرتا ہے کہ میں کلیسیا میں حاکم بن جاؤں اور

اپنے بھائیوں پر حکم چلاؤں۔ ایک دفعہ یونان کے ایک پروفیسر نے کسی
کلیسیائی جریدے میں دیترفیس پر مضمون لکھا جس میں اس نے دکھایا کہ
دیترفیس کلیسیا کا ایک افسر ہے جو سارے کلیسیائی معاملات کو اپنی
خواہشات کے مطابق کنٹرول کرنا چاہتا ہے۔ بعدازاں نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کے
مختلف حصوں سے بیس (۲۰) ڈیکنوں نے ایڈیٹر کو لکھا کہ اس جریدے کی
ہماری خریداری منسوخ کر دی جائے کیونکہ اس میں ہم پر "ذاتی حملہ" کیا گیا
ہے۔

یعقوب اور یوحنا نے اس سازش میں اپنی ماں کو بھی شامل کر لیا۔
مائیں اپنے بچوں کو بلند سے بلند مقام پر دیکھنے کی آرزومند ہوتی ہیں۔ چنانچہ وہ
بھی اسی جذبے کے تحت اس جرم میں شریک ہو گئی۔ یا شاید سارا منصوبہ
اسی نے بنایا تھا اور اپنے بیٹوں سے الگ وہ یسوع کو ملی تھی۔ ہو سکتا ہے وہ
بھی عید فسح کے لئے یروشلیم کو جاتے ہوئے راہ میں ان بارہ کے ساتھ آ ملی
ہو۔ یا اگر اب تک اس کا خاوند زبدی وفات پا چکا تھا تو وہ عورتوں کے اس
گروہ میں شامل ہو جو اکثر ان بارہ کے ساتھ سفر کرتی اور یسوع کی خدمت
کے لئے مدد دیا کرتی تھیں (لوقا ۸ : ۱ - ۳)۔

اگرچہ اس سے پہلے یسوع نے کئی بار حلم اور فروتنی کی ضرورت پر
زور دیا تھا۔ اس نے اس خودغرضانہ اور گستاخانہ درخواست کا جواب بہت
نرم دیا۔ بڑے تحمل سے اس نے ان سے ایک سوال پوچھا "تم نہیں جانتے
کہ کیا مانگتے ہو۔ جو پیالہ میں پینے کو ہوں، کیا تم پی سکتے ہو؟" (متی
۲۰ : ۲۲)۔ مراد یہ کہ اس نے ان کو بتا دیا کہ اس وقت میں تخت نہیں
بلکہ مصیبت پیش کر رہا ہوں (مرقس ۱۰ : ۳۸ میں یہ الفاظ بھی ہیں "اور جو

بپتسمہ میں لینے کو ہوں تم لے سکتے ہو؟""۔

ان کو بالکل علم نہیں تھا کہ اپنے مالک کے دکھوں کا پیالہ پینے میں کیا کچھ شامل ہے۔ انہوں نے خاصی ڈھٹائی سے جواب دیا "پی سکتے ہیں۔" جب یسوع کو بہت سے کوڑے لگائے گئے یا جب وہ صلیب پر چھ گھنٹے لٹکا رہا اس وقت تو یعقوب اس کی دہنی یا بائیں طرف نہیں ہونا چاہتا ہوگا۔ مگر یسوع جانتا تھا کہ ایک دن یعقوب میری خاطر دکھ اٹھائے گا۔ اس لئے اس نے کہا کہ "میرا پیالہ تم پیو گے (اور جو بپتسمہ میں لینے کو ہوں تم لو گے۔ مرقس) لیکن اپنے دہنے یا بائیں کسی کو بٹھانا میرا کام نہیں۔ مگر جن کے لئے میرے باپ کی طرف سے تیار کیا گیا ان ہی کے لئے ہے" (متی ۲۰ : ۲۳)۔ عزت دار مقام اور رتبہ دینا یسوع کے نہیں بلکہ باپ کے اختیار میں ہے۔ اور اس نے ان کے لئے محفوظ رکھا ہے جو اس کے لائق ہیں۔ مگر صلیب کے بغیر تاج نہیں ہے۔

یعقوب اور یوحنا نے یہ درخواست علیحدگی میں نہیں کی تھی کیونکہ باقی دسوں نے بھی یہ سنی اور ان دو سے خفا ہونے لگے۔ دوسروں کو ایک طرف دھکیل کر آگے بڑھنے والوں کو کوئی پسند نہیں کرتا خصوصاً جب دوسرے بھی وہی کچھ چاہتے ہوں۔ باقی دس شاگرد بھی یعقوب اور یوحنا ہی کی طرح بلند درجے حاصل کرنے کے آرزومند تھے۔ دیکھئے کہ بارہ کے بارہ اعلیٰ ترین درجات کے لئے کیسے بحث کر رہے تھے۔

یہ ایک بڑا بحران تھا۔ چنانچہ خداوند نے بڑے صبر سے ان بارہ کو اپنے پاس بلایا اور وہ سبق پھر سے دہرایا جو وہ ان گنت بار دے چکا تھا۔ مختصراً" غیرقوموں کے لیڈر اور سردار ان پر آمرانہ اور ظالمانہ حکومت کرتے

ہیں اور ان کو روکنے ٹوکنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ لیکن خدا کی بادشاہی کا طریقہ یہ نہیں۔ بلند درجہ حاصل کرنے کی بے لگام خواہش خطرناک ہوتی ہے۔ سیکھنے کی ضرورت ہے کہ اوپر جانے کا راستہ نیچے کو ہے۔ خواری اور ذلت خصوصاً اپنے اردگرد کے لوگوں کی خدمت کرنے میں بردباری اور فروتنی اختیار کرنے سے عزت اور عظمت حاصل ہوتی ہے۔ جو سردار بننا چاہے وہ سب کا خادم بنے۔ پھر یسوع نے اپنے تجسم کی مثال دی۔ اس دنیا میں اس کے آنے کا مقصد خدمت لینا نہیں بلکہ خدمت کرنا اور لوگوں کو گناہ سے نجات دینے کے لئے موت گوارا کرنا ہے (آیات ۲۵ - ۲۸)۔

مگر شاگردوں نے تاحال یہ سبق نہیں سیکھا تھا کیونکہ تھوڑے ہی دنوں بعد تصلیب سے پہلے کی رات بالاخانے میں وہ پھر یہی بحث کر رہے تھے کہ ہم میں سب سے بڑا کون ہے۔ آخرکار مسیح کی قیامت اور پنتکست کے تجربے کے بعد آتش مزاج اور بلند نظر آدمیوں سے بدل کر ایسے آدمی بن گئے جن کا جوش و جذبہ اور ہر امنگ اور خواہش صرف مسیح کے لئے وقف تھی۔

بیسویں صدی کی کلیسیا میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو تندمزاج اور بلند نظر ہیں۔ آج ہمیں ایسے لیڈروں کی ضرورت ہے جو اپنے منصب کا غلط استعمال نہ کریں بلکہ کلیسیا کے سامنے جواب دہ ہوں۔ اپنی خامیوں اور کمزوریوں کا اقرار کریں' اپنے اختیارات پر حدود و قیود لگائیں اور عزت کی رو سے ایک دوسرے کو اپنے سے بہتر جانیں۔ پرنسپل کیرن ایک انگریزی سکول کے سربراہ تھے۔ ایک بڑے اجتماع میں ان کی نشست آگے رکھی گئی۔ جب وہ دوسرے معززین کے ساتھ قطار میں سٹیج کی طرف آرہے تھے تو

لوگوں نے زور سے تالیاں بجانی شروع کر دیں کیونکہ وہ بہت ہردلعزیز تھے مگر
کیرن قطار سے ایک طرف ہٹ گئے تاکہ ان سے پیچھے والا شخص آگے
جاسکے۔ اور پھر خود اس ساتھی کے لئے تالیاں بجانے لگے۔ اپنے حلم کے
باعث انہوں نے سمجھا کہ یہ تالیاں اس دوسرے شخص کے لئے ہیں جب کہ
حقیقت میں خود ان کے لئے تھیں۔

یعقوب بے سدھائے گھوڑے کی طرح جوش اور تندی سے جھپٹنے کے
جذبے سے سرشار تھا۔ ضرورت تھی کہ کوئی اعلیٰ اور بلند تر طاقت اس کی
زندگی کو کنٹرول کرے۔ اس کی قبل از وقت شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ
مسیح نے اس کی قوت اور جذبے کو کیسے راہ پر ڈال دیا تھا۔

یعقوب کی ابتدائی دنوں میں شہادت (اعمال ۱۲ : ۱-۲)

ایک رومی سکے پر بیل کی تصویر ہے۔ بیل کے سامنے قربان گاہ اور
ہل دونوں ہیں اور یہ الفاظ درج ہیں "ہر دو کے لئے تیار"۔ ان بارہ کی
مخصوصیت اور جاں نثاری کا بھی یہی عالم تھا۔ وہ فوری قربانی یا ہل کی ست
رفتاری اور روزمرہ کی محنت ہر دو کے لئے تیار رہتے تھے۔ اگرچہ یوحنا کو
نوے (۹۰) برس سے بھی زائد عمر تک خداوند کے تاکستان میں محنت کرنا تھی
مگر یعقوب کو پنتکست کے تجربے کے تقریباً دس ہی برس بعد جام شہادت
نوش کرنا پڑا۔ اہمیت اس کو نہیں کہ ہم کتنی طویل عمر پاتے ہیں بلکہ اس
بات کو ہے کہ زندگی کیسے گزارتے ہیں۔

بارہ شاگردوں میں سے ہمیں صرف دو کا صحیح علم ہے کہ کیسے مرے۔
ایک تو یہوداہ اسکریوتی جس نے المناک طور پر خودکشی کر لی، اور دوسرے

یعقوب جسے تلوار سے قتل کیا گیا۔ وہ مسیحی تاریخ کا دوسرا شہید ہے جس کی
شہادت کا حال قلم بند ہے۔

قیامت مسیح کے بعد یعقوب ان سات شاگردوں میں شامل تھا جو
مچھلیاں پکڑنے چلے گئے، بالاخانے میں جمع رسولوں کے ساتھ تھا، پنتکست
کے موقع پر موجود تھا اور جب بھی بارہ کا ذکر بطور ایک گروپ کے ہوتا ہے
یعقوب ان میں شامل نظر آتا ہے (یوحنا ۲۱ : ۱-۲، اعمال ۱ : ۱۳، ۱۱ : ۱)۔
یعقوب کا واحد دوسرا ذکر اس کی موت کا بیان ہے۔ "قریباً اسی وقت
ہیرودیس بادشاہ نے ستانے کے لئے کلیسیا میں سے بعض پر ہاتھ ڈالا اور یوحنا
کے بھائی یعقوب کو تلوار سے قتل کیا" (اعمال ۱۲ : ۱-۲)۔

یعقوب کو کیوں؟ ہیرودیس اگرپا بدنام زمانہ ہیرودیس اعظم کا پوتا تھا۔
وہ چاہتا تھا کہ یہودیوں میں ہردلعزیز ہو جاؤں اور اس طرح اس کا سیاسی وقار
مستحکم ہو جائے گا۔ اس لئے اس نے کلیسیا کو ستانے کا آغاز کیا۔ تو پہلے
کس پر ہاتھ ڈالے؟ اس نے یعقوب کو چن لیا۔ شاید وجہ یہ تھی کہ یعقوب
اپنے جوش، ولولہ اور بلند نظری کے باعث بہت جوشیلا، موثر اور سرکردہ لیڈر
تھا۔ اسی وجہ سے وہ نظروں میں آ گیا۔ ہیرودیس اس کی گونج دار آواز کو
خاموش کرنا چاہتا تھا۔

یعقوب کی خدا پرستانہ پیش قدمی نے اسے پطرس سے بھی بڑھ کر نمبر
ایک نشانہ بنا دیا۔ یا شاید ہیرودیس اس کی قوت کو آزمانا چاہتا تھا۔ جب
یعقوب کے خلاف کارروائی کامیاب ثابت ہوئی تو ہیرودیس نے پطرس کو بھی
قید کر لیا جو کہ کلیسیا کا غیرمتنازع لیڈر تھا (آیت ۳)۔ غالباً یروشلیم کے
یہودی یعقوب سے سب سے زیادہ نفرت کرتے اور عداوت رکھتے تھے۔ یہ

سرکردہ رسول دلسوزی اور جوش سے منادی کرتا تھا۔ اس خاص ایذارسانی میں سب سے پہلے وہی گرفتار ہوا۔ اس کا شعلہ بجھایا نہ جاسکا حالانکہ شہادت نے بظاہر اسے بجھا دیا تھا۔

ایک قدیم داستان کے مطابق جب یعقوب کو گرفتار کیا گیا تو اس کا سب سے بڑا مخالف اس کی جرات اور خود ضبطی سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے بپتسمہ پانے کی درخواست کی اور اسے کلیسیا کی رفاقت میں شامل کر لیا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے بھی یعقوب کے ساتھ ہی موت کو گلے لگایا۔ قتل گاہ کو جاتے ہوئے اس نے یعقوب سے منت کی کہ مجھے معاف کر دو۔ یعقوب بے تامل اس سے بغل گیر ہو گیا اور کہنے لگا "تمہاری سلامتی ہو۔" اس داستان کا یعقوب اس رسول سے کتنا فرق ہے جو غیر مہماں نواز اور گستاخ سامریوں کے گاؤں پر آگ نازل کرنا چاہتا تھا۔

یعقوب کو کیوں شہید کر دیا گیا؟ پطرس کو ہیرودیس کے غیض و غضب اور ظلم سے بچا کر رہا کر دیا گیا' یہ خدا کی حکمت کا بھید ہے۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ یعقوب کی وفات کے بعد اس کی جگہ بھرنے کے لئے کوئی ووٹنگ نہیں ہوئی جیسی کہ یہوداہ کی خودکشی کے بعد ہوئی تھی۔ جب اصل بارہ شاگرد جن میں یہوداہ کی جگہ متیاہ کو دی گئی تھی' خداوند کے پاس چلے گئے' ان کی جگہ کوئی دوسرے رسول مقرر نہ کئے گئے۔ باضابطہ رسالت کا منصب ان کے ساتھ ہی موقوف ہو گیا۔

روایت کہتی ہے کہ یعقوب نے بحیرۂ روم کے سارے خطے کا دورہ کیا' طویل عرصے تک سپین میں قیام کیا اور وہاں بہت سی کلیسیائیں قائم کیں۔

یعقوب ان ہزاروں بے نام افراد کا پیشرو ہے جنہوں نے آئندہ

صدیوں میں اپنے ایمان کی خاطر جان دی (اور دیں گے)۔ حال ہی میں ایک شہید کو امریکی اخباروں میں نمایاں جگہ ملی۔ اس کا نام چارلس بٹومین ہے۔ وہ جنوبی امریکہ میں کولمبیا کے مقام پر لسانیات کے ایک ادارے سے منسلک ایک مشنری تھا۔ یہ ادارہ سمندر پار وکلف بائبل مترجمین کی نظیر ہے۔ ایک ماہر لسانیات بچے کا آپریشن کروانے کے لئے ۱۹ جنوری ۱۹۸۱ء کو بگوٹا پہنچا تو چھ دہشت گردوں نے اسے پکڑ لیا۔ انہوں نے بگوٹا کے متعدد اخباروں کو کھلے خط بھیجے کہ اگر ۱۹ فروری تک لسانیات کا ادارہ بوریئے بستر سمیت ملک سے نہ نکل گیا تو ہم بٹومین کو قتل کر دیں گے۔ لیکن اس ادارہ نے پہلے ہی اس پالیسی پر اتفاق کر لیا تھا کہ ہم نہ تو تاوان دیں گے' نہ دہشت گردوں کا کوئی مطالبہ مانیں گے۔ دلیل یہ تھی کہ ایک موقع پر دشمنوں کی اطاعت کر لینا ہر جگہ اسی قسم کے واقعات کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ جب دہشت گردوں کی دی ہوئی تاریخ بغیر کسی واقعہ کے گزر گئی تو امید بندھ گئی لیکن اغوا کے چھ ہفتوں بعد ۷ مارچ کی صبح بٹومین کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس کی لاش بگوٹا کے نواح میں ایک بس سے ملی جسے دہشت گرد چھوڑ گئے تھے۔ لاش دہشت گردوں کے سرخ' سفید اور نیلے جھنڈے میں لپٹی ہوئی تھی۔ اسی سہ پہر کو اس کے خاندان اور دوستوں نے اسے بگوٹا سے سو میل جنوب مشرق میں مشنریوں کے قبرستان میں دفن کیا۔ یہاں ان کا صدر کیمپ تھا۔

یقیناً ساری دنیا میں ہر سال ہزاروں مقدسین مسیح کی خاطر شہادت قبول کرتے ہیں۔ اگرچہ اکثر گم نام رہتے ہیں اور کوئی ان کی تعظیم نہیں کر سکتا۔

پانچواں باب

یوحنا ـــ عزیز ’گرج کا بیٹا‘

عجیب بات ہے کہ تصاویر میں یوحنا کو نرم اطوار کا حلیم خو اور بغیر ڈاڑھی کے جوان دکھایا گیا ہے۔ مثال کے طور پر لیونارڈو ڈاونشی کی مشہور تصویر "آخری عشا" میں اس کا پورا چہرہ دکھایا گیا ہے۔ لڑکوں جیسی مسکراہٹ ہے اور گورے گورے ہاتھ بڑی ملائمت سے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ وہ بارہ میں سب سے کم عمر تھا۔ جب خداوند سے پہلی ملاقات ہوئی تو عمر بمشکل اٹھارہ انیس برس ہو گی۔ لیکن وہ کسی صورت بھی زنانہ طبیعت کا مالک نہیں تھا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ یسوع نے یوحنا اور اس کے بھائی یعقوب کو "بوانرگس یا گرج کے بیٹے" کا نام دیا تھا (مرقس ۳ : ۱۷)۔ ان کا آتش فشانی کردار اس وقت سامنے آیا جب وہ سامریوں کے ایک گاؤں پر آگ نازل کرنا چاہتے تھے کہ اس گاؤں نے ان کے آقا کی مہماں نوازی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں ان کے دلوں میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ حاصل کرنے کی بے حد خواہش بھی تھی۔ انہوں نے یسوع سے درخواست کی کہ آنے والی بادشاہی میں ہمیں دو سب سے اعلیٰ جگہیں دی جائیں۔ ہم نے گذشتہ باب میں دیکھا کہ خداوند نے ان کے انتقامی جوش اور ناپاک بلند نظری

دونوں باتوں پر ان کو ملامت کی۔ لیکن تین سال تک اس کی صحبت میں اور اس کے زیرِ تربیت رہنے سے یہ فرزندانِ طوفان حلیم ہو گئے اور ان کی گھن گرج نرمی و ملائمت میں بدل گئی۔

یوحنا کی ابتدائی زندگی

دنیا بھر میں جتنے لڑکوں کا نام یوحنا رسول کے نام پر رکھا گیا ہے بائبل مقدس کے کسی اور کردار کے نام پر نہیں رکھا گیا۔ چند سال پہلے ایک سروے کے مطابق امریکہ میں تقریباً ساٹھ لاکھ لڑکوں کا نام جان یعنی یوحنا ہے۔ رسولوں میں سے ہردلعزیزی میں دوسرے نمبر پر یعقوب (جیمز) ہے۔ تقریباً تیس لاکھ لڑکوں کا یہ نام ہے۔ توما (ٹامس) اگلے نمبر پر ہے۔ تقریباً بیس لاکھ لڑکوں کو یہ نام دیا گیا ہے۔ اس کے بعد پطرس (پیٹر) کا نام ہے۔ اس نام کے لڑکوں کی تعداد تقریباً ساڑھے تین لاکھ ہے۔

اپنے بھائی یعقوب کے ساتھ یوحنا کفرنحوم میں ماہی گیری کے کاروبار میں اندریاس اور پطرس کا حصہ دار تھا۔ اس کے باپ کا نام زبدی تھا (متی ۱۰ : ۲)۔ ماہی گیری بہت محنت طلب اور سخت کام ہے جس میں نہ صرف مضبوط ہاتھ پاؤں کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ رگیں پٹھے مضبوط بھی ہو جاتے ہیں۔ بھاری موجوں پر چپو چلانے سے ہاتھ سخت اور کھردرے ہو جاتے ہیں۔ جال مرمت کر کے لکڑی کے چوکھٹوں پر دھوپ میں سکھاتے سکھاتے نوجوان یوحنا کی جلد تانبا سا ہو گئی تھی۔

اندریاس کے ساتھ یوحنا بھی یوحنا بپتسمہ دینے والے کے اشارے پر یسوع کے پاس آیا تھا۔ یسوع سے بات چیت کے بعد یوحنا قائل ہو گیا کہ

وہی مسیح موعود ہے جس کا وعدہ قدیم زمانے میں کیا گیا تھا۔ یہ بات چیت اتنی یادگار تھی کہ ساٹھ سال بعد بھی یوحنا کو یاد تھا کہ یہ "دسویں گھنٹے کے قریب" ہوئی تھی (یوحنا ۱ : ۳۵ - ۳۹)۔ اسی لمحے سے یسوع یوحنا کی زندگی کا نور بن گیا۔ محبت دو طرفہ تھی۔ یوحنا کی بابت بیان ہوا ہے کہ "وہ شاگرد جسے یسوع عزیز رکھتا تھا۔" اس پہلی ملاقات کے بعد یوحنا واپس آ کر ماہی گیری کرنے لگا۔ لیکن بیچ بیچ میں چھوڑ کر یسوع کے ساتھ دوروں پر بھی چلا جاتا تھا۔ پھر یسوع کے پیچھے ہو لینے کی بلاہٹ آگئی - اور یعقوب، پطرس اور اندریاس کے ساتھ یوحنا نے بھی بخوشی اپنے باپ، کشتیوں، مچھلیوں اور کاروبار کو خیرباد کہہ دیا تاکہ آدم گیر بن سکے۔

یوحنا کی عدم رواداری (مرقس ۹ : ۳۸ - ۴۰، لوقا ۹ : ۴۹ - ۵۰)

کسی گاؤں میں منادی کے دوران یوحنا نے ایک بھیڑ دیکھی۔ وہ دیکھنے کو آگے بڑھا کہ کیا ہنگامہ ہے۔ ایک آسیب زدہ لڑکا زمین پر پڑا کراہ رہا تھا۔ وہ سر ادھر ادھر مار رہا تھا۔ یوحنا نے سوچا کہ مجھے بدروحیں نکالنے کا اختیار ملا ہوا ہے۔ اب موقع ہے کہ میں یہ اختیار استعمال کروں۔ لیکن اس کے ایسا کرنے سے پہلے ایک بالکل اجنبی شخص نے بدروح کو نکال دیا۔ لڑکے نے ایک مروڑ کھایا، ذرا سا کانپا، پھر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بالکل صحت یاب اور پرسکون تھا۔

یوحنا لوگوں کو دھکیل کر آگے بڑھا اور شفا دینے والے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ وہ چونک اٹھا۔ یوحنا گرجدار آواز میں اس سے مخاطب ہوا "تجھے میرے آقا کا نام استعمال کرنے کی جرات کیسے ہوئی! تجھے ایسے کام کرنے کا

کیا حق ہے؟ تجھے تو مسیح سے کوئی اختیار نہیں ملا ہوا۔ میں اس کے اندرونی حلقے کا آدمی ہوں۔ میں نے تجھے پہلے کبھی دیکھا تک نہیں۔ میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اس کا نام استعمال کرنا چھوڑ دے!"

جب یوحنا نے اس شخص کی رپورٹ کی تو اس کو توقع تھی کہ میرے جوش و جذبے کی داد دی جائے گی۔ میرے کچھ نمبر بن جائیں گے۔ مگر یسوع اس کے تعصب پر اسے ملامت کرنے لگا۔ یوحنا نے خواہ مخواہ ہی فرض کر لیا تھا کہ یسوع کے حلقے کے باہر کے لوگ نہ تو اس کے حق میں بات کر سکتے ہیں نہ اس کے نام سے معجزے کر سکتے ہیں۔ یوحنا بیان کرتا ہے کہ "اے استاد۔ ہم نے ایک شخص کو تیرے نام سے بدروحوں کو نکالتے دیکھا اور ہم اسے منع کرنے لگے کیونکہ وہ ہماری پیروی نہیں کرتا تھا" (مرقس ۹ : ۳۸)۔

یسوع نے جواب دیا "اسے منع نہ کرنا کیونکہ جو تمہارے خلاف نہیں وہ تمہاری طرف ہے" (لوقا ۹ : ۵۰)۔ یوحنا کے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ شخص کوئی پیشہ ور "سیانا" یا بدروحیں نکالنے والا نہیں تھا جیسا کہ بعد میں سکوا سردار کاہن کے سات بیٹے تھے جو یسوع کے نام کو محض جادو کے طور پر استعمال کر کے پیسہ بٹورتے تھے (اعمال ۱۹ : ۱۳ - ۱۴) بلکہ یہ شخص خالص اور سچا تھا۔ اس پر کسی وقت یسوع کی خدمت اثرانداز ہوئی تھی۔ اب وہ اپنی خدمت سے حاجت مند لوگوں کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ شاید اسے رسولوں کی سی روحانی نعمتیں حاصل تھیں۔

یوحنا سب سے بڑا اور اعلیٰ درجہ حاصل کرنے کی آرزو رکھتا تھا۔ اس کا یہ تعصب اسی خواہش کی توسیع تھا۔ اسے رسول ہونے پر فخر تھا۔ اب یہ

فخر نمایاں ہو رہا تھا۔ لیکن یسوع نے کہا "ایسا کوئی نہیں جو میرے نام سے معجزہ دکھائے اور مجھے جلد برا کہہ سکے" (مرقس ۹ : ۳۹)۔ یوحنا ایسے شخص کو رد کرنے میں غلطی پر تھا جو اگرچہ یسوع کے رسولی گروہ میں تو شامل نہ تھا لیکن خداوند کا کام خداوند کے نام سے کر رہا تھا۔

یہ ان ایمانداروں کے لئے کیسا واضح سبق ہے جو ان لوگوں میں مسیح کی قدرت اور قوت کا انکار کرتے ہیں جو ان کے اپنے مخصوص گروہ یا فرقے سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ مسیح میں 'بہت' سے فرقوں کے لئے پیروی کرنے کی گنجائش ہے بشرطیکہ اس ہی کی پیروی کریں۔

ظاہر ہے کہ ہم ایسے لوگوں کی خدمت کی حمایت نہیں کر سکتے جو ایمان کی بنیادی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ بعد کے برسوں میں یوحنا نے تاکید کے ساتھ خبردار کیا ہے کہ مسیح کا انکار کرنے والوں کے کام کو قبول اور منظور نہ کیا جائے۔ لیکن خدا کے کلام کی حدود میں رہتے ہوئے ہمیں رواداری، برداشت اور صبر کی روح کی ضرورت ہے۔ کئی لوگ علم الہیات کے مسائل پر ہمارے ساتھ پورے طور پر متفق نہیں ہوتے۔ مگر یہ سوچنا بے حد خطرناک ہے کہ صرف ہمارا فرقہ ہی سچی اور حقیقی کلیسیا ہے۔ اگر کوئی اور فرقہ ہوبہو ہماری پیروی نہیں کرتا تو یہ کوئی دلیل یا وجہ نہیں کہ اسے خارج کر دیا جائے۔

یوحنا کی روح اس جوش وجذبے کی پیش رو ہے جس نے جان حس (John Huss) اور سیوونرولا کو زندہ جلا دیا تھا۔ یہ اس عدم رواداری کا عکس تھا جس نے ۱۶۶۴ء میں برطانوی پارلیمنٹ سے وہ ایکٹ پاس کروایا جس کی رو سے "جو افراد مسلمہ کلیسیا کے باہر اختلافی عبادت کے عمل کے لئے

پانچ سے زائد کی تعداد میں فراہم ہوں ان سب کو تیسری دفعہ ارتکاب جرم پر جرمانہ، قید اور جلاوطنی کی سزا دی جائے۔" یہی روح ۱۶۶۵ء کے پانچ میل ایکٹ (The five Mile Act 1665) میں بھی کارفرما ہے جس کے مطابق کسی نکالے ہوئے پادری کو ممانعت تھی کہ "اگر وہ کسی ایسے قصبے، وہ یا کلیسیائی حلقے کی حدود سے پانچ میل کے اندر آیا جہاں وہ پہلے تعلیم دیتا یا منادی کرتا تھا تو اس کو چالیس پونڈ جرمانہ اور چھ ماہ قید کی سزا دی جائے گی۔" ایسی ہی تنگ نظری کے نتیجے میں مشہور زمانہ کتاب "مسیحی کا سفر" کے مصنف **جان بنین** کو بارہ سال قید ہوئی۔ یوحنا کی روح ان لوگوں کی سخت دلی کی مثال ہے جو آج کے زمانے میں صرف ان ہی دوستوں کے مخصوص گروہ کے ساتھ عبادت کرتے ہیں جو ان کی اپنی نسل سے ہوں اور تعلیم، معاشرتی درجہ، رائے و خیال، سیاسی معاملات، تصورات، مشاغل و تفریحات اور اعتقادات میں اِن سے مطابقت رکھتے ہوں۔

تفرقہ بازی اور تقسیم کے اس رویے سے بہت سی روحانی قوت ضائع جاتی ہے۔ روح القدس اتحاد کا روح ہے۔ وہ اس کٹر فرقہ پرستی، علیحدگی پسندی اور غیرضروری تفرقہ بازی کو پسند نہیں کرتا کیونکہ یہ بائبل مقدس کے مطابق نہیں۔

یوحنا کی تبدیلی

کسی باغبان نے مٹی کے ایک خوشبودار ڈھیلے سے پوچھا "تم میں اتنی خوشبو کیسے آ گئی ؟" ڈھیلے نے جواب دیا "اس لئے کہ مجھے گلاب کے پھولوں کے پاس رکھا گیا تھا۔"

"شارون کے نرگس" کے ساتھ مسلسل محبت رکھنے سے یوحنا تیز مزاج نوجوان سے بدل کر حلیم اور نرم طبیعت انسان بن گیا۔ اس کی بلند نظری کم ہو گئی۔ اس کی عدم رواداری جاتی رہی۔ یسوع کے زیر تربیت آتش مزاج جوان سرگرم محبت انسان بن گیا۔

یوحنا نے نہ صرف وہ انجیل لکھی جو اس کے نام سے کہلاتی ہے بلکہ ۱، ۲ اور ۳ یوحنا کا خط اور مکاشفہ کی کتاب بھی۔ انیسویں صدی میں چند آزاد خیال علماء نے اس بات پر شک کا اظہار کیا کہ انجیل نویس یوحنا ہی یوحنا کے تین خطوط کا مصنف ہے۔ ان کے اعتراض کا سبب یہ تھا کہ انجیل کے مصنف اور خطوط کے لکھنے والے میں عظیم فرق ہے۔ چوتھی انجیل کا یوحنا غصیلا، اعلیٰ مقام کا خواہشمند اور ناروادار معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ خطوط کا مصنف بردباری اور محبت کا مجسمہ لگتا ہے۔ اپنے آقا کی رفاقت کے باعث بوانرگس یعنی "گرج کا بیٹا" "محبت کے رسول" میں بدل گیا۔

یہ عمل بڑا ست تھا۔ یوحنا کی آتش فشاں طبیعت کے ابھرنے کا امکان کبھی ختم نہ ہوا کیونکہ وہ ہمیشہ اس کی شخصیت کی سطح کے نیچے خوابیدہ رہی۔ لیکن مسیح اس کے اندر سکونت کرنے لگا۔ اس کی قدرت نے یوحنا کی نفاق انگیز تندی کو نرم خوئی کے راستوں پر ڈال دیا۔ ہماری بہت سی تند و تیز خواہشات نہ اچھی ہوتی ہیں نہ بری بلکہ بے غرض اور غیر طرفدار ہوتی ہیں۔ ان میں صلاحیت ہوتی ہے کہ خدا کے جلال کے لئے استعمال کی جائیں۔ آگے چل کر ہم دیکھیں گے کہ یوحنا کی مضبوط اور سخت روح نے بڑے استقلال اور استقامت کے ساتھ جھوٹے عقائد اور گناہ آلود کردار کے خلاف آواز بلند کئے رکھی۔

یوحنا کے مزاج اور طبیعت کی تبدیلی سے ہماری حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ضروری نہیں کہ غصہ ور، خود غرض اور جھگڑالو جوان بڑے ہو کر بھی ایسے ہی انسان نکلیں۔ روحانی ترقی کے اصولوں کے تحت کچا کڑوا پھل پک کر میٹھا اور نہایت لذیذ ہو جاتا ہے۔

یوحنا کی محبت کا مظاہرہ

یوحنا کا گھن گرج والا مزاج بدل کر نرم اور ملائم ہو گیا تھا۔ اس کا یہ کردار صلیب پر اس کی وفاداری اور بہادری کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور کلیسیا کے ابتدائی دنوں میں بھی اس کی ملائمت اور محبت نمایاں نظر آتی ہے۔ گتسمنی سے سارے شاگرد افراتفری اور گھبراہٹ کے عالم میں بھاگ گئے تھے۔ یوحنا ہی سب سے پہلے واپس آیا تھا۔ اگرچہ پطرس بھی آیا مگر وہ دور پیچھے رہا۔ یوحنا بڑی دلیری کے ساتھ سردار کاہن کے صحن میں داخل ہوا تھا (یوحنا ۱۸ : ۱۵ - ۱۶)۔ معلوم ہوتا ہے کہ سردار کاہن غالباً یوحنا کے باپ کے کاروبار کے سبب سے اس کو جانتا تھا۔

اپنے رسوخ کے باعث یوحنا پطرس کو بھی اندر صحن میں لے گیا۔ مگر پطرس تو آگ تاپنے میں لگ گیا۔ وہ بجا طور پر ڈرتا بھی تھا کیونکہ اس نے سردار کاہن کے نوکر پر تلوار چلا دی تھی۔ ظاہر ہے کہ یوحنا یسوع کے ساتھ پیشی والے کمرے میں بھی چلا گیا اور تفتیش کے دوران وہاں موجود تھا (آیت ۱۵)۔ پطرس نے تین بار انکار کیا اور پھر زار زار رویا مگر یوحنا وفادار رہا۔

تمام رسولوں میں سے صرف یوحنا کا ذکر ہے کہ وہ صلیب کے پاس

کھڑا تھا۔ اس میں دلیری اور مردانگی تھی کہ مسیح کے دشمنوں کے درمیان
کھڑا رہا جبکہ وہ زہر بھری اور جلی کٹی باتیں سنا رہے تھے۔

یسوع نے صلیب پر سات کلمے فرمائے۔ یوحنا واحد رسول ہے جس کو
ایک آخری کلمے میں مخاطب کیا گیا۔ یوحنا پر نظر کر کے یسوع نے اپنی ماں
سے کہا "اے عورت! دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے۔" پھر یوحنا کو اپنی ماں کی طرف
متوجہ کر کے کہا "تیری ماں یہ ہے" (یوحنا ۱۹ : ۲۶ - ۲۷)۔

یوحنا اسی وقت مریم کو یروشلیم میں اپنے گھر لے گیا۔ پھر جلدی جلدی
واپس آیا اور یسوع کے آخری کلمات سنے۔ صرف یوحنا نے یہ دو کلمات
قلمبند کئے ہیں کہ "میں پیاسا ہوں" اور "تمام ہوا۔" پھر اس نے دیکھا کہ
یسوع نے سر جھکا کر اپنی جان دے دی۔ صرف یوحنا ہی ذکر کرتا ہے کہ
یسوع کی پسلی چھیدی گئی اور اس میں سے پانی اور خون بہ نکلا۔ مزید برآں
صرف یوحنا ہی بیان کرتا ہے کہ نیکدیمس اور یوسف نے یسوع کو دفنایا
(آیات ۳۸ - ۴۲)۔ وہ دلیر اور جرات مند تھا اور آخر تک جاں نثار رہا۔
اس نے برہ کو ذبح کرنے کے لئے لے جاتے ہوئے دیکھا۔ وہ ذبح کئے ہوئے
اور جی اٹھے برہ کا گواہ بن گیا۔

اگرچہ اعمال کی کتاب کے پہلے نصف حصے میں پطرس نمایاں اور چھایا
ہوا نظر آتا ہے، مگر اکثر و بیشتر واقعات میں یوحنا اس کا ساتھی اور رفیق تھا۔
ان کی خصوصی دوستی غالباً بالی عمر میں شروع ہوئی تھی اور کاروبار میں شراکت
سے مزید مضبوط ہو گئی تھی۔ جذباتی پطرس اور جوشیلے یوحنا کی بڑی اچھی
جوڑی بن گئی۔ جب یسوع نے شاگردوں کو دو دو کر کے بھیجا تو عین ممکن ہے
کہ ان ہی دو کا جوڑا بنایا ہو۔ یہی دو تھے جن کو استاد نے فسح کی تیاری

کرنے کو بھیجا تھا (لوقا ۲۲ : ۸)۔ معلوم ہوتا ہے کہ یسوع کی مصلوبیت کے
بعد بھی یہ دونوں اکٹھے بود و باش رکھتے تھے کیونکہ خالی قبر کو دونوں اکٹھے
بھاگے گئے تھے اور نوجوان یوحنا بھاگنے میں پطرس سے آگے نکل گیا تھا (یوحنا
۲۰ : ۴)۔

یوحنا اور پطرس دعا مانگنے ہیکل میں گئے۔ اگرچہ بولنے والا نمائندہ
پطرس تھا مگر روداد سے ظاہر ہوتا ہے کہ لنگڑے آدمی کے شفایاب ہو جانے
کے بعد دونوں ہی نے ہجوم کو خطاب کیا۔ ان دونوں کو اکٹھے گرفتار کر کے
قید میں ڈالا گیا۔ ان کی یہودیوں کی صدر عدالت کے سامنے پیشی ہوئی۔
انہوں نے پطرس اور یوحنا کی بھی دلیری دیکھی۔ ان کو کہا گیا کہ اب یسوع کا
نام لے کر منادی نہ کرنا۔ جواب دینے میں یوحنا بھی پطرس کے ساتھ شامل
تھا "ممکن نہیں کہ جو ہم نے دیکھا اور سنا ہے وہ نہ کہیں" (اعمال ۴ : ۲۰،
باب ۳ اور ۴ بھی دیکھیں)۔

جب فلپس کی خدمت کے نتیجے میں سامری خوشخبری پر ایمان لانے
لگے تو یوحنا اور پطرس دریافت کرنے کو گئے (اعمال ۸ : ۱۴)۔ اگرچہ اس
کے بعد اعمال کی کتاب میں یوحنا نظر نہیں آتا مگر پولس لکھتا ہے کہ یروشلیم
میں یوحنا سے ملا۔ وہ پطرس اور یعقوب کے ساتھ یروشلیم کی کلیسیا کا ایک
ستون تھا۔ یہ یعقوب یسوع کا بھائی تھا (گلتیوں ۲ : ۹)۔ کیسی خوشی کی بات
ہے کہ دونوں دوست اکٹھے تبلیغ کررہے ہیں، مخالفت کا سامنا مل کر کرتے اور
دونوں اپنے خداوند کی مشترکہ محبت کے ہاتھوں مجبور ہیں۔

یسوع اور یوحنا کی باہمی محبت

معلوم ہوتا ہے کہ یسوع دوسروں کی نسبت بعض رسولوں کے زیادہ

قریب تھا۔ تعلقات کے لحاظ سے پیروکاروں کا گروپ جوں جوں چھوٹا ہوتا جاتا رفاقت اور قربت کا درجہ بڑھتا جاتا تھا۔ بالکل بیرونی حلقے میں پانسو (۵۰۰) بھائی تھے (۱ - کرنتھی ۱۵ : ۶)۔ اس کے بعد ایک سو بیس (۱۲۰) کا حلقہ تھا (اعمال ۱ : ۱۵)۔ اس کے اندر ستر (۷۰) کا گروہ تھا (لوقا ۱۰ : ۱)۔ پھر بارہ تھے اور بالکل اندرونی حلقے میں تین شاگرد تھے۔ اور سب سے قریب عزیز یوحنا تھا جس کو متعدد بار "جس سے یسوع محبت رکھتا تھا" (یوحنا ۱۳ : ۲۳، ۲۰ : ۲، ۲۱ : ۷، ۲۰) کہہ کر بیان کیا گیا ہے۔ یوحنا واقعی اسم بامسمی تھا۔ اس کا مطلب ہے "یہوواہ کا پسندیدہ۔"

صاف معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا صرف تین کے اندرونی حلقے ہی میں شامل نہیں تھا بلکہ وہ واحد شاگرد ہے جس کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ یسوع اس سے محبت رکھتا تھا اور بالاخانے میں اسے مسیح کے قریب ترین جگہ دی گئی تھی (یوحنا ۱۳ : ۲۳)۔ ابتدائی کلیسیا کے ادب میں یوحنا کو بعض اوقات "**اپی ستیتھوس**" کہا گیا ہے یعنی وہ جس نے یسوع کی چھاتی کا سہارا لیا۔ اپنی ماں کی دیکھ بھال کے لئے ہدایات دینے میں یوحنا آخری دوست تھا جس سے یسوع نے مرنے سے پہلے بات کی۔

یوحنا 'محبت کا رسول' بن گیا۔ اسی نے ہمیں یہ مشہور آیت دی ہے کہ "خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی . . ." (یوحنا ۳ : ۱۶)۔ وہ ہمیں یسوع کا نیا حکم یاد دلاتا ہے کہ ایک دوسرے سے محبت رکھو، نہ صرف فرض بلکہ شاگردیت کا تمغہ جان کر۔ "ایک دوسرے سے محبت رکھو کہ جیسے میں نے تم سے محبت رکھی تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ اگر آپس میں محبت رکھو گے تو اس سے سب جانیں گے کہ تم میرے شاگرد ہو" (یوحنا

۱۳ : ۳۴ - ۳۵)۔ یوحنا اپنی تصانیف میں پچاس (۵۰) سے زائد مرتبہ محبت کا تذکرہ کرتا ہے۔

یسوع نے ان لوگوں کے لئے روحانی بصیرت کا وعدہ کیا ہے جو فرمانبرداری کی راہ سے اپنی محبت دکھاتے ہیں۔ "جس کے پاس میرے حکم ہیں اور وہ ان پر عمل کرتا ہے وہی مجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ میرے باپ کا پیارا ہوگا۔ اور میں اس سے محبت رکھوں گا اور اپنے آپ کو اس پر ظاہر کروں گا" (یوحنا ۱۴ : ۲۱)۔ عزیز یوحنا کو روحانی سچائی کی عجیب سمجھ عطا کی گئی جس میں مکاشفہ کی الہامی رویائیں بھی شامل ہیں۔ شاگردوں میں غالباً یوحنا پہلا شخص تھا جس نے مسیح کے جی اٹھنے کا یقین کیا اور ساری رات مچھلیاں پکڑنے کے بعد بھی وہ پہلا شخص تھا جس نے ساحل پر کھڑے یسوع کو پہچانا (یوحنا ۲۰ : ۸، ۲۱ : ۷)۔

چاروں اناجیل میں سے یوحنا ہے جس نے مسیح کا اعلیٰ ترین اور ارفع ترین تصور پیش کیا ہے۔ دوسرے انجیل نویس یسوع کی خارجی تاریخ پیش کرتے ہیں جبکہ یوحنا کی تصویر یسوع کی پرنور شخصیت کے مقدس ترین حصوں تک پہنچتی ہے۔ بعض لوگوں کے مطابق یوحنا کی انجیل سارے زمانوں کی گہری ترین کتاب اور دنیا کا اعلیٰ ترین ادبی شاہکار ہے۔ یوحنا کی انجیل کی تقریباً آدھی آیات ہمارے خداوند کے اپنے الفاظ ہیں۔

یسوع نے جتنے معجزے اور عجیب کام کئے ہیں ان میں سے یوحنا نے ان معجزوں کا حال درج کیا ہے جو اس کے قارئین کو قائل کر دیتے ہیں کہ یسوع ہی مسیح، خدا کا حقیقی بیٹا ہے (۲۰ : ۳۰ - ۳۱)۔ متی نے مسیح کو بحیثیت بادشاہ، مرقس نے بحیثیت خادم اور لوقا نے بحیثیت مثالی انسان پیش

کیا ہے۔ یوحنا کی پرواز عقاب کی طرح بلند ہے۔ وہ مسیح کے بے نقاب جلال کو پیش کرتا اور اس کے بلند مرتبت دعووں کو ثابت کرتا ہے۔

گزری صدیوں میں یوحنا کی انجیل کے خوبصورت اور زور دار انداز بیان نے بہتوں کو مسیح کی الوہیت کا قائل کر دیا ہے۔ ایک ہائی سکول میں ایک مسیحی لڑکے نے اپنے ایمان کی گواہی دی۔ اس کے استاد نے تجویز پیش کی کہ اس ایماندار لڑکے اور ایک غیرایماندار لڑکے کے درمیان "کیا بائبل خدا کا کلام ہے؟" کے موضوع پر مناظرہ کیا جائے۔ استاد نے بڑی ہوشیاری سے ایک مانے ہوئے بحث کرنے والے لڑکے کا انتخاب کیا کہ مسیحی لڑکے کا مقابلہ کرے۔

مناظرہ کا وقت آیا تو مسیحی لڑکے نے بائبل مقدس میں سے صرف چند آیات پیش کیں۔ پھر دوسرا لڑکا بولنے کو کھڑا ہوا اور کہنے لگا "میں نے پہلے کبھی اتنی بائبل نہیں پڑھی تھی۔ جب میں مناظرہ کی تیاری کرنے لگا تو سوچا کہ اس موضوع پر بات کرنے کے لئے مجھے تھوڑی بہت بائبل تو پڑھ لینی چاہئے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے یوحنا کی انجیل شروع سے آخر تک ایک دفعہ نہیں پانچ دفعہ پڑھی ہے۔ میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے۔ مزید یہ کہ میں ہمیشہ کی زندگی کے لئے اس پر ایمان لے آیا ہوں۔"

بہت سے لوگوں کو مسیح کی الوہیت کے بارے میں شکوک ہوتے ہیں۔ مگر یوحنا کی انجیل پڑھنے سے یہ سارے شکوک ختم ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ کے دل میں شکوک ہیں تو میں آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ یوحنا کی انجیل دو یا تین دفعہ شروع سے آخر تک پڑھیں۔ ذہن کو کھلا رکھیں اور خدا سے عرض

کریں کہ آپ کو سچائی اور حقیقت دکھائے۔

یوحنا کی محبت سخت تھی

اگرچہ یوحنا "محبت کا رسول" تھا تاہم اس کی محبت نرم اور کمزور نہ تھی۔ سچی محبت سخت ہو سکتی ہے۔ اور ہر اس چیز کو مار بھگاتی ہے جو اس کے محبوب کو نقصان پہنچا سکتی ہو۔ جس طرح محبت کرنے والا باپ اپنے پاؤں پاؤں چلنے والے بچے کو خونخوار کتے سے بچاتا ہے، اسی طرح یوحنا ان مروجہ جھوٹی تعلیمات کے خلاف خبردار کرتا ہے جو اس کے "پیارے بچوں" کی جان کی گھات میں تھیں۔

جن لوگوں کا کردار ان کی گفتار کے مطابق نہیں تھا، یوحنا ان کو "جھوٹے" کہنے سے نہیں جھجکتا (۱-یوحنا ۱: ۶، ۲: ۴)۔ اس نے ایمانداروں کو حکم دے دیا کہ ایسے لوگوں کو اپنے گھروں میں خوش آمدید نہ کہیں نہ کسی طریقے سے ان کی حمایت کریں جو مسیح کے بارے میں غلط تصور رکھتے ہوں (۲-یوحنا ۱۰)۔ اس نے دیترفیس کے آمرانہ اور گستاخانہ رویہ اور کینہ پرور باتوں کو بے نقاب کر دیا (۳-یوحنا ۹، ۱۰)۔ یوحنا نے اپنے گرجنے کے رجحان کو ترک نہیں کیا۔ مگر اس کی ملامت اور تادیب میں محبت اور حلیمی ہوتی تھی۔

ابتدائی کلیسیا کا ممتاز عالم دین اور لیان (Lyon) کا بشپ ایرینئیس بیان کرتا ہے کہ یوحنا نے اپنی کچھ تصانیف غناسطیت کے فلسفہ کی تردید کرنے کے لئے قلم بند کیں۔ اس فلسفہ کے مطابق مادہ لازمی اور اساسی طور پر برا ہے۔ اس لئے اس فلسفہ کے داعی پاک خدا پر ایمان رکھنے کے لئے

کائنات یا عالم موجودات کی تشریح اس طرح کرتے تھے کہ خدا سے صادر ہونے والے ظہوروں کا ایک سلسلہ ہے۔ یہ ظہور ثانوی ہیں اور اتنی دور ہیں کہ اس کی ذات کے تقدس کو آلودہ نہیں کر سکتے۔ تاہم اتنی قدرت رکھتے ہیں کہ خلق کر سکتے ہیں۔ اس بات کی روشنی میں ہم سمجھ سکتے ہیں کہ یوحنا نے اپنی انجیل کا آغاز ان الفاظ سے کیوں کیا کہ "ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا... سب چیزیں اس کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں۔ اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اس میں سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی" (یوحنا ۱ : ۱، ۳)۔

غناسیت کے مطابق مادہ چونکہ برا ہے اس لئے غناسطی مسیح کی حقیقی بشریت کا انکار کرتے ہیں۔ وہ بشر یسوع اور لازمان مسیح میں امتیاز کرتے ہیں۔ ان کے مطابق لازمان مسیح بپتسمہ کے وقت یسوع پر آیا اور صلیب پر اسے چھوڑ گیا۔ تثلیث کے دوسرے اقنوم یعنی بیٹے کو انہوں نے ایک وہمی صورت دے رکھی تھی۔ اس غلطی کا ازالہ کرنے کے لئے یوحنا لکھتا ہے کہ "اس زندگی کے کلام کی بابت جو ابتدا سے تھا اور جسے ہم نے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا بلکہ غور سے دیکھا اور اپنے ہاتھوں سے چھوا (یہ زندگی ظاہر ہوئی اور ہم نے اسے دیکھا..." (۱۔ یوحنا ۱ : ۱ - ۲)۔ اور ہم یہ بھی جان لیتے ہیں کہ یوحنا اس سچائی پر کیوں اتنا زور دیتا ہے کہ "یسوع مسیح مجسم ہو کر آیا" (۱۔ یوحنا ۴ : ۲)۔

غناسطی جسم (بدن) کو ادنیٰ، رذیل اور گھٹیا سمجھتے ہیں۔ اس لئے بعض غناسطی یہ تعلیم دیتے تھے کہ جسم روح پر اثر نہیں کرتا۔ اس طرح وہ گناہ آلودہ زندگی بسر کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ یوحنا نے گناہ کے عمل کے

خلاف جو بار بار خبردار کیا ہے تو غناسیت کی بدعت کو روکنے کی خاطر کیا ہے۔

ایک روایت میں یوحنا کی بڑی واضح تصویر پیش کی گئی ہے۔ وہ افسس کے ایک عوامی حمام میں گیا۔ وہاں اس کی نظر غناسیت کے زبردست داعی سرنتھس پر پڑی۔ یوحنا بغیر نہائے جلدی سے حمام سے باہر بھاگا اور پکار کر کہنے لگا "نکلو، بھاگو، ایسا نہ ہو کہ حمام بھی گر پڑے کیونکہ سچائی کا دشمن سرنتھس اس کے اندر ہے۔"

یہ بھی مشہور ہے کہ ایک اور موقع پر یوحنا نے سرنتھس کو "ابلیس کا پہلوٹھا" کا لقب دیا تھا۔ یہ روایات اگرچہ غیر مستند ہیں مگر ان سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ یوحنا کی گرجدار فطرت موجود تھی۔ برسوں تک خداوند کے کنٹرول میں رہنے کے بعد اب اس کا اظہار بندش اور احتیاط کے ساتھ ہوتا تھا۔ اس کی سختی میں ملائمت تھی۔

عام تصور یہ ہے کہ دماغ کے عالمانہ استعمال سے دل کی گرمجوشی ماند پڑ جاتی ہے۔ مگر کم سے کم یوحنا کے تعلق سے یہ تصور غلط ثابت ہوتا ہے۔ اس کی ذہانت اور عقل کی تیزی سے اس کی محبت مدھم اور ماند نہیں ہوئی۔ وہ خدا سے بھی عقل سے محبت رکھتا تھا اور اسی عقل اور ذہانت سے اس نے پانچ کتابیں لکھیں۔ اس کی انجیل کا تمہیدی حصہ ایک گہرا فلسفیانہ مقالہ ہے جس میں مسیح بحیثیت کلمہ پر بحث کی گئی ہے۔ اسی پر یوحنا کو "مسیحی افلاطون" کا لقب ملا۔ تیسری صدی کے آبائے کلیسیا نے مکاشفہ کا مصنف ہونے کے باعث یوحنا کے نام کے ساتھ "عالم دین" کے لقب کا اضافہ کیا۔ یونانی میں جو لفظ استعمال ہوا ہے اس کا مطلب ہے "علم الٰہیات کا ماہر"۔

جیسا کہ پہلے بیان ہوا آزاد خیال علماء یہ کہنے کی کوشش کرتے ہیں کہ
ا۔ یوحنا کا مصنف کوئی اور یوحنا ہے۔ لیکن ایک سرسری قاری بھی انجیل
اور خط کی زبان کی یکسانیت کو دیکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ دونوں میں ابتداء،
کلام، زندگی، نور، تاریکی، گواہی، چلنا، جاننا، سچ، اقرار کرنا، خدا کے فرزند، گناہ،
فدیہ، محبت، دلیری، جسم اور ایمان جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ کیا ان سے
پتہ نہیں چلتا کہ دونوں کا مصنف ایک ہی شخص ہے؟

یہ بات دلچسپ ہے کہ انجیل میں یوحنا بڑی انکساری سے اپنے آپ کو
پس منظر میں رکھتا ہے۔ ایک دفعہ بھی اپنے نام سے اپنا ذکر نہیں کرتا۔
یہاں تک کہ رسولوں کی فہرست دیتے ہوئے بھی نہیں کرتا جبکہ متی، مرقس
اور لوقا کوئی تیس بار اس کا نام لیتے ہیں۔ اپنی طرف اشارہ کرنے کے لئے
پانچ بار کہتا ہے "وہ شاگرد جس سے یسوع محبت رکھتا تھا۔" تین مرتبہ "وہ
دوسرا یا ایک اور شاگرد" کہتا ہے۔ لیکن "یوحنا" کبھی نہیں کہتا۔ یہ خلوت
پسند، کم گو اور خودانکار طبیعت اس یوحنا کی طبیعت سے کہیں مختلف ہے جو
بڑے جوش سے آنے والی بادشاہی میں یسوع سے بلند رتبہ مانگتا ہے۔ اگرچہ
یوحنا تیز فہم تھا مگر وہ اسی حقیقت میں سرشار اور خوش تھا کہ یسوع مجھے عزیز
رکھتا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ چوتھی انجیل میں یوحنا کبھی نظر نہیں آتا اور
یسوع کبھی اوجھل نہیں ہوتا۔

یوحنا کے آخری سال

ارینیس ایشیائے کوچک کا باشندہ تھا اور پولی کارپ کو جانتا تھا جو یوحنا
کا ایک شاگرد تھا۔ ارینیس کا دعویٰ ہے کہ یوحنا طراجن کے زمانے تک

افسس میں رہائش پذیر تھا۔ طراجن ۹۸ء میں شہنشاہ بنا۔ جب میں افسس گیا تو
مجھے "مقدسہ مریم کا مکان" دکھایا گیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یسوع کی ماں
یوحنا کی نگہداشت میں اسی مکان میں رہا کرتی تھی۔ روایتوں کے مطابق یوحنا
کی قبر دو جگہوں پر بتائی جاتی ہے۔

روایت کہتی ہے کہ یوحنا کو زہر دینے کی کوشش کی گئی لیکن خدا نے
اسے بچا لیا۔ اسی لئے یوحنا کا نشان ایک پیالہ ہے جس میں سے ایک سانپ
نکل رہا ہے۔ دوسری روایت کے مطابق ایک ایذارسانی کے دوران اسے
ابلتے پانی کی دیگ میں ڈالا گیا مگر اسے کوئی نقصان نہ پہنچا۔

ہمیں معلوم ہے کہ یوحنا کو پتمس میں جلاوطن کیا گیا تھا۔ یہ چھوٹا سا
ناہموار مگر خوبصورت جزیرہ بحیرۂ ایجین میں افسس کے قریب ہی واقع ایک
تعزیری نو آبادی تھا۔ یوحنا مکاشفہ کے سلام دعا کے حصہ میں لکھتا ہے کہ
"میں یوحنا جو تمہارا بھائی اور یسوع کی مصیبت اور بادشاہی اور صبر میں تمہارا
شریک ہوں۔ خدا کے کلام اور یسوع کی نسبت گواہی دینے کے باعث اس
ٹاپو میں تھا جو پتمس کہلاتا ہے" (مکاشفہ ۱ : ۹)۔ یوحنا کو دومتیان بادشاہ نے
وہاں جلاوطن کر رکھا تھا۔ وہیں اس کو بائبل مقدس کی آخری کتاب کا پیغام
اور رویائیں ملیں۔ ایذارسانی کا روشن اور خدائی پہلو اور مقدسین اور
شہیدوں کی آخری فتح کی ایک جھلک دیکھ کر یوحنا کا دل باغ باغ ہو گیا۔
آخری باب میں وہ لکھتا ہے کہ "میں وہی یوحنا ہوں جو ان باتوں کو سنتا اور
دیکھتا تھا۔۔۔" (۲۲ : ۸)۔

معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ طراجن نے یوحنا کو پتمس چھوڑ کر افسس
واپس آجانے کی اجازت دے دی۔ یوحنا کے دوسرے اور تیسرے خطوں سے

پتہ چلتا ہے کہ ایشیائے کوچک میں اپنے پیروکاروں کے تبلیغی کام کی فکر اسے زندگی کے آخری ایام میں بھی رہی۔ اسے یہ سن کر خوشی ہوتی تھی کہ میرے روحانی فرزند سچائی میں چلتے ہیں۔ اس نے ان کو خبردار کیا کہ خیال رکھیں اور خبردار رہیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ اپنا پورا اجر کھو دیں۔ اس نے گیس (Gaius) اور دیمیتریس کے نیک اور اچھے کاموں کو قلم بند کیا اور اسی طرح دیترفیس کی ہٹ دھرمی پر بھی توجہ دی۔ وہ چاہتا تھا کہ جا کر اپنے روحانی فرزندوں سے روبرو بات کرے۔

یوحنا کی زندگی ایک طویل عرصہ پر محیط ہے۔ جب وہ پہلے پہل مسیح کے پیچھے چلنے لگا تو ایک نو عمر لڑکا تھا۔ اس نے بارہ شاگردوں میں سب سے لمبی عمر پائی۔ وہ نوے برس سے اوپر تھا جب اس نے تقریباً ۱۰۰ء میں وفات پائی۔ اس کے برعکس رسولوں میں سے اس کا بھائی سب سے پہلے فوت ہوا تھا۔

نرم مزاجی اور صابر روح کے ساتھ بوڑھا ہونے کے بارے میں یوحنا ہمیں بہت کچھ سکھا سکتا ہے۔ زندگی کے ابتدائی دور ہی میں وہ مسیح کی محبت کی قدرت کا مطیع ہو گیا تھا۔ اس قدرت نے اس کی جوانی کی آتش مزاجی کو رفتہ رفتہ ٹھنڈا کر دیا۔ ساٹھ یا اسی (۸۰) برس کی عمر میں خوش خلق ہونے کے لئے لازم ہے کہ ہم ابتدائی عمر ہی میں مسیح کے اثر کو قبول کرنا شروع کریں۔

ایک فنکار نے مسیح کی تصویر بنائی۔ وہ اس کے چہرہ پر آخری تکمیلی کام کر رہا تھا۔ ایک خاتون کہنے لگی "آپ کو ضرور اس سے بے انتہا محبت ہو گی جو اس کی ایسی تصویر بنا سکے۔"

وہ فنکار کہنے لگا "محترمہ محبت کی بات کرتی ہیں۔ میں اسے واقعی پیار کرتا ہوں۔ لیکن اگر اس سے بہتر محبت کرتا تو اور بہتر تصویر بناتا۔"

ہمیں یہ دعا مانگنے کی ضرورت ہے کہ "اے مسیح! میں تجھ سے اور زیادہ محبت کرنا چاہتا ہوں۔" پھر یہ محبت ہمارے دلوں سے چھلک کر ہمارے اردگرد کے لوگوں کی طرف بہنے لگے گی۔

چھٹا باب

فلپس ---- محتاط شاگرد

کسی کلیسیا کا انتظامی بورڈ نئے عبادت خانے کی ضرورت پر بحث کر رہا تھا۔ روز افزوں حاضری کے باعث موجودہ عمارت صبح کی دونوں عبادتوں کے لئے چھوٹی پڑ رہی تھی۔ شام کی عبادت میں بھی کئی لوگوں کو جگہ کی کمی کے باعث باہر کھڑے ہونا پڑتا تھا۔ کلیسیا اپنے واجبات بہ آسانی ادا کر رہی تھی۔ ابتدائی رپورٹ میں ایک نیا گرجا تعمیر کرنے کی اتفاق رائے سے سفارش کی گئی تھی۔

بورڈ کا ایک ممبر اپنی قدامت پسندی کے لئے مشہور تھا۔ وہ کہنے لگا "صاحبان! پیسہ کہاں سے آئے گا؟ ہمارے پاس بلڈنگ فنڈ بھی زیادہ نہیں ہے۔ کیا بہتر نہ ہو گا کہ اس وقت تک انتظار کر لیا جائے جب تک بینک میں کافی رقم جمع ہو جائے؟ ہمیں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔"

تبادلہ خیال دو گھنٹے تک چلتا رہا اور ممبران بڑی شائستگی اور آزادی سے منصوبے کے مخالف و موافق پہلوؤں پر غور کرتے رہے۔ آخر میں ایک بڑی اکثریت کی زوردار رائے تھی کہ ہم ایمان پر آگے بڑھیں۔ چنانچہ ایک بلڈنگ کمیٹی بنانے کے لئے ووٹنگ ہوئی اور تین سال بعد جماعت ایک خوبصورت نئی عمارت میں عبادت کر رہی تھی۔ ادھار اور قرض کے واجبات

اقساط میں ادا کئے جا رہے تھے۔

بورڈ کا محتاط ممبر مجھے فلپس رسول کی یاد دلاتا ہے۔ فلپس چاہتا تھا کہ ہر کام لکھ کر اصولوں کی پابندی سے کیا جائے۔ اس کا تنقیدی اور تجزیہ نگار ذہن واقعات کو کھنگالنا اور مخالف اور موافق نکات کو بڑی تفصیل سے جانچنا چاہتا تھا۔ دراصل فلپس حساب کتاب کی حدود میں اس قدر رہتا تھا کہ بعض اوقات فیصلہ نہیں کر پاتا تھا اور دوسروں کی مدد پر انحصار کرتا تھا۔ وہ کبھی جلدبازی سے اور بے تامل فیصلہ کرنے کی غلطی نہیں کرتا تھا۔

فلپس کا مطلب ہے "گھوڑوں کا عاشق۔" شاید اس کا نام مکدنیہ کے فلپس کے نام پر رکھا گیا ہو جس کے بیٹے سکندر اعظم نے شمالی گلیل میں دیرپا یونانی اثرات چھوڑے ہیں۔ یا ممکن ہے کہ اسے یہ نام ایک مقامی حکمران فلپس چوتھائی ملک کے حاکم کے اعزاز میں ملا ہو' کیونکہ اس نے فلپس رسول کے آبائی گاؤں بیت صیدا کو شہر کا درجہ دینے کا اعزاز بخشا تھا۔ اپنے یونانی پس منظر کے باعث فلپس خداوند کے لئے کارآمد تھا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ میرا پیغام صرف یہودیوں تک نہیں بلکہ یونانیوں تک بھی پہنچے۔

بیت صیدا چونکہ اندریاس اور پطرس کا بھی آبائی گاؤں تھا' عین ممکن ہے کہ فلپس کی بچپن ہی سے ان کے ساتھ دوستی ہو (یوحنا ۱ : ۴۴)۔ اس کے ماں باپ کا نام معلوم نہیں۔ ممکن ہے کہ وہ بھی ماہی گیر ہو۔ اس لئے کہ ماہی گیری اس علاقے کا بڑا پیشہ تھا۔ اندریاس اور پطرس کی طرح اس کو بھی مسیح موعود کی تلاش میں دلچسپی تھی اور اسی وجہ سے آخرکار وہ بھی "آدم گیر" بن گیا۔

فلپس کا مزاج اپنے دیرینہ دوست پطرس سے بالکل فرق تھا۔ جس

رات پطرس نے پانی پر چلنے کا معرکہ مارا اس رات فلپس شاید سوچ رہا تھا کہ "ہر کوئی جانتا ہے کہ پانی ٹھوس نہیں مائع ہے۔ اس پر چلنے کی کوشش کرو تو ڈوب جاؤ گے۔" پطرس تو ایمان سے قدم بڑھانے والا تھا۔ اس کے برعکس فلپس شش و پنج کے موقع پر اپنے دیرینہ دوست اندریاس کا سہارا لیتا تھا۔

فلپس رسول کو فلپس ڈیکن کے ساتھ گڈمڈ نہیں کرنا چاہئے۔ ڈیکن فلپس ابتدائی کلیسیا میں خیرات تقسیم کیا کرتا تھا۔ اور پھر اس نے سامریہ میں ایک کامیاب بشارتی مہم کی قیادت کی۔ ڈیکن فلپس نے حبشہ کے خوجے کو انجیل بھی سمجھائی تھی۔ وہ واحد شخص ہے جس کو نئے عہدنامے میں "مبشر" کا لقب دیا گیا ہے۔ اس کی چار بیٹیاں تھیں جو نبوت کرتی تھیں۔ اور اس نے پولس کے یروشلیم کو واپسی کے سفر میں اس کی مہمانداری کی (اعمال ۶ : ۵، ۸ : ۱۲، ۲۶ - ۴۰، ۲۱ : ۸ - ۹)۔

ہم فلپس رسول کے بارے میں جو کچھ جانتے ہیں وہ ہمیں یوحنا کی انجیل سے معلوم ہے۔ آیئے ان چار واقعات پر نظر ڈالیں جن سے فلپس کے کردار کی تصویر سامنے آتی ہے۔

نتن ایل کی گواہی دینے کی حکمت عملی (یوحنا ۱ : ۴۳ - ۴۶)۔

فلپس اس گروہ (مثلاً اندریاس، پطرس، یعقوب اور یوحنا) سے تعلق رکھتا تھا جو مسیح موعود کی آمد کی راہ دیکھ رہے تھے۔ ایک اور قریبی دوست نتن ایل کے ہمراہ فلپس اسرائیل کی تسلی کے بارے میں پرانے عہدنامہ کے

وعدوں کی تحقیق کرتا رہتا تھا۔

اندریاس پطرس کو یسوع کے پاس لایا تھا۔ یہ بیان قلمبند کرنے کے بعد انجیل کہتی ہے کہ "دوسرے دن یسوع نے گلیل میں جانا چاہا اور فلپس سے مل کر کہا میرے پیچھے ہولے" (یوحنا ۱ : ۴۳)۔ عین ممکن ہے کہ اندریاس اور پطرس نے فلپس کو یسوع کے بارے میں بتایا ہو۔ بیت عنیاہ اور گلیل کے درمیانی راستے میں کسی جگہ یسوع نے فلپس کو اپنا ایک پیروکار بننے کی دعوت دی۔ یسوع فلپس سے اتفاقیہ نہیں ملا تھا، بلکہ اسے "ارادتاً" بلایا تھا۔ شاید فلپس یوحنا بپتسمہ دینے والے کے ایک پیروکار کے طور پر یسوع سے ملا تھا۔

غور کریں کہ یسوع خود جا کر فلپس سے ملا۔ اچھا چرواہا بھیڑ کے پیچھے گیا۔ جو بات یہاں پر ہوئی وہ ہر سچے ایمان لانے یا حقیقی تبدیلی کے موقع پر ہوتی ہے۔ اس کو تلاش کرنے سے پہلے اس نے ہمیں تلاش کیا۔ مثال کے طور پر اگرچہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محصول لینے والا زکائی یسوع کو تلاش کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی ایک جھلک دیکھنے کو درخت پر چڑھ گیا۔ مگر زکائی تو صرف یسوع کی شکل و صورت دیکھنا چاہتا تھا اور اسے روکنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ رکا تو یسوع تھا۔ اسی نے اوپر دیکھا تھا اور اپنے آپ کو زکائی کے گھر میں مدعو کیا تھا۔ واقعہ کے آخر میں یسوع کی بات سے پتہ چلتا ہے کہ دراصل تلاش کون کر رہا تھا "کیونکہ ابن آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے" (لوقا ۱۹ : ۱۰)۔

فلپس نے یسوع کی بلاہٹ کا مثبت جواب دیا۔ یہ بھی دلچسپ ہے کہ روایت کے مطابق فلپس وہی آدمی ہے جس نے جواب دیا تھا کہ "مجھے

اجازت دے کہ پہلے جا کر اپنے باپ کو دفن کروں" (متی ۸ : ۲۱)۔ اگر یہ درست ہے تو یہ اس کے پس و پیش کرنے کے رجحان سے مطابقت رکھتی ہے۔ لیکن اگر فلپس نے دیر کی بھی (یعنی یسوع کے پیچھے آنے میں) تو زیادہ نہیں کی۔ یسوع کی آنکھوں میں دیکھ کر اور اس کی آواز سن کر فلپس پر واضح ہو گیا کہ اب سے میری زندگی ویسی نہیں رہے گی۔ وہ اس کے پیچھے ہو لیا۔ اگرچہ فلپس سوچ سمجھ کر انتخاب کرتا تھا مگر اس کا فیصلہ گہرا اور حتمی ہوتا تھا۔

پھر فلپس کو اپنا دوست نتن ایل یاد آیا۔ بھاگا بھاگا اس کے پاس پہنچا۔ یہ فلپس کا پہلا بشارتی کام تھا۔ اپنی نو دریافت زندگی کے لئے شکرگزاری کی خاطر اور صحیح بشارتی روح کے ساتھ اس نے خوشخبری اپنے ولی دوست کو بتائی۔

فلپس نے نتن ایل کو بتایا "جس کا ذکر موسیٰ نے توریت میں اور نبیوں نے کیا ہے وہ ہم کو مل گیا۔ وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے" (یوحنا ۱ : ۴۵)۔ اس موقع پر فلپس کو یقین ہو گیا تھا کہ یسوع توریت اور انبیا کی تکمیل ہے۔ لیکن جب اس نے اپنے یقین کا ذکر نتن ایل سے کیا تو اسے سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔ نتن ایل پوچھنے لگا "کیا ناصرت سے کوئی اچھی چیز نکل سکتی ہے؟" (آیت ۴۶)۔ اس میں یہ خیال چھپا تھا کہ نبی کے یروشلیم سے اٹھنے کی زیادہ امید تھی۔

فلپس ناراض بھی ہو سکتا تھا کہ میرے دوست نے میری گواہی قبول نہیں کی۔ یا وہ پرانے عہدنامے کی وہ ساری نبوتیں دہرا سکتا تھا جو یسوع میں پوری ہوئی تھیں۔ مگر اس نے بحث کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اس نے صرف یہ

جواب دیا کہ "چل کر دیکھ لے" (آیت ۴۶)۔ اگرچہ دلائل سے ایمان کے لئے اچھی بنیاد رکھی جا سکتی ہے لیکن دلائل سے ہم کسی کو خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں کر سکتے۔

یہ بھی ممکن ہے نتن ایل کے جواب پر فلپس کا ردعمل اس احساس کا نتیجہ ہو کہ اس نے محسوس کیا ہو کہ دلیل بازی میں میں بازی نہیں لے جا سکتا۔ اس لئے اپنے دوست کو یسوع کے پاس خود جانے کی ہدایت کی۔ یہ وضاحت فلپس کے اس رجحان سے مطابقت رکھتی ہے کہ وہ مثبت قدم اٹھانے سے ہچکچاتا اور اکثر بے یقینی کا شکار رہتا تھا۔

جو شخص گواہی دینے یا بحث کرنے میں خود کو نااہل سمجھتا ہو اس کے لئے خداوند پر ایسا انحصار کرنا کوئی بری بات نہیں۔ اس کے لئے یہ کہنا نہایت دانائی ہے کہ "میں آپ کے سارے سوالوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ لیکن میں آپ کا تعارف ایک ایسی ہستی (خداوند) سے کرا سکتا ہوں جس کے پاس جواب ہیں۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ اس اتوار گرجے آئیں۔ میں صبح ۸ بجے آپ کو لینے آؤں گا۔"

فلپس کی حکمت عملی فائدہ مند ثابت ہوئی۔ نتن ایل قائل ہو گیا کہ یسوع ہی مسیح موعود ہے۔ اندریاس، پطرس اور غالباً اس وقت تک یوحنا بھی ایمان لا چکا تھا۔ اس لئے تعجب نہیں ہوتا کہ فہرستوں میں فلپس کو پانچویں اور نتن ایل کو چھٹے نمبر پر رکھا گیا ہے۔ تینوں اناجیل (متی ۱۰ : ۳، مرقس ۳ : ۱۸، لوقا ۶ : ۱۴) میں یہی نظر آتا ہے۔ بعد میں جب رسول دو دو ہو کر گئے تو غالباً فلپس اور نتن ایل کو جوڑا بنایا گیا۔

پانچ ہزار کو کھلانے میں عملی اقدام (یوحنا ٦ : ٥ - ١٤)

تقریباً ١٩٠٠ء کا واقعہ ہے کہ ریاست روہائیو کے شہر ڈیٹن میں ایک پاسٹر نے ایک مقالہ پڑھا جس میں پیشین گوئی کی کہ ایک دن انسان ہوا میں اڑیں گے۔ مقالے کے ساتھ ایک اڑنے والی مشین کے کچھ خاکے تھے جو لیونارڈو ڈونشی نے بنائے تھے۔ پاسٹر اس بات پر ناراض تھا کہ انسان وہ کام کرنے کی کوشش کر رہا ہے جو بظاہر خدا کے ارادے کے مطابق نہیں۔ اس لئے اس نے آئندہ کئی برس یہ ثابت کرنے کی کوشش میں گزار دیئے کہ انسان نہ اڑ سکتا ہے' نہ کبھی اڑے گا۔ اسی دوران اسی شہر کے دو لڑکے (ہوائی جہاز کے موجد دو بھائی رائیٹ آرول اور ولبر رائیٹ) اس کے مخالف مفروضے پر کام کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ آج ڈیٹن کا ایک ہوائی اڈا رائیٹ برادران کے نام سے نامزد ہے۔ لیکن اس پاسٹر کا نام کسی کو یاد نہیں۔ کسی نے اس پاسٹر کو "فلپس" کا لقب دے دیا ہے کیونکہ اس نام کا رسول حل نکالنے کی بجائے مشکلیں اور رکاوٹیں گنوانے میں تیز تھا۔ پانچ ہزار کو کھلانے کا واقعہ اسی بات کی نشاندہی کرتا ہے۔

فلپس نے حساب کتاب کیا : ایک دن ہزاروں لوگ یسوع کے پیچھے پیچھے رہے۔ ان کو دیکھ کر یسوع نے فلپس سے کہا "ہم ان کے کھانے کے لئے کہاں سے روٹیاں مول لیں؟" وہ جانتا تھا کہ میں کیا کرنے کو ہوں مگر فلپس کو آزمانے کے لئے یہ بات کہی۔ فلپس اس امتحان میں ناکام رہا۔ اس نے حساب لگایا کہ اس بھیڑ کے لئے کم سے کم دو سو دینار کی روٹیاں درکار ہوں گی تاکہ ہر ایک کو تھوڑی تھوڑی مل جائے۔ ایک دینار ایک

مزدور کی ایک دن کی اجرت تھی۔ اس لئے فلپس کا جواب دراصل کچھ یوں تھا کہ "سال بھر کی تنخواہ چاہئے جس سے اتنی روٹیاں آجائیں گی کہ ہر ایک کو دو چار نوالے مل جائیں! اور اگر ہمارے پاس اتنی رقم ہو بھی تو اتنے تھوڑے وقت میں اتنی روٹیاں مہیا کہاں سے ہوں گی؟"

اس کے منطقی ذہن نے ضرورت کے مطابق حساب کتاب کر لیا۔ آج بھی فلپس کے ذہن کا شخص عملی افادیت پر نظر رکھتا ہے۔ وہ سلیقے اور قرینے سے کام کرتا اور پھونک پھونک کر قدم رکھتا بلکہ تقریباً میکانکی انداز میں سب کچھ کرتا ہے۔ وہ ہر وقت بنیادی باتوں کی تفتیش میں دو جمع دو میں مصروف رہتا ہے۔ وہ اکثر یہی کہتا ہے کہ "ہم نے پہلے تو کبھی ایسا نہیں کیا" یا "یہ کام نہیں ہو سکتا۔"

فلپس نے بغیر ایمان کے حساب کتاب لگایا : فلپس کی نظر محدود تھی۔ وہ ثبوتوں اور تخمینوں پر انحصار کرتا تھا۔ وہ بھول گیا کہ خداوند ہر بحران کو حل کرنے پر تیار ہوتا ہے۔ اسے کبھی خیال نہ آیا کہ ہزاروں کو کھلانے کے لئے الٰہی قدرت بھی موجود ہے۔ اس کے نزدیک یہ روپے پیسے کا معاملہ تھا۔ اس کے میلان طبع میں معجزوں کی گنجائش نہ تھی۔ وہ اعداد و شمار پر اتنا انحصار کرتا تھا کہ کسی قسم کا خطرہ مول لینے پر آمادہ نہیں ہو سکتا تھا۔

یسوع فلپس کی تربیت ایمان کی راہ پر کرنا چاہتا ہے اور اسی کے پیش نظر اس نے اس سے ہجوم کے لئے روٹیوں کے بارے میں پوچھا۔ جب فلپس نے انسانی سوچ کا جواب دیا تو یسوع اندریاس کی طرف متوجہ ہوا جو ایک لڑکے کے ساتھ وہاں کھڑا تھا۔ لڑکے کے ہاتھ میں کھانے کی ٹوکری

تھی۔ اندریاس کا جواب فلپس کی کم نظری سے کیسا مختلف اور تازگی بخش تھا کہ "یہاں ایک لڑکا ہے جس کے پاس جو کی پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں ہیں۔ مگر یہ اتنے لوگوں میں کیا ہیں؟" (یوحنا ۶ : ۹)۔ اندریاس کا ایمان اگرچہ ابھی بالکل ہی ابتدائی مراحل میں تھا، لیکن اس کے جواب میں یسوع نے لڑکے کے کھانے کو اتنا بڑھا دیا کہ نہ صرف پوری بھیڑ کے لئے کافی ہو گیا بلکہ بچے ہوئے ٹکڑوں سے بارہ ٹوکریاں بھر گئیں۔

امید ہے کہ اس واقعہ کے بعد فلپس نے حساب کتاب میں خدا کو شامل کرنا سیکھ لیا ہو گا : فلپس دل کی گہرائیوں سے شرمسار ہوا ہو گا۔ "مجھے معلوم ہونا چاہئے تھا کہ جو طوفان کو تھما سکتا، بیماروں کو شفا دے سکتا اور پانی کو مے بنا سکتا ہے، وہ ہجوم کو بھی سیر کر سکتا ہے۔ میں نے کیوں نہ کہا کہ "خداوند اس بھیڑ کو کھانا کھلانا تیرے لئے کوئی مسئلہ نہیں۔ میں نے ایمان کیوں نہ رکھا؟"

اس روز فلپس نے اپنی انسانی سوچ کے بارے میں ضرور کچھ سیکھا ہو گا۔ لیکن یہ بھی سیکھا کہ اگر تھوڑے میں خدا موجود ہو تو وہ بہت ہوتا ہے۔

کلیسیا کو ایسے محتاط لیڈروں کی ضرورت ہے تاکہ احمقانہ، بے سوچے اور نامناسب خیالات کا تدارک کیا جائے جو بجٹ کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔ مگر کلیسیا کو ایسے مردان ایمان کی بھی ضرورت ہے جن کے وسیلے سے زیادہ بڑی خدمات پایہ تکمیل کو پہنچ سکیں۔ ایمان کے بغیر سیالکوٹ کونشن بلکہ پنجاب کی کلیسیا کا وجود تک نہ ہوتا۔

حسابی کتابی اور قدامت پسند ذہن کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ دل میں جوش و جذبہ بھی نہیں۔ اور نہ تحقیق میں پوری مین میخ سے خودبخود ظاہر

ہوتا ہے کہ ایمان نہیں ہے۔ فلپس منطقی ذہن رکھتا تھا۔ لیکن اس کے دل میں محبت اور گرمجوشی تھی کہ وہ بھیڑ کو کھانا کھلانا چاہتا تھا لیکن سمجھ نہ سکا کہ یہ کام ہو گا کیسے۔ اسے "ناممکن" کا احساس تھا۔ اس کے بدلے اسے خدا کے وسیلے سے "ممکن" کا احساس حاصل کرنے کی ضرورت تھی۔

اکثر و بیشتر ہم حساب کتاب میں خدا کو شامل نہیں کرتے۔ جب بنی اسرائیل بحیرۂ قلزم کے کنارے پہنچے تو دونوں طرف سے گھرے ہوئے تھے۔ مصری فوجیں ان کے تعاقب میں تھیں۔ سب کچھ ناممکن دکھائی دیتا تھا۔ "لیکن خدا" نے پانی کو دو حصے کر دیا اور ان کو حفاظت سے پار لے آیا (خروج ۱۴ : ۸ - ۳۱)۔ پطرس قید خانے میں تھا۔ اگلی صبح اسے قتل کیا جانا مقرر ہو چکا تھا۔ لگتا تھا کہ اس کے لئے سب کچھ ختم ہو چکا ہے۔ "لیکن خدا" نے اس کی زنجیریں توڑ دیں اور قیدخانے کا پھاٹک کھول کر اسے آزاد کر دیا (اعمال ۱۲ : ۱ - ۱۰)۔ ہو سکتا ہے حالات ہمارے نزدیک بھی ناممکن ہوں "لیکن خدا" کے لئے سب کچھ ممکن ہے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ ہم اپنے حساب کتاب میں خداوند کو شامل رکھیں۔

یونانیوں کا خیرمقدم کرنے میں پس و پیش (یوحنا ۱۲ : ۱۹ - ۲۲)

لعزر کے جلائے جانے کے بعد فریسی بڑبڑانے لگے کہ "دیکھو جہان اس کا پیرو ہو چلا" (یوحنا ۱۲ : ۱۹)۔ پھر یہ بتانے کو کہ یسوع کی شہرت کتنی دور دور تک پھیل گئی تھی یوحنا کہتا ہے کہ "جو لوگ عید میں پرستش کرنے آئے تھے، ان میں بعض یونانی تھے" (آیات ۲۰)۔ عید فسح کے لئے آنے

والے یہ زائرین سچے متلاشی تھے۔ وہ سقراط، افلاطون اور ارسطو کی نسل سے تھے اور ان فلاسفروں کے اکثر مقولے سچائی کی جستجو کے لئے دل کی پکار ہیں۔

یہ یونانی اس مشہور استاد کی باتیں سننے کو بھیڑ کی ایک طرف کھڑے تھے۔ اب انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس ہستی سے مل کر بات چیت کرنی چاہئے۔ لیکن کیسے؟ اس کے کسی شاگرد کی مدد سے؟ انہوں نے فلپس کا انتخاب کیا۔ کیا اس لئے کہ فلپس یونانی نام کا حامل تھا؟ یا وہ اس سے پہلے جان پہچان رکھتے تھے؟ اس لئے کہ وہ فلپس کے آبائی گاؤں بیت صیدا سے آئے تھے؟ یونانیوں نے فلپس سے مل کر درخواست کی "جناب، ہم یسوع کو دیکھنا چاہتے ہیں" (آیت ۲۱)۔

لیکن فلپس ان کو سیدھا یسوع کے پاس نہیں لے گیا۔ اسے ابھی سوچنے کی ضرورت تھی۔ پریشانی یہ تھی کہ یہ مرد یہودی نہیں تھے۔ کیا ایک دفعہ یسوع نے شاگردوں سے نہیں کہا تھا کہ "اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا" (متی ۱۰ : ۶)۔ یہ ملاقاتی تو غیر ملکی، اجنبی، غیر قوم تھے۔ ساریوں سے بھی ایک درجہ نیچے تھے۔ کیا یسوع پسند کرے گا کہ ان کو اس کے پاس لاؤں؟ فلپس دل میں یہی سوچ رہا تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ فلپس اپنے آپ کوئی اقدام نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ پس و پیش میں پڑ گیا کہ ان غیر لوگوں کو استاد کے پاس لے جانا مناسب ہو گا یا نہیں۔ چنانچہ وہ پختہ طبیعت اندریاس سے صلاح کرنے آیا۔ "اندریاس ہمیں سوچ سمجھ کر کچھ کرنا چاہئے۔ ہمیں جلدبازی سے کام نہیں لینا چاہئے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا یسوع یہ بات منظور کرے گا؟" نتن ایل کو خداوند کے پاس لانا اور بات تھی کیونکہ وہ یہودی تھا۔ لیکن غیر قوم کے افراد کو لانا

بالکل فرق بات تھی۔

اندریاس کو پس و پیش کرنا پسند ہی نہیں تھا۔ اس نے فلپس سے کہا ہو گا "کیا تم نہیں جانتے کہ خداوند ان باتوں سے بالاتر ہے؟ وہ کبھی کسی کو نہیں دھتکارتا۔ کیا تمہیں **سوروفینیکی** عورت یاد نہیں؟ یا وہ سامری؟ اب یہ یونانی آئے ہیں۔ کیا خداوند بتاتا نہیں کہ خدا ساری دنیا سے محبت رکھتا ہے؟ اس سے تو اس کی حقیقی حوصلہ افزائی ہو گی!"

فلپس ہچکچاتا ضرور تھا لیکن ضدی نہیں تھا۔ وہ اندریاس کے ساتھ چل پڑا کہ یسوع کو بتایا جائے۔ پاک کلام میں درج بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یسوع نے ان یونانیوں سے بات چیت کی۔ ان کو حیرت انگیز تعلیم سننے کا موقع ملا جس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ "جو اپنی جان کو عزیز رکھتا ہے وہ اسے کھو دیتا ہے۔ اور جو دنیا میں اپنی جان سے عداوت رکھتا ہے، وہ اسے ہمیشہ کی زندگی کے لئے محفوظ رکھے گا . . . اور میں اگر زمین سے اونچے پر چڑھایا جاؤں گا تو سب کو اپنے پاس کھینچوں گا" (یوحنا ۱۲ : ۲۵، ۳۲)۔

فلپس کی تجزیہ نگار روح شاید گلیل یا یروشلیم میں تو آگ نہ لگا سکی۔ لیکن درست سمت میں راہنمائی کو قبول کرنے پر ہمہ وقت رضامندی نے اس کے اپنے دل میں ایک آگ ضرور روشن کر دی۔ غالباً فلپس کو معلوم تھا کہ مجھ میں جھجک کی کمزوری ہے اور مجھے دوسروں سے رائے لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن خداوند یسوع مسیح کی صحبت اور روح القدس کے اس کے اندر سکونت کرنے کے باعث فلپس نے اپنی خامیوں پر قابو پانے میں بلاشبہ بڑی کامیابی حاصل کی۔ جو حد سے زیادہ محتاط تھا وہ پختہ ہو کر نہایت فیصلہ کن مزاج کا مالک ہو گیا۔

عین ممکن ہے کہ ہم ارادہ اور فیصلہ کرنے میں دیر لگائیں۔ اگر فلپس شش و پنج ہی میں پڑا رہتا تو کیا ہوتا؟ وہ یونانی اپنی راہ لیتے اور یسوع سے کبھی نہ ملتے۔ بعض ایماندار بڑے بڑے موقعوں پر بھی ہچکچاتے اور پس و پیش کرتے رہتے ہیں۔ لازم تھا کہ فلپس ان یونانیوں کا کھلی باہوں کے ساتھ خیرمقدم کرتا اور جلدی سے یسوع کے پاس لے جاتا۔

کسی دوسری معاشرت سے تعلق رکھنے والے ایک بشارتی گروپ نے ایک کلیسیا سے درخواست کی کہ اتوار کی سہ پہر کو جب آپ کی عبادت کا وقت نہیں ہوتا ہمیں عبادت کے لئے ایک کمرہ استعمال کرنے کی اجازت دیں۔ بورڈ اس شش و پنج میں پڑ گیا کہ کیا ہمارے لوگ پسند کریں گے کہ اور کوئی گروپ ہماری خوبصورت عمارت میں باقاعدہ عبادت کیا کرے۔ جب انہیں فیصلہ کرنے میں بہت دیر ہوئی تو "اجنبی" کسی دوسری جگہ چلے گئے جہاں ان کا گرم جوشی سے خیرمقدم کیا گیا۔

کئی کلیسیائیں ان لوگوں سے بہت سردمہری سے پیش آتی ہیں جو پہلی مرتبہ ان کی عبادت میں شریک ہوتے ہیں۔ وہ گویا کہتے ہیں "ہم یسوع کو دیکھنا چاہتے ہیں۔" لیکن ان کو دور بھگانے والی نظریں جواب دیتی ہیں "تم ہماری اس خوبصورت عمارت میں کیا کر رہے ہو؟" نئے لوگ انتظار کرتے ہیں کہ کوئی ہمیں دعوت دے، خوش آمدید کہے۔ خبردار، دعوت دینے کا کام اندریاس پر نہ چھوڑ دیں۔

باپ کو دیکھنے میں سستی (یوحنا ۱۴ : ۸-۱۱)

یسوع نے شاندار اعلان کیا کہ باپ کے پاس جانے کا واحد راستہ میں

ہوں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کہا "اگر تم نے مجھے جانا ہوتا تو میرے باپ کو بھی جانتے۔ اب اسے جانتے ہو اور دیکھ لیا ہے" (یوحنا ۱۴ : ۷)۔

فلپس کے منطقی اور تجزیہ نگار ذہن کے مطابق 'باپ' کوئی دور دراز دھندلا سا ہیولیٰ تھا۔ چنانچہ اس نے کہا "اے خداوند! باپ کو ہمیں دکھا۔ یہی ہمیں کافی ہے" (آیت ۸)۔

بذات خود یہ درخواست بالکل سچی اور مخلصانہ لگتی ہے۔ مگر دوسرے پہلوؤں سے فلپس کی خواہش ناقص ہے۔ اول، اس نے یہ خام خیال پیش کیا کہ باپ جسمانی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے یعنی خارجی اور دیدنی چیز کی صورت میں آسکتا ہے۔ دوم، کہ باپ کا صرف ایک ہی ظہور اس کے وجود کے تمام کمال اور عجب کو ظاہر کرنے کے لئے "کافی" ہوگا۔ سوم، فلپس کی درخواست سے ظاہر ہو گیا کہ یسوع کے ساتھ تین برس رہ کر بھی اس کی (اور دوسروں کی) سمجھ کتنی ناقص تھی۔ وہ تین سال اس کے ساتھ ساتھ رہے اور اس کے جلال کو نہ سمجھے۔ یسوع نے خدا کے بارے میں اتنی تعلیم دی تھی لیکن وہ ابھی تک ان کے نزدیک بھید ہی رہی۔ فلپس کا عام سمجھ والا ذہن ابھی تک دھندلکوں میں تھا۔ چنانچہ اس نے باپ کو دیکھنے کی درخواست کی۔

یسوع کے شاگرد ابھی تک ذہنی بندھنوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ وہ اس کی باتیں سمجھنے میں سست تھے۔ یسوع اگرچہ ان سے مایوس ہو جاتا تھا مگر صبر کرنا اس کی خصوصیت تھی۔ چنانچہ اس نے جواب دیا "اے فلپس! میں اتنی مدت سے تمہارے ساتھ ہوں۔ کیا تو مجھے نہیں جانتا؟ جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا۔ تو کیونکر کہتا ہے کہ باپ کو ہمیں دکھا؟ کیا تو

یقین نہیں کرتا کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے؟ یہ باتیں جو میں تم سے کہتا ہوں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ باپ مجھ میں رہ کر اپنے کام کرتا ہے" (آیات ۹ - ۱۰)۔

دوسرے لفظوں میں فلپس " تو حد سے زیادہ محتاط رہا ہے۔ کیا تو نے مجھے کام کرتے نہیں دیکھا ؟ یاد کر کہ کس طرح میں نے بھیڑ کو کھلایا تھا۔ اور بیماروں کو شفا دی ہے۔ جب تو نے میری باتیں سنیں یا میرے معجزے دیکھے تو تو خدا کو سن اور دیکھ رہا تھا۔"

یقیناً اس درخواست کے لئے ہم فلپس کے احسان مند ہیں، کیونکہ یسوع کے جواب میں مسیحی ایمان کی ایک مرکزی حقیقت کی تصدیق پائی جاتی ہے، یعنی یہ کہ یسوع الٰہی ذات ہے۔یسوع میں خدا کام کرتا ہے۔ یسوع میں خدا کے اپنے فرزندوں کے لئے منصوبے ظاہر ہوئے ہیں۔ یسوع کے نمونے کی پیروی کرنا خدا کی راہ پر چلنا ہے۔

اگرچہ فلپس سمجھنے میں ست تھا لیکن روحانی حقیقت کی تفتیش کرنے اور اس کی جستجو میں سچے دل سے مصروف رہتا تھا۔ اس نے اپنے منطقی اور استدلالی ذہن کو کھولا اور اپنے سوال یسوع کے پاس لایا۔ فلپس کو یسوع میں وہ سب کچھ مل گیا جس کی اسے تلاش اور ضرورت تھی۔ ہمارا زمانہ سائنسی طریقہ کار، استدلالیت اور عملی افادیت کا زمانہ ہے۔ آج بہت سے فلپس ثبوت طلب کر رہے ہیں۔ اور یسوع مسیح ہے جو ٹھوس اور عملی جواب مہیا کرتا ہے۔ خداوند چاہتا ہے کہ ہم اپنے محدود وسائل سے آگے دیکھیں اور اس کی لامحدود و بے کراں قدرت اور حضوری پر نظریں لگائیں۔

ساتواں باب

بر تلمائی / نتن ایل ـــــ بے ریا (صاف دل)

کئی لوگ اکثر کسی تنہا اور پرسکون جگہ نکل جاتے ہیں۔ نتن ایل بھی ایک خاموش اور پرسکون جگہ جایا کرتا تھا۔ یسوع نے بتایا کہ میں نے تجھے (نتن ایل کو) "انجیر کے درخت کے نیچے" دیکھا تھا (یوحنا ۱ : ۴۸)۔ انجیر کا درخت تقریباً پندرہ (۱۵) فٹ اونچا ہوتا ہے اور اس کا پھیلاؤ پچیس (۲۵) فٹ تک ہوتا ہے۔ چونکہ اکثر مکان صرف ایک کمرے پر مشتمل ہوتے تھے اس لئے جو تنہائی چاہتے تھے وہ انجیر کے درخت کا سایہ تلاش کرتے تھے۔

یسوع کے اس شاگرد کے دو نام ہیں۔ بر تلمائی اور نتن ایل ۔ "بر" کا مطلب ہے "بیٹا۔" کچھ لوگوں کے خیال کے مطابق تلمائی تلمی سے نکلا ہے۔ تلمی وہ بادشاہ تھا جس کی بیٹی کی شادی داؤد سے ہوئی تھی اور جو ابی سلوم کی ماں تھی (۲ - سموئیل ۳ : ۳)۔ کئی علماء اس نام کو مصر کے بادشاہ "تھولمی" سے ملاتے ہیں۔ دونوں صورتوں سے یہ خیال ظاہر ہوتا ہے کہ بر تلمائی شاہی نسل سے تھا۔ مگر حقیقتاً یہ دونوں تشریحات غلط معلوم ہوتی ہیں۔

اس کے دوسرے نام " نتن ایل " کا مطلب ہے "خدا کا تحفہ"۔ ممکن ہے یہ نام اسے یسوع نے دیا ہو۔

ہم برتلمائی اور نتن ایل کو ایک ہی شخص کیوں سمجھتے ہیں؟ پہلی تین اناجیل اور اعمال کی کتاب بارہ کی فہرست میں برتلمائی کو چھٹے یا ساتویں نمبر پر لکھتی ہیں (متی ۱۰ : ۳؛ مرقس ۳ : ۱۸؛ لوقا ۶ : ۱۴؛ اعمال ۱ : ۱۳) لیکن نتن ایل کا کوئی ذکر نہیں۔ یوحنا کی انجیل برتلمائی کا نام نہیں لیتی، مگر رسولوں کے گروہ میں نتن ایل کو شامل کرتی ہے اور پہلے باب میں اس کے لئے سات آیات (۴۵ - ۵۱) وقف کرتی اور آخری باب میں اسے رسول فرض کرتی ہے جو قانائے گلیل سے تھا اور غالباً ماہی گیر تھا (۲۱ : ۲)۔ اگر برتلمائی اور نتن ایل دونوں بارہ کے حلقے کے نام ہیں تو ان سے مراد ایک ہی شخص ہے۔

سب سے اہم دلیل یہ ہے کہ برتلمائی / نتن ایل اور فلپس کا تعلق بہت قریبی ہے۔ تین فہرستوں میں برتلمائی کو فلپس کے ساتھ رکھا گیا ہے۔ پھر یوحنا کے بیان کے مطابق فلپس تھا جو نتن ایل کو یسوع کے پاس لایا تھا۔ برتلمائی / نتن ایل فلپس کا دوست تھا۔

روایت کہتی ہے کہ نتن ایل نے فروگیہ، ہیراپلس اور آرمینیا میں اور شاید برصغیر پاک و ہند میں بھی انجیل کی منادی کی۔ ایک داستان کہتی ہے کہ اسے گرزوں سے مارا گیا، زندہ کی کھال کھینچی گئی اور سر کے بل صلیب دیا گیا۔ یوں اس نے جام شہادت نوش کیا۔ اس کی لاش بوری میں بند کر کے سمندر میں پھینک دی گئی۔ چونکہ کہا جاتا ہے کہ چھریوں سے اس کی کھال اتاری گئی تھی اس لئے اس کا رسولی نشان تین متوازی چھریاں ہیں۔ البتہ بعض اوقات انجیر کا درخت بھی اس کے نشان کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

نتن ایل پاک نوشتوں کی چھان بین کرتا تھا

یسوع نے نتن ایل سے کہا کہ میں نے تجھے انجیر کے درخت کے نیچے دیکھا تھا۔ اس میں مضمر مفہوم یہ ہے کہ "میں نے تجھے اپنی خاموشی اور تنہائی کی جگہ مطالعہ، دعا اور گیان دھیان میں مصروف دیکھا تھا۔" نتن ایل کے دوست جانتے تھے کہ اگر وہ اپنی کشتی میں نہیں تو اپنے باغ میں ملے گا۔

گیان دھیان : یسوع جانتا تھا کہ نتن ایل غور و خوض کرنے والا شخص ہے۔وہ جانتا تھا کہ یہ بے ریا (جس میں مکر نہ ہو) شخص گھنٹوں ایک انجیر کے درخت کے نیچے گزارنے کا عادی ہے۔ اس پرسکون اور خاموش جگہ نتن ایل کی روح تازگی پاتی اور اس کا کردار مضبوط ہوتا تھا۔

ہمارا زمانہ شور وغل کا زمانہ ہے۔ نوعمر بچے ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر پوری آواز سے بجاتے ہیں اور گھر میں داخل ہوتے ہی ٹیلی وژن چلا دیتے ہیں۔

ہمارا زمانہ تیزی کا زمانہ بھی ہے ---- ہر کام میں جلدی اور تیز رفتاری ---- ہمیں بہت سے انجیر کے درختوں کی ضرورت ہے۔ ہر شخص کو کوئی جگہ مخصوص کرنی چاہئے جہاں جا کر وہ گیان دھیان کرے، دعا مانگے۔ اضحاق شام کے وقت باہر کھلے میدان میں نکل جاتا تھا۔ ایلیاہ ایک غار میں بیٹھ کر خدا سے بات چیت کرتا تھا۔ یسوع گتسمنی باغ میں جایا کرتا تھا۔ آگستین اپنی تصنیف "اعترافات" میں بڑی وضاحت سے بیان کرتا ہے کہ میں ایک طویل عرصے تک خدا سے بات چیت کرنے کو ٹالتا رہا، مگر خدا کے ہاتھ نے مجھے پکڑ لیا۔ پھر میں نے ایک خفیہ جگہ تلاش کی۔ "میں انجیر کے ایک درخت کے نیچے جا پڑا اور آنسوؤں کو خوب بہنے دیا۔ میری آنکھوں سے

سیلاب جاری ہو گیا 'تیرے لئے مقبول قربانی'۔"

دعا : اس انجیر کے درخت کی چھاؤں نتن ایل کے لئے دعا کی جگہ تھی۔ دعا کائنات میں سب سے بڑی قوت ہے۔ وہ ہمیں خدا کے ساتھ ایک کر سکتی اور اس مایوس دنیا میں خدا کی قدرت کو بروئے کار لاسکتی ہے۔ افسوس کہ بہت سے مسیحی اس قدرت سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

ایک حقیقی اور ٹھوس دعائیہ زندگی کے لئے ہمارے سامنے کوئی مقصد ہونا چاہئے جس کے لئے دعا مانگی جائے۔ اور پھر خاموش اور پرسکون جگہ ہونی چاہئے تاکہ دعا میں خلل پیدا نہ ہو۔ دعا میں کیا باتیں ہوں؟ ایک رائے تو یہ ہے کہ پندرہ منٹ کا وقت ہو۔ اسے پانچ پانچ منٹ کے تین وقفوں میں بانٹ لیں۔ پہلے پانچ منٹ میں خدا کی حمد و ستائش کریں۔ اگلے پانچ منٹ میں فوری اور قریبی ضروریات کے لئے دعا مانگیں مثلاً خاندان، دوست، کلیسیا اور قوم کے لئے۔ آخری پانچ منٹ میں خاص خاص ممالک اور ان میں بشارت کے لئے دعا مانگیں۔

دعا کی جگہ گھر میں کہیں بھی ہو سکتی ہے جہاں خلوت میسر ہو۔ کئی خاندان ایک کمرہ مخصوص کر دیتے ہیں۔ ایک خاندان نے بچت کر کے کمرے میں سستا سا قالین بچھا لیا اور دیواروں پر لکڑی کے تختے لگوا لئے۔ اس طرح سفارشی مناجات کے لئے سازگار ماحول تیار ہو گیا۔ ایک اور خاندان نے اپنے عقبی صحن میں چھوٹا سا چیپل بنوایا جہاں خاندان کے افراد "فرداً فرداً" یا سارے مل کر عبادت کے لئے جا سکتے اور گیان دھیان اور دعا کر سکتے تھے۔

مطالعہ بائبل : نتن ایل صرف گیان دھیان اور دعا ہی نہیں بلکہ اس

سے آگے بھی کچھ کرتا تھا۔ وہ پرانے عہدنامہ میں مسیح موعود کے بارے میں تحقیق کرتا تھا۔ وہ پاک نوشتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔

فلپس نے خداوند سے ملنے کے بعد نتن ایل کو ڈھونڈا اور اس سے کہا "جس کا ذکر موسیٰ نے توریت میں اور نبیوں نے کیا ہے وہ ہم کو مل گیا۔ وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے" (یوحنا ۱ : ۴۵)۔ فلپس کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دونوں مسیح موعود کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے توریت اور نبیوں کا گھنٹوں مطالعہ کیا کرتے تھے۔

جب فلپس نتن ایل کو ڈھونڈنے نکلا تو پہلے اسے گھر میں تلاش کیا ہو گا، مگر وہ اسے انجیر کے درخت کے نیچے ملا۔ وہ گھٹنوں پر پرانے عہدنامے کا کوئی حصہ رکھے مسیح موعود کی آمد پر غور کر رہا ہو گا۔ نتن ایل کی طرح ہمیں بھی خدا کے کلام کے مطالعہ کا شوق ہونا چاہئے۔

افسوس کہ آج نوشتوں کو بری طرح نظرانداز کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جو لوگ بائبل مقدس کا مطالعہ کرتے بھی ہیں بعض اوقات صرف خاص خاص حصے ہی پڑھتے ہیں مثلاً زبور ۲۳، نیک سامری کی کہانی یا محبت کا باب (۱۔ کرنتھیوں ۱۳ باب)۔

چونکہ بائبل مقدس دنیا میں سب سے زیادہ بکنے والی کتاب ہے، ہمیں اس کو بہت تجسس کے باعث ہی پڑھ لینا چاہئے۔ پھر اسے اس کی ادبی و علمی قدر و منزلت کے باعث بھی پڑھنا چاہئے کہ اپنی معاشرت کو سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے۔

لیکن بائبل مقدس کو پڑھنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب اس درمیانی اور فدیہ دینے والے کا بیان کرتی ہے جس کے وسیلے سے خدا

کے ساتھ ہمارا تعلق درست اور قائم ہوتا ہے۔ "تم کتاب مقدس میں ڈھونڈتے ہو . . . اور یہ وہ ہے جو میری گواہی دیتی ہے" (یوحنا ۵ : ۳۹)۔

حناہ اور شمعون کی طرح نتن ایل بھی مسیح موعود کے بارے میں وعدوں پر یقین رکھتا تھا۔ وہ مسیح کی تلاش میں تھا۔ اور جب خدا کا بیٹا آیا تو اس نے اسی لئے اسے پہچان لیا کہ خدا کے کلام سے اس کے بارے میں جانتا تھا۔

نتن ایل نے اپنی شک پرستی کو تسلیم کیا

فلپس نے بڑے شوق سے بتایا کہ ہمیں مسیح موعود مل گیا ہے۔ اس پر نتن ایل نے سوال اٹھایا کہ "کیا ناصرت سے کوئی اچھی چیز نکل سکتی ہے؟" (یوحنا ۱ : ۴۶)۔

نوشتوں کے اپنے مطالعہ کے مطابق نتن ایل توقع کرتا تھا کہ مسیح موعود ناصرت سے نہیں آسکتا۔ کیا یہ عظیم تر فاتح شاہانہ پوشاک پہنے یروشلیم سے نہیں آئے گا؟یا شاید بیت لحم سے آئے کیونکہ میکاہ نبی نے پیشین گوئی کی تھی کہ وہ بیت لحم میں پیدا ہوگا۔ غالباً نتن ایل اور دوسرے شاگرد یسوع کے ناصری پس منظر کو اس وقت نہ سمجھے جب تک اس نے مردوں میں سے جی اٹھنے کے بعد بالاخانے میں پرانے عہدنامہ کی پیشین گوئیاں ان کو نہ سمجھائیں (متی ۲ : ۲۳، لوقا ۲۴ : ۴۴ - ۴۸)۔

یہاں یہ کہنا بھی بجا معلوم ہوتا ہے کہ عین ممکن ہے کہ غیر مسیحی کلیسیا کے بارے میں بھی ایسا ہی خیال کرتے ہوں۔ مسیحی کہلانے والوں کے گفتار اور کردار میں تضاد دیکھ کر ـــــ مثلاً بے ایمانی، ظلم اور بداخلاقی

ـــــ غیرایماندار لوگ صاف صاف پوچھتے ہیں "کیا کلیسیا سے کوئی اچھی چیز نکل سکتی ہے؟" دراصل بعض کلیسیائیں مسیح کی ایک مسخ شدہ اور مضحکہ خیز تصویر پیش کرتی ہیں۔ اس لئے لوگ حقیقی مسیحیت سے تعصب کرنے لگتے ہیں۔

لیکن نتن ایل اپنی شک پرستی میں دیانتدار تھا۔ اس کے مطالعہ نے اسے ہلکا سا اشارہ بھی نہیں دیا تھا کہ مسیح موعود ناصرت سے آئے گا۔ اسی طرح بہت سے لوگ مسیحیت کے بارے میں تعصب رکھتے ہیں اس لئے کہ بائبل مقدس کو پورے طور پر نہیں سمجھتے۔ یا تو انہوں نے پاک نوشتوں کو کافی نہیں پڑھا ہوتا یا ان کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنی بے یقینی میں مخلص ہوتے ہیں۔

دیانتدارانہ شک روشنی اور سچائی کے لئے راہ کھول دیتا ہے۔ نتن ایل نے یسوع کے بارے میں جو بات کہی اس کے دو تین سالوں کے بعد یسوع کے مخالفوں نے بھی کہا تھا کہ "تلاش کر اور دیکھ کہ گلیل میں سے کوئی نبی برپا نہیں ہوگا" (یوحنا ۷ : ۵۲)۔ ان کے تعصب نے ان کو اندھا کر دیا تھا۔ وہ اس کی شان، جلال اور دعووں کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اس کو رد کر دیا۔ ان کے برعکس نتن ایل کے شک کرنے میں ریا اور مکر نہیں تھا۔ اس لئے مزید تحقیق اور روشنی کی راہ کھل گئی۔ اس کا کھلا ذہن اخلاقی دیانت کا ثبوت ہے۔

جب فلپس نے نتن ایل کا اعتراض سنا کہ مسیح موعود ناصرت سے نہیں آسکتا تو اس نے دلیل بازی میں وقت ضائع نہیں کیا بلکہ اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے صرف اتنا جواب دیا کہ "چل کر دیکھ لے"

(۱ : ۴۶)۔

نتن ایل تفتیش کرنے پر آمادہ تھا۔ آخر اس "مسیح موعود" نے فلپس کو قائل کر لیا تھا' جو کہ نتن ایل کا قریبی دوست تھا۔ بے ریا دل واقعی جا کر دیکھنا چاہتا ہے۔ چنانچہ نتن ایل چل پڑا۔

نتن ایل کی عظیم دریافت

دونوں دوست اس جگہ کی طرف چل پڑے جہاں فلپس یسوع کو چھوڑ کر آیا تھا۔ فلپس فکرمند تھا۔ نتن ایل کو کچھ شوق تھا۔ اس پر تعجب خیز انکشاف ہونے والا تھا۔ پاک کلام کہتا ہے کہ "یسوع نے نتن ایل کو اپنی طرف آتے دیکھ کر اس کے حق میں کہا دیکھو! یہ فی الحقیقت اسرائیلی ہے۔ اس میں مکر نہیں" (یوحنا ۱ : ۴۷)۔ یہاں نتن ایل کا کردار ایک جملے میں ہمارے سامنے کھول کر رکھ دیا گیا ہے۔

فی الحقیقت اسرائیلی : پولس رسول کے مطابق اسرائیل میں دو قسم کے فرزند تھے یعنی جسمانی فرزند اور وعدہ کے فرزند (رومیوں ۹ : ۶ - ۸)۔ جسمانی فرزندوں میں وہ روحانی ایمان نہیں تھا جو ان کے باپ دادا میں تھا جو ابرہام کے ایمان پر چلتے تھے اور جو مسیح کی آمد سے پہلے بڑے اشتیاق سے مسیح موعود کی آمد کے منتظر تھے۔ "دیکھو! یہ فی الحقیقت اسرائیلی ہے۔" صرف نام کا یا جسمانی لحاظ سے نہیں بلکہ روحانی لحاظ سے' خدا میں زندہ' ایک سچا ایماندار جیسا کہ خدا سارے بنی اسرائیل کو دیکھنا چاہتا ہے۔

کیسی اچھی بات ہو کہ آج کے نام کے مسیحیوں کے بارے میں کہا جائے کہ "صرف بپتسمہ یافتہ نہیں' صرف کلیسیا کے رکن نہیں بلکہ نئی

پیدائش یافتہ ایماندار۔"

اس میں مکر نہیں : کیسی عمدہ تعریف ہے۔ یعقوب سے بالکل مختلف۔ نتن ایل میں فریب یا دھوکے بازی کا نشان تک نہ تھا۔ وہ بالکل شفاف تھا۔ ریاکاری یا چھل سے بالکل پاک۔ وہ آپ کے ہر فقرے کا نفسیاتی تجزیہ نہیں کرتا۔ نہ در پردہ کا مطلب تلاش کرتا ہے۔ اس کی بچکانہ سادگی کے باعث لوگ اس کو داؤ لگا جاتے تھے۔ شاید وہ کامیاب تاجر نہ بن سکتا۔ لیکن آسمانی حساب کتاب کے مطابق اس کی قسمت اسے 'بیش بہا موتی' تک لے آئی تھی۔

یہی یسوع جو بڑے غصے سے فریسیوں کی ریاکاری کو بے نقاب کرتا تھا اور ان کے پرشور مکر و فریب کو رد کرتا اور سب کو بتاتا تھا وہی یسوع نتن ایل کے کردار کی قدر و قیمت کا اعلان کرتا ہے کہ اس میں نہ بہانہ سازی ہے نہ کوئی خفیہ نیت۔

نتن ایل کو دھچکا لگا۔ یسوع کی تعجب خیز حضوری میں آتے ہی اس کے وہ سارے سوال کافور ہو گئے جو وہ یسوع سے پوچھنے کے لئے راستے میں سوچتا آیا تھا۔ حیران ہو کر اور بغیر ریاکاری کے اس نے پوچھا "تو مجھے کہاں سے جانتا ہے؟" (یوحنا ۱ : ۴۸)۔

مسیح موعود کے جواب نے ہر قسم کے شک کو دور کر دیا۔ "اس سے پہلے کہ فلپس نے تجھے بلایا جب تو انجیر کے درخت کے نیچے تھا میں نے تجھے دیکھا" (آیت ۴۸)۔ مسیح ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ وہ جانتا تھا کہ فلپس کے پہنچنے سے پہلے نتن ایل انجیر کے درخت کے نیچے بیٹھا غور و خوض کر رہا تھا۔ نتن ایل کو احساس ہو گیا کہ یسوع میرے خیالات کو جانتا ہے۔ وہ قائل ہو

گیا اور پکار اٹھا کہ "اے ربی! تو خدا کا بیٹا ہے۔ تو اسرائیل کا بادشاہ ہے" (آیت ۴۹)۔ گو یہ پطرس اور توما کے اقرار جیسا گہرا نہیں تو بھی بہت اچھا اقرار تھا (متی ۱۶ : ۱۶، یوحنا ۲۰ : ۲۸)۔

نتن ایل اس مخلص انسان کی مثال ہے جو ثبوت ملنے پر اپنا تعصب چھوڑ کر ایمان لے آتا اور شک پرستی سے قائلیت پر آجاتا ہے۔ میرے پاس لارڈ لٹلٹن کی تصنیف کردہ کتاب "مقدس پولس کی تبدیلی" ہے۔ لٹلٹن انگلستان کے طبقہ شرفا سے تعلق رکھتا اور اٹھارھویں صدی میں پارلیمنٹ کا رکن تھا۔ اس کتاب کے دیباچہ میں بتایا گیا ہے کہ یہ کتاب اور "مسیح کی قیامت کے بارے میں مشاہدات" نامی ایک اور کتاب کیسے لکھی گئی۔ لارڈ لٹلٹن اور اس کا ایک دوست گلبرٹ ویسٹ پورے طور پر قائل تھے کہ بائبل سچی نہیں۔ چنانچہ انہوں نے پکا ارادہ کیا کہ ہم بائبل کے جھوٹے ہونے کو بے نقاب کریں گے۔ مسیحیت کو ختم کرنے کے ارادے سے انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم بائبل مقدس کی مشہور کہانیوں کو جھوٹی ثابت کریں گے۔ لٹلٹن نے پولس رسول کی تبدیلی کے واقعہ کا انتخاب کیا اور ویسٹ نے مسیح کی قیامت کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنے کا ذمہ لیا۔ ان کے پاس کافی وقت تھا۔ وہ تعصبات کے ساتھ اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔ کچھ عرصہ بعد جب انہوں نے اپنے مختصر اور موٹے موٹے نکات کا مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ اپنے اپنے ذاتی مطالعے سے دونوں ہی قائل ہو چکے ہیں کہ بائبل مقدس کے مندرجات درست اور سچے ہیں۔ ان کی تحقیق کے نتیجہ میں دو عالمانہ کتابیں تصنیف ہو گئیں اور دونوں ہی مسیحیت کا دفاع کرتی ہیں۔

نتن ایل کو بھرپور علم حاصل ہوا

بعض لوگ شاید کہیں کہ بارہ شاگردوں میں سے نتن ایل 'صوفی' کسی اور ہی دنیا کا' غیرحاضر دماغ پروفیسر جیسا شخص ہے۔ یہ بات درست ہو یا نہ ہو' یسوع نے اس سے ضرور وعدہ کیا کہ "میں نے جو تجھ سے کہا کہ تجھ کو انجیر کے درخت کے نیچے دیکھا کیا تو اسی لئے ایمان لایا ہے؟ تو ان سے بھی بڑے بڑے ماجرے دیکھے گا۔ پھر اس سے کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تم آسمان کو کھلا اور خدا کے فرشتوں کو اوپر جاتے اور ابن آدم پر اترتے دیکھو گے" (یوحنا ۱ : ۵۰ - ۵۱)۔

یسوع کس بات کی طرف اشارہ کر رہا تھا؟ کئی خیال پیش کئے جاتے ہیں۔ مثلاً یسوع کا آسمان پر جانا یا آسمان سے دوسری جلالی آمد۔ لیکن ان دونوں میں سے کوئی بھی درست معلوم نہیں ہوتا۔ غالباً یسوع یعقوب کی سیڑھی کی رویا کی طرف اشارہ کر رہا تھا جو اس نے گھر سے فرار کے دوران دیکھی تھی۔ یہ سیڑھی آسمان سے زمین تک پہنچتی تھی اور فرشتے اس پر چڑھ اور اتر رہے تھے (پیدائش ۲۸ : ۱۲)۔ غور و فکر والا مزاج رکھنے والا نتن ایل سمجھ سکتا تھا کہ یسوع اس سیڑھی کی تکمیل ہے کہ وہ اپنے فدیہ کے کام سے زمین اور آسمان کو ملا دے گا۔ جب فلپس نے نتن ایل کو یسوع کی خبر دی شاید اس وقت وہ یعقوب کی سیڑھی ہی کا واقعہ پڑھ رہا تھا۔

دوسروں کے ساتھ نتن ایل نے بھی یسوع کو معجزے کرتے' پرفضل باتیں کرتے اور گنہگاروں کو معاف کرتے دیکھا تھا۔ عجیب کام پر عجیب کام ہوتا رہا۔ بہرے سنتے' اندھے دیکھتے' گونگے بولتے' کوڑھی پاک صاف کئے جاتے' بھیڑ کو کھانا کھلایا جاتا' طوفان تھما دیا جاتا اور مردے زندہ کئے جاتے تھے۔ اگرچہ کئی بار جو کچھ وہ دیکھ رہا تھا اس کی سمجھ سے باہر تھا مگر نتن ایل

جان گیا تھا کہ میں خدا کے بیٹے کی حضوری میں زندگی بسر کر رہا، چل پھر رہا اور کھا پی رہا ہوں۔

پھر وہ رات آ گئی جس میں یسوع کو پکڑوایا گیا۔ کوڑے لگائے گئے اور پھر صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ اس وقت سے لے کر یسوع کے جی اٹھنے تک نتن ایل کا ایمان اور دوسرں کا ایمان گویا مر گیا۔ پھر یسوع جی اٹھا۔ جی اٹھنے کا معجزہ ان کے دلوں پر چھا گیا۔ اس کے باعث ان میں ایسی نئی زندگی پیدا ہوئی جس نے انہیں تحریک دی کہ خدا کی معافی کا پیغام زمین کی حدوں تک لے جائیں۔

اسی دوران کسی وقت نتن ایل پر یہ بات روشن ہو گئی کہ یسوع وہ سیڑھی ہے جس نے آسمان اور زمین کے درمیان خلیج کو عبور کر کے ممکن کیا کہ گنہگار انسان کا پاک خدا کے ساتھ میل ملاپ ہو جائے۔

انسان نے آسمان پر پہنچنے کی بہت کوششیں کی ہیں مثلاً بابل کا برج بنایا۔ انسان اپنے نیک اعمال کی اینٹیں لایا تاکہ آسمان کی طرف برج تعمیر کرے۔ لیکن ایسی کوششوں کا نتیجہ ہمیشہ ناکامی ہوا۔ نتن ایل کی سمجھ میں آنے لگا کہ خدا اپنے بیٹے میں ایک سیڑھی کھڑی کر رہا ہے۔ مسیح جو کہ بے گناہ تھا، اس نے ہمارا گناہ اپنے اوپر لے لیا۔ اس نے خلیج پر پل بنا دیا تاکہ خدا یسوع کی راست بازی کے وسیلے سے ناراست انسان تک پہنچ کر اسے قبول کر سکے۔

نتن ایل کی بصیرت آج بھی بہت اہم ہے۔ مسیح راہ، روٹی، پانی، زندگی اور سیڑھی ہے۔ کتنی بے وقوفی ہے کہ ہم اپنی ہی تدبیروں سے خدا تک پہنچنے کی کوششیں کرتے ہیں جبکہ سیڑھی پہلے ہی مہیا کر دی گئی ہے۔

ایک مذہبی شخص نے خواب میں دیکھا کہ میں آسمان تک سیڑھی بنا رہا ہوں۔ جب میں کوئی نیک کام کرتا ہوں تو سیڑھی ایک قدم اونچی ہو جاتی ہے۔ خیرات میں ایک روپیہ دیتا ہوں تو سیڑھی ایک قدم اور بڑھ جاتی ہے۔ کلیسیا میں شامل ہوا تو سیڑھی دس قدم بلند ہو گئی۔ اسی طرح سیڑھی بلند سے بلند ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ بادلوں سے اوپر نکل کر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

جب اس کی زندگی کے آخری دن آ گئے اس آدمی نے سوچا کہ سیڑھی اب تک یقیناً آسمان تک پہنچ گئی ہو گی۔ چنانچہ اس نے بڑے وثوق کے ساتھ سیڑھی کے آخری ڈنڈے سے آگے قدم رکھ دیا کیونکہ اسے خیال تھا کہ اب میں آسمان (بہشت) میں داخل ہو رہا ہوں۔ لیکن وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ چنانچہ وہ سر کے بل تباہی میں جا گرا۔ جب وہ ستاروں کے جھرمٹوں کے پاس سے گزر رہا تھا اسے بادل کی گرج جیسی آواز سنائی دی کہ "جو کوئی ... اور کسی طرف سے چڑھ جاتا ہے وہ چور اور ڈاکو ہے" (یوحنا ۱۰ : ۱)۔ وہ خواب سے جاگا تو اسے وہ آیت یاد آئی جو کہتی ہے کہ راہ یسوع ہے۔ کوئی اس کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا (۱۴ : ۶)۔

یسوع مسیح نتن ایل کی سیڑھی تھا۔ وہ آپ کی بھی سیڑھی ہے بشرطیکہ اس کا دامن پکڑ لیں۔

آٹھواں باب

توما ـــــ متجسس

عرف (پیار یا چھیڑ کے نام) خاص وجوہات کی بنا پر وجود میں آتے ہیں۔ یا تو کسی شخص میں کوئی اچھی یا بری خصوصیت ہوتی ہے یا کسی کی زندگی کے خاص واقعہ کے باعث اسے کوئی نام دے دیا جاتا ہے۔ ایسا نام ایک دفعہ پڑ جائے تو برسوں بلکہ بعض حالات میں ساری زندگی چلتا رہتا ہے۔

چونکہ توما کو " شکی " کا نام دیا جاتا ہے اس لئے ہم اس خطرے میں ہیں کہ اسے زیادہ ہی عیب دار کردار کا مالک سمجھنے لگیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اس نے مسیح کے جی اٹھنے کا ثبوت طلب کر کے کہا کہ جب تک میں اس کے ہاتھوں اور پسلی کے زخموں میں انگلی ڈال کر نہ دیکھ لوں ہرگز یقین نہ کروں گا۔ لیکن اس واقع کے باعث ہم اسے یہ نام دینے میں حق بجانب نہیں ہیں جو صدیوں سے اس کے سات چمٹا ہوا ہے۔

بے شک اس کے عرف میں کچھ حقیقت کا عنصر بھی ہے۔ لیکن ہماری سوچ کو غلط سمت میں بھی موڑ دیتا ہے۔ اگر "شک" ہی توما کی نمایاں خصوصیت تھی تو یہ شک پراخلاص شک تھا۔ اس کا ذہن متجسس تھا۔ وہ سچائی کو جاننا چاہتا تھا۔ اور جب وہ جواب سے ایک دفعہ قائل ہو جاتا تو پورے

دل اور تن دہی سے سچائی کی پیروی کرتا تھا۔

یسوع نے کوئی اشارہ نہیں دیا کہ وہ توما کے شک سے ناراض ہے۔ یوحنا کی انجیل مسیح کی الوہیت کے متعدد ثبوت پیش کرتی ہے۔ مگر قیامت مسیح کے عقل و دماغ کو چکرا دینے والے معجزہ پر توما کا ایمان لانا اور اس یقین کے اظہار کے لئے اس کی پکار سارے ثبوتوں کا نقطہ عروج ہے۔ اس کے پراخلاص شک نے بے شمار لوگوں کی مدد کی ہے اور وہ عقل اور سمجھ کے ساتھ ایمان لانے کی منزل پر پہنچے ہیں۔ اس کو "شکی" توما کہنے کی بجائے "متجسس" توما کہنا زیادہ مناسب ہے۔

پہلی تین اناجیل میں سوائے بارہ شاگردوں کی فہرستوں کے توما کا کہیں ذکر نہیں آتا۔ متی میں (۱۰ : ۳) وہ ساتویں نمبر پر اور مرقس (۳ : ۱۸) اور توما (۶ : ۱۵) دونوں میں آٹھویں نمبر پر آتا ہے۔ قیامت مسیح کے بعد جب بالاخانے میں شاگردوں کا ذکر آتا ہے تو اس کا نام چھٹے نمبر پر ہے (اعمال ۱ : ۱۳)۔ یوحنا کی انجیل میں تین الگ الگ واقعات کی بنا پر توما جیتا جاگتا نظر آتا ہے۔ یوحنا (۱۱ : ۱۶) اس کا دوسرا نام توام بھی بتاتا ہے اور اسے ان سات شاگردوں میں شامل کرتا ہے جو مسیح کے جی اٹھنے کے بعد مچھلیاں پکڑنے چلے گئے تھے۔ اس سے اس کے پیشہ کا بھی پتہ چلتا ہے (۲۱ : ۲)۔

توما کی شخصیت میں زندگی کے تاریک پہلوؤں کو دیکھنے کا عنصر بھی نظر آتا ہے۔ بعض علما کا خیال ہے کہ اس کی صحت اچھی نہ تھی۔ مگر اپنی خامیوں کے باوجود وہ دلیر اور باوفا شخص تھا۔ قنوطیت کے باوجود وہ جاں نثار اور مسیح کے لئے مرنے کو تیار تھا۔ شاید شخصیت کے دو پہلوؤں کے باعث اس کو "توام" کا نام دیا گیا تھا جو بہت موزوں معلوم ہوتا ہے۔ ایک طرف تو

وہ افسردہ مزاج تھا، دوسری طرف دلیر اور بہادر تھا۔

روایت کے مطابق اس نے برصغیر پاک و ہند میں بشارتی خدمت انجام دی۔ ایک روایت کے مطابق وہ گھٹنے ٹیکے دعا مانگ رہا تھا کہ اسے شہید کر دیا گیا۔ اس لئے اس کا نشان بڑھئی کا گنیا اور نیزہ ہے۔

توما شکی تھا پھر صاحب ایمان بن گیا۔ آیئے ان تین واقعات کا جائزہ لیں جن میں توما شامل ہے۔

اس کی قنوطیت اور جرات (یوحنا ۱۱ : ۱-۱۶)

ہمیں توما کی ایک جھلک اس وقت نظر آتی ہے جب یسوع کی خدمت اختتام پذیر ہونے والی ہے۔ یہاں توما کچھ فعال نظر آتا ہے۔ یہ موقع ہے لعزر کو مردوں میں سے زندہ کرنے سے ذرا پہلے۔ اگرچہ خداوند نہایت ہردلعزیز اور مشہور تھا مگر مذہبی لیڈر اس سے سخت عداوت رکھتے تھے۔ انہوں نے کئی دفعہ بھیڑ کو اکسانے کی کوشش کی کہ اسے سنگسار کر دیں۔ یسوع یروشلیم کے خطرناک علاقے سے نکل کر اور شاگردوں کو لے کر پیریہ کے مقابلتاً" محفوظ علاقے میں آ گیا جو یہودیہ سے آگے یردن کے پار واقع تھا۔

اچانک ان کو خبر ملی کہ یسوع کا عزیز دوست لعزر سخت بیمار ہے۔ دو دن انتظار کرنے کے بعد یسوع نے کہا کہ میں لعزر سے ملنے واپس بیت عنیاہ جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مگر شاگرد ڈر گئے۔ وہ کہنے لگے "اے ربی! کیا تجھے یاد نہیں کہ ابھی تو وہاں یہودی تجھے سنگسار کرنا چاہتے تھے؟ اور تو پھر وہاں جا رہا ہے؟" (دیکھئے آیت ۸)۔

مخالفت کے باوجود یسوع نے دوبارہ تاکیدی طور پر کہا "ہمارا دوست

لعزر سو گیا ہے۔ لیکن میں اسے جگانے جاتا ہوں" (آیت ۱۱)۔ شاگردوں نے جواب دیا کہ "اگر سو گیا ہے تو بچ جائے گا" (آیت ۱۲)۔ حسب معمول شاگرد بات کو غلط سمجھے۔ ان کا خیال تھا کہ یسوع موت کی نہیں بلکہ جسمانی نیند کی بات کر رہا ہے۔

پھر یسوع نے ان کو صاف صاف بتا دیا کہ لعزر مر گیا ہے اور ساتھ یہ بھی بتایا کہ جو کچھ میں کروں گا اس سے تمہارے ایمان کو فائدہ ہو گا (آیات ۱۴ - ۱۵)۔ اس نے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ بیماری خدا کے جلال کے لئے ہے (آیت ۴)۔

یسوع واپس یہودیہ جانا چاہتا تھا۔ اس پر شاگردوں کا ردعمل کیا تھا؟ لمحہ بھر کو تو کسی نے کچھ نہ کہا بلکہ منہ اٹھائے دور خلاؤں میں گھورنے لگے یا فقط کھنکارنے لگے۔ مگر آخرکار توما کہنے لگا "آؤ ہم بھی چلیں تاکہ اس کے ساتھ مریں" (آیت ۱۶)۔ اس نے مستعدی کی تصدیق کی کہ میں خداوند کے ساتھ واپس بیت عنیاہ جاؤں گا خواہ نتیجہ موت ہی کیوں نہ ہو۔

کیا اس کی جرأت اور دلیری اس کی مفروضہ شک پرستی کی ساری کسر نہیں نکال دیتی؟ جب یہ بارہ منتخب افراد خطرے کی سرزمین کو واپس جا رہے تھے تو یہ حرکت بے دھڑک خودکشی کرنے کے مترادف معلوم ہو رہی تھی۔ ممکن ہے کہ پطرس سب سے آگے آگے چل رہا ہو۔ مگر یہ توما تھا جس نے جرات کی وہ چنگاری سلگائی تھی جس نے ان کی لڑکھڑاتی وفاداری کو استوار کر دیا تھا۔ توما واقعی مسیح کی خاطر مرا۔ مگر کچھ برسوں کے بعد۔

تاہم توما کی جرات میں خامی کا ہلکا سا رنگ بھی تھا۔ آگے اس کو صرف تباہی نظر آتی تھی۔ اگرچہ وہ جاں نثار تھا مگر اس کی آواز اور لہجے سے

افسردہ دلی جھلکتی تھی۔ قنوطیت اس کے مزاج کا حصہ تھی۔ وہ صرف معاملوں کا تاریک پہلو دیکھ سکتا تھا۔ یسوع کے بارے میں اس کا تصور محدود تھا۔ وہ تصور نہیں کر سکتا تھا کہ یسوع لعزر کو مردوں میں سے زندہ کر سکتا ہے اور کر دے گا۔ اگرچہ وہ دلیر اور جرات مند تھا مگر اس کی نظروں میں موت ناچ رہی تھی۔

مگر ہمیں اس پر اتنی سختی نہیں کرنی چاہئے۔ کیا مارٹن لوتھر کو پست ہمتی اور افسردگی کے دورے نہیں پڑتے تھے؟ یہاں تک کہ اس نے دوات اٹھا کر ابلیس کو دے ماری تھی! مایوسی اور ناامیدی کی گہرائیوں سے ایلیاہ نبی نے دعا مانگی تھی کہ "بس ہے۔ اب تو اے خداوند میری جان کو لے لے" (۱۔ سلاطین ۱۹ : ۴) ۔بلکہ داؤد بھی ہمارے مزاج کی نمائندگی کرتے ہوئے پکار اٹھا تھا کہ "اے میری جان! تو کیوں گری جاتی ہے؟" (زبور ۴۲ : ۵)۔

توما کی غم آمیز گھبراہٹ (یوحنا ۱۴ : ۱-۷)

دوسرا واقعہ جس سے توما کے کردار کا پتہ چلتا ہے مسیح کی تصلیب سے ایک شام پہلے بالاخانے میں وقوع پذیر ہوا۔ یسوع عید فسح منانے کے بعد الوداعی خطاب کر رہا تھا۔ شاگردوں پر ویرانی کی کیفیت چھائی ہوئی تھی۔ ان کی دلی امیدیں اور حالیہ مہینوں میں دیکھے ہوئے دل پسند خواب اتنی جلدی بکھر گئے تھے۔ ان کو یقین ہو گیا تھا کہ جس بات کا ہم یروشلیم میں پہلے خطرہ محسوس کرتے تھے وہ درست ثابت ہونے کو ہے۔ اب یسوع کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس کے ساتھ ہمارا ربط و رفاقت بھی ختم ہو جائے گا۔

لیکن یسوع ان کو یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ یہ خاتمہ نہیں بلکہ آغاز ہے۔ "میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں۔ اور اگر میں جا کر تمہارے لئے جگہ تیار کروں تو پھر آ کر تمہیں اپنے ساتھ لے لوں گا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو" (آیات ۲ - ۳)۔ وہ کوشش کر رہا تھا کہ شاگرد سمجھ لیں کہ برکات صلیب سے آگے رکھی ہیں۔

پھر اس نے ایک ایسی بات کہی جس سے توما پریشان ہو گیا کہ "اور جہاں میں جاتا ہوں تم وہاں کی راہ جانتے ہو" (آیت ۴)۔ توما رہ نہ سکا۔ وہ گھبراہٹ میں بول اٹھا "اے خداوند! ہم نہیں جانتے کہ تو کہاں جاتا ہے۔ پھر راہ کس طرح جانیں؟" (آیت ۵)۔ توما کی مشکل یہ تھی کہ وہ سمجھ نہیں سکتا تھا کہ یسوع کے مشن کی حدود موت سے آگے تک جاتی ہیں۔ وہ حیران تھا کہ اگر یسوع آسمان پر چلا جاتا ہے تو زمینی بادشاہی کیسے قائم کر سکتا ہے۔ شاید اس کا یہ سوال اتنا بے اعتقادی کے باعث نہ تھا جتنا الجھن کے باعث تھا۔ توما کے سوال میں پُراخلاص شک موجود تھا۔

توما ان لوگوں کا نمائندہ ہے جن کو ہر بات کے لئے دلیل چاہئے۔ مگر مسیحی ایمان ہم کو گھڑی گھڑائی یا پہلے سے مکمل تیار زندگی نہیں دکھاتا بلکہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم ایمان پر چلیں۔ صرف یسوع کو جان لینا ہی کافی ہے۔

توما کے سوال سے سمجھ اور افسردگی کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن جو جواب یسوع نے دیا اس کے باعث ہمیں ہمیشہ توما کا احسان مند رہنا چاہئے۔ یسوع نے جواب میں فرمایا کہ "راہ اور حق اور زندگی میں ہوں۔ کوئی میرے وسیلے کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا" (آیت ۶)۔

خدا اور آسمان تک پہنچنے کے لئے ہمیں مسیح کے وسیلے سے جانا ضرور

ہے۔ وہ نمونہ، استاد اور ابدی زندگی کا دینے والا ہے۔ صرف مسیح ہی جواب ہے۔ وہ پرانے عہدنامے کی نبوتوں، علامتوں اور مثالوں کی تکمیل ہے۔ وہ خدا اور انسان کے بیچ میں واحد درمیانی ہے۔ جو اس پر ایمان لاتے ہیں ان کے لئے وہ الفا اور اومیگا ---- سب میں سب کچھ ہے۔

توما کا پراخلاص شک (یوحنا ۲۰ : ۲۴ - ۲۸)

تیسرا موقع جب یوحنا کی انجیل میں توما کا ذکر آتا ہے، اس کا تعلق قیامت مسیح سے ہے۔ صلیب اور مسیح کی قبر کے باعث توما کی دل گیری اور افسردگی انتہا کو پہنچ گئی تھی۔ کسی وجہ سے وہ اس پہلی رات کو موجود نہیں تھا جب یسوع بالاخانے میں شاگردوں پر ظاہر ہوا۔ شاید وہ کہیں چٹیل اور اونچی نیچی گھاٹیوں میں گھوم رہا تھا۔ یا سنسان پہاڑیوں پر چڑھ اتر رہا تھا تاکہ اور تنہائی میں آنسو بہائے۔

وہ کیوں غیرحاضر تھا؟ آج کے دور میں کئی توما ہیں جو اپنے ہم ایمانوں کے ساتھ میٹنگوں سے دور رہتے ہیں۔ ان کی طرح یہ توما بھی عذر پیش کر سکتا تھا کہ "سارا دن محنت کرتا رہا۔ تھک گیا تھا۔ میل بھر چل کر بالاخانے پہنچوں تو نیند مجھے دبا لے گی۔"

کسی نے ایک سچا اقرار لکھا، جس کا عنوان تھا "خداوند میں نے جھوٹ بولا!" یہ اقرار کچھ یوں تھا "اے قادر مطلق خدا، آج شام میں یہاں بیٹھا ہوں۔ چاروں طرف اخبارات سے گھرا ہوا ہوں، تھوڑا بہت ٹیلی ویژن بھی دیکھ رہا ہوں۔ اس حالت میں مجھے خیال آیا ہے کہ میں نے تیرے ساتھ اور اپنے ساتھ جھوٹ بولا ہے۔ میں نے کہا کہ میں اتنا تھکا ہوا ہوں کہ

گرجے نہیں جاسکتا۔ یہ سچ نہیں تھا۔ میں ہاکی کا میچ دیکھنے تو جاسکتا تھا۔ یہاں کسی اور جگہ جانا چاہتا تو جاسکتا تھا۔ یہ کہنا کہ میں بہت تھکا ہوا ہوں، میری بے پروائی اور بے توجہی کا صرف ایک پردہ ہے۔ اے خدا، مجھ پر رحم کر۔ میں نے تیرے اور اپنے ساتھ جھوٹ بولا ہے۔ میں بہت تھکا ہوا نہیں، میں بے پروا ہوں۔ میرے سرد مہر دل کو گرما دے۔ اے خدا، کیونکہ دراصل میں اسی وجہ سے گھر پر ٹھہرا ہوا ہوں۔ آمین۔"

توما کے اس ملاقات سے غیرحاضر ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ اسے توقع نہ تھی کہ یسوع وہاں آئے گا۔ اسے یقین نہ تھا کہ یسوع مردوں میں سے جی اٹھا ہے۔ اپنے رویہ سے وہ دوسروں سے کہہ رہا تھا کہ "تم جاؤ اور اکٹھے مل کر ماتم کرو مگر وہ حاضر نہیں ہو گا۔"

کینیڈا کے ایک بڑے شہر میں میئر کا الیکشن ہوا۔ ایک مسیحی شخص میئر منتخب ہو گیا۔ انتخاب کے فوراً بعد اس نے اپنے سیکرٹری سے کہا "کسی بدھ کی شام کو کسی بھی حالت میں کسی کو ملاقات کا وقت نہ دیا جائے۔" سیکرٹری نے استفسار بھری نظروں سے اسے دیکھا تو میئر نے وضاحت کی "ہر بدھ کی شام میرا خداوند کے ساتھ ملاقات کا وقت مقرر ہے اور میں کوشش کرتا ہوں کہ ملاقات کے لئے جانے میں کوتاہی نہ ہو۔ میں کسی اور کو ملاقات کا یہ وقت ہرگز نہیں دوں گا۔" اس شہر کے لئے میئر کے فرائض سرانجام دینے کے تمام عرصے کے دوران اس نے ہر بدھ دعائیہ عبادت میں حاضر ہونے کا دستور برقرار رکھا۔

جب ہم خدا کے گھر میں جا کر عبادت نہیں کرتے تو خود کو بہت سی برکتوں سے محروم رکھتے ہیں۔ توما کئی برکات سے محروم رہ گیا۔

توما مسیح کی حضوری سے محروم رہا: جب یہ خبریں پھیلنے لگیں کہ مسیح کی قبر خالی ہے تو شاگرد بالاخانے میں جمع ہوئے۔ دروازے بند کر کے وہ دن بھر کے پریشان کرنے اور گھبرا دینے والے واقعات پر تبادلہ خیال کرنے لگے۔ اچانک دروازہ کھولے بغیر یسوع آ کر ان کے بیچ میں کھڑا ہو گیا۔ لیکن توما غیر حاضر تھا۔

جن دنوں ایف ۔ ڈی روز ویلٹ امریکہ کا صدر تھا ایک دن واشنگٹن کے ایک گرجے کے دفتر میں فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ایک آواز نے استفسار کیا "کیا اس اتوار کو صدر صاحب اس گرجے میں آئیں گے؟" پاسبان نے جواب دیا "میں یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن اتنا جانتا ہوں کہ خداوند ضرور حاضر ہو گا۔ اور یہی کافی ترغیب ہونی چاہئے کہ بہت سے لوگ گرجے آئیں۔"

خداوند یسوع نے وعدہ کیا تھا کہ جہاں دو یا تین میرے نام سے اکٹھے ہوں گے میں وہاں موجود ہوں گا (متی ۱۸ : ۲۰)۔

توما خدا کے کلام کی تعلیم سے محروم رہا: اس رات جتنے حاضر تھے خداوند نے ان کا ذہن کھولا اور ان کو موسیٰ کی توریت اور نبیوں کی کتابوں اور پرانے عہدنامہ میں شاعری کی کتابوں سے وہ تمام نبوتیں ان کو سمجھائیں جن کا تعلق اس کے دکھ اٹھانے اور جی اٹھنے سے ہے۔ جس طرح اماؤس کی راہ پر جانے والے شاگردوں کو یہی باتیں بتائی گئی تھیں اور ان کے دل جوش سے بھر گئے تھے، بے شک اسی طرح بالاخانے میں موجود شاگردوں کے ذہن روشن ہوئے تو ان کے دل بھی جوش سے بھر گئے ہوں گے۔ لیکن

توما پرانے عہدنامہ کی نبوتوں پر یہ تعلیم پانے سے محروم رہا۔

توما ایمانداروں کی رفاقت سے محروم رہا: دوسرے دس شاگردوں کی طرح توما بھی ابھی تک کئی باتوں میں سخت اور کھردرا تھا۔ اس کو بھی ضرورت تھی کہ خداوند اس کی رگڑائی کرتا اور اسے پالش کرتا۔ لیکن وہ اس باہمی ترقی سے محروم رہا جو ایمانداروں کی رفاقت و شراکت سے حاصل ہوتی ہے۔

ہم مانتے ہیں کہ کوئی کلیسیا بھی کامل افراد پر مشتمل نہیں ہوتی۔ کچھ بھی ہو، ایماندار خدا کے پسندیدہ قیمتی پتھر ہیں۔ اس نے کلیسیا کو ہماری پختگی کے لئے قائم کیا ہے۔ اکٹھے مل کر عبادت اور حمد و ثنا کرنے سے خدا کے لوگوں کو تقویت اور ترقی حاصل ہوتی ہے۔

توما خوشی اور اطمینان سے محروم رہا: جب شاگرد بالاخانے میں جمع ہوئے تو غمگین اور اداس تھے۔ ادھر ادھر سے خبریں مل رہی تھیں کہ خداوند زندہ ہے۔ مگر جب وہ جمع ہوئے تو سوائے پطرس کے جس پر خداوند ظاہر ہو چکا تھا سب کا مقصد ایک مردہ مسیح کے لئے اظہار غم و افسوس تھا۔ پھر کیا ہوا؟ وہ ان کے بیچ میں آ کھڑا ہوا۔ جب شاگردوں نے زندہ مسیح کو دیکھا تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ پھر یسوع نے شاگردوں کو برکت دی "تمہاری سلامتی ہو!" (یوحنا ۲۰ : ۱۹)۔ توما خوشی اور سلامتی دونوں سے محروم رہا۔

اکثر اوقات اگر وہ لوگ جو مایوسی، غم اور ناامیدی کی گہرائیوں میں گرے ہوتے ہیں، گرجے جاتے ہیں اور خدا کا کلام سنتے ہیں تو ان کی حوصلہ

اقرار کسی بھی ایک یا سارے شاگردوں کے تمام سابقہ اقراروں پر بھاری ہے۔ توما کا غم خیز شک روشن اور چمک دار ایمان میں بدل گیا۔

اگر کوئی ثبوت مانگتا ہے تو یسوع اس پر الزام نہیں لگاتا۔ کونسا بہتر ہے؟ وہ ایمان جو آنکھیں بند کر کے سب کچھ قبول کر لیتا ہے یا وہ ایمان جو ثبوت مانگتا ہے؟یسوع جانتا تھا کہ توما یا کوئی دوسرا شک کرنے والا' اگر اپنے شک سے زور آزمائی کر کے اس سے نکل آئے گا تو وہ نہایت پکے یقین والا شخص بن جائے گا۔ اگر مذہبی میدان میں ہر بات پر بغیر اسے پرکھے ایمان رکھا جاتا ہے تو بہت نقصان ہو سکتا ہے۔ مسیحی ایمان عقل کو حقیر نہیں جانتا بلکہ معقول بنیاد پر قائم ہے۔ اس لئے ہر ایماندار کو اس لائق ہونا چاہئے کہ اپنے ایمان کا دفاع کر سکے۔ ایک مخلص اور دیانتدار شکی انسان مضبوط ایماندار بن سکتا ہے۔ توما اس لئے شک کرتا تھا کہ پختہ یقین حاصل ہو۔

توما کے تجربے سے ہمیں ایک اور ان مول برکت کا پتہ چلتا ہے۔ یسوع نے کہا "تو تو مجھے دیکھ کر ایمان لایا ہے۔ مبارک وہ ہیں جو بغیر دیکھے ایمان لائے" (آیت ۲۹)۔ صرف چند سو افراد تھے جنہوں نے جی اٹھے مسیح کو دیکھا۔ ہزاروں ہزار افراد وہ ہیں جنہوں نے اس کو سوائے ایمان کی آنکھوں سے اور کسی طرح نہیں دیکھا۔ توما اور اس کے ہم عصروں کے لئے دیکھنا ہی ایمان لانا تھا جبکہ ہمارے لئے ایمان لانا ہی دیکھنا ہے۔

معلوم ہوتا ہے یسوع کہہ رہا تھا "توما' بہت سے شک کرنے والے ہوں گے جو تیری طرح دیکھنا چاہیں گے۔ میں ان کے لئے بھی ایسا ہی کرنا چاہوں گا مگر یہ بات ممکن نہیں۔ تاہم وہ بھی مجھے دیکھ سکیں گے۔ وہ مجھے تمہاری آنکھوں سے اور دوسرے شاگردوں اور ان افراد کی آنکھوں سے

دیکھیں گے جن پر میں ظاہر ہوا ہوں۔ وہ تمہاری گواہی کے وسیلے سے ایمان لائیں گے۔ اس طرح وہ بغیر دیکھے ایمان لائیں گے کیونکہ تمہاری گواہی کو قبول کریں گے۔ وہ بھی اقرار کریں گے کہ میں خداوند اور خدا ہوں۔ ان کے لئے ایمان لانا ہی دیکھنا ہوگا۔ اور یہ بات دیکھ کر ایمان لانے سے زیادہ مبارک ہے"۔

توما یسوع کے زخموں کے نشانوں کو کبھی نہ بھول سکا۔ وہ پہچان کے نشان ہیں۔ وہ منجی کے کربناک دکھوں کو یاد دلاتے ہیں۔ نیز وہ ملکیت کے نشان ہیں جو ہمیشہ یاد دلاتے رہتے ہیں کہ وہ خریدا گیا ہے مگر "فانی چیزوں یعنی سونے چاندی سے نہیں بلکہ . . . مسیح کے بیش قیمت خون سے" (۱-پطرس ۱ : ۱۸ - ۱۹)۔ اب وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا' کچھ نہیں دیکھ سکتا تھا' نہ خواہش کر سکتا تھا' نہ کہیں جا سکتا تھا۔ اب مسیح اس کا مالک تھا۔ اس کی زبان' اس کی آنکھیں' اس کے ہاتھ' اس کے پاؤں ----- اس کا پورا جسم' اس کی عقل و ذہن ----- سب کچھ مسیح کی ملکیت تھا۔ یہ زخم ہر وقت یاد دلاتے رہتے تھے کہ مالک خداوند ہے۔

ایک چھوٹا سا یتیم لڑکا اپنی دادی کے ساتھ رہتا تھا۔ ایک دن ان کے مکان کو آگ لگ گئی۔ چھوٹا لڑکا اوپر کی منزل میں سویا ہوا تھا۔ دادی اس کو بچاتے بچاتے ہلاک ہو گئی۔ جلتے ہوئے گھر کے گرد لوگوں کا مجمع لگ گیا۔ تڑختے چٹختے گھر کے شور میں لڑکے کی چیخ پکار سنائی دے رہی تھی۔ وہ مدد کے لئے چلا رہا تھا۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کیا جائے۔ مکان کا سامنے کا حصہ شعلوں میں گھرا ہوا تھا۔ اچانک بھیڑ میں سے ایک شخص لپک کر نکلا اور گھوم کر مکان کے پیچھے پہنچا۔ وہاں لوہے کا ایک پائپ اوپر کی

کھڑکی تک پہنچتا تھا۔ وہ شخص ایک منٹ کو غائب ہو گیا اور لڑکے کو لئے
ہوئے دوبارہ ظاہر ہوا۔ لوگ اس کی حوصلہ افزائی کے لئے تالیاں بجانے اور
شور مچانے لگے۔ وہ لڑکے کو اپنی گردن کے گرد لٹکائے ہوئے گرم پائپ سے
سرکتا ہوا نیچے اتر آیا۔

چند ہفتوں بعد قصبے کے ٹاؤن ہال میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ فیصلہ
کرنا تھا کہ لڑکا کس کی سپرد داری میں دیا جائے۔ ہر اس شخص کو جو لڑکے کو
سپرد داری میں لینا چاہتا تھا موقع دیا گیا کہ مختصر الفاظ میں اظہار خیال کرے۔
پہلے شخص نے کہا "میرا ایک وسیع فارم ہے۔ ہر شخص کھلی فضاؤں میں
زندگی بسر کرنا پسند کرتا ہے۔" دوسرا شخص جو جو سہولتیں دے سکتا تھا اس
نے ان کا بیان کیا۔ "میں ایک استاد ہوں۔ میرے پاس ایک بڑی لائبریری
ہے۔ یہ لڑکا اعلیٰ تعلیم حاصل کرے گا۔" دوسروں نے بھی اسی طرح بڑھ
چڑھ کر باتیں کیں۔ آخر میں جماعت کا امیر ترین شخص بولا "میں دولتمند
ہوں۔ میں لڑکے کو ہر وہ چیز دے سکتا ہوں جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔
فارم، کتابیں، تعلیم —— اور بھی بہت کچھ۔ جس میں روپیہ پیسہ اور سیر و
تفریح بھی شامل ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ لڑکا میرے گھر میں رہے۔"

چیئرمین بولا "کیا کوئی اور بھی کچھ کہنا چاہتا ہے؟" پچھلی نشستوں
سے ایک اجنبی اٹھا۔ اسے کسی نے اندر آتے نہیں دیکھا تھا۔ وہ سامنے آنے
لگا۔ اس کے چہرے پر دکھ درد کے گہرے نشان تھے۔ ہال میں سامنے آکر وہ
چھوٹے لڑکے کے بالکل سامنے کھڑا ہوگیا۔ اجنبی نے آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ
جیبوں سے باہر نکالے۔ چھوٹے لڑکے کی آنکھیں اب تک فرش پر جمی ہوئی
تھیں۔ اب اس نے آنکھیں اوپر اٹھائیں۔ اس آدمی کے ہاتھوں پر زخموں

کے گہرے نشان تھے۔ اچانک لڑکے نے ایک چیخ ماری۔ اس نے آدمی کو
پہچان لیا تھا۔ یہی شخص تھا جس نے اس کی جان بچائی تھی۔ گرم پائپ پر
چڑھنے اور اترنے سے اس کے ہاتھ جل گئے تھے۔ لڑکا اچھل کر اس شخص
کی گردن سے لپٹ گیا۔

فارم کا مالک اٹھ کر چلا گیا۔ استاد بھی چلتا بنا۔ امیر بھی نکل گیا۔
ایک ایک کر کے سب رخصت ہو گئے۔ صرف لڑکا اور اس کی جان بچانے
والا رہ گئے۔ ان زخمی ہاتھوں نے وہ کچھ کہہ دیا جو الفاظ نہیں کہہ سکتے تھے۔

آج کل بہت سی دلچسپیاں ہماری توجہ اور جاں نثاری کی طلبگار ہیں۔
بوڑھا ہو یا جوان سب کو روپیہ پیسہ، تعلیم، شہرت و ناموری، تفریحات اور قسم
قسم کی دوسری آوازیں اپنی طرف بلاتی اور چیلنج کرتی ہیں۔ لیکن ہم ہرگز نہ
بھولیں کہ صدیوں کی راہداریوں میں ایک وہ ہستی چل پھر رہی ہے جو صرف
اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر ہمیں یاد دلاتی ہے کہ تم پر میرا حق ہے۔ کیلوں سے
چھدے ہاتھ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔

جان میں نے اپنی دی خون دیا بیش بہا
تا پاوے زندگی اور موت سے ہو رہا
یہ جان یوں دی تجھے، کیا دیتا تو مجھے؟

ہر زمانے میں توما کے کئی توام ہوئے ہیں جنہوں نے اس کی طرح
مسیحی ایمان پر شک کیا۔ اگر آپ ایسے شک کرنے والے ہیں تو دعا ہے کہ
یسوع مسیح کے دعوؤں پر آپ کی پرخلوص تحقیق و تفتیش آپ کو اس مقام پر
لے آئے جہاں آپ توما کی طرح پکار اٹھیں "اے میرے خداوند! اے

میرے خدا!"

نواں باب

متی ----- محصول لینے والا

ایک مسیحی جوڑا مہینے میں ایک دفعہ اپنے مختلف غیرنجات یافتہ دوستوں کو رات کے کھانے پر بلایا کرتا تھا۔ کھانے کے بعد وہ مہمانوں کو موڈی کی مسیحی سائنس فلم دکھایا کرتے تھے۔ اس کے بعد شروع کی بات چیت عموماً آسانی سے خدا کے موضوع پر آجایا کرتی تھی۔ یوں وہ بڑے موثر انداز میں انجیل پیش کرتے تھے۔

یہ واقعہ اور اسی قسم کے دیگر واقعات گواہی کے ایک طریقے کی نمائندگی کرتے ہیں جس کو "ضیافتی بشارت" کہا جاسکتا ہے۔ لیکن ضیافتی بشارت بیسویں صدی کی اختراع نہیں ہے۔ متی جو بارہ شاگردوں میں شامل تھا، اس نے ایمان لانے کے فوراً بعد یہی طریقہ اپنایا تھا۔

اکثر شاگردوں کے دو دو نام تھے۔ ان میں متی بھی شامل ہے۔ پہلی انجیل میں اس کو متی کہا گیا ہے (متی ۹ : ۹، ۱۰ : ۳)۔ لیکن مرقس اور لوقا میں اس کو پہلے لاوی کہا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ محصول کی چوکی پر بیٹھا تھا۔ بعد میں اس کو متی کہا گیا ہے (مرقس ۲ : ۱۴، ۳ : ۱۸، لوقا ۵ : ۲۷، ۶ : ۱۵)۔ امکان غالب ہے کہ پہلے اس کا نام لاوی تھا اور ایمان لانے کے بعد یسوع نے اس کو متی نام دیا۔ یسوع نے دوسرے شاگردوں کے بھی نئے

نام رکھے تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ لاوی سے اشارہ اس کے قبیلے کی طرف ہو۔ مرقس اور لوقا میں رسولی گروہ میں اس کا نام ساتویں نمبر پر رکھا گیا ہے جبکہ متی اور اعمال کی کتابوں میں وہ آٹھویں نمبر پر آتا ہے (اعمال ۱ : ۱۳)۔

مرقس کہتا ہے کہ متی، حلفئی کا بیٹا تھا (مرقس ۲ : ۱۴)۔ چھوٹے یعقوب کو بھی حلفئی کا بیٹا کہا گیا ہے (متی ۱۰ : ۳)۔ بعض علما بغیر کسی ثبوت کے فرض کرتے ہیں کہ متی اور چھوٹا یعقوب بھائی تھے۔ اگر ایسا تھا تو شاگردوں میں بھائیوں کی کم سے کم تین جوڑیاں تھیں۔

ہمیں متی کے بارے میں نہایت تھوڑی واقفیت ہے۔ تاہم اس کے پیشے کے تعلق سے ہم اس کے بارے میں بہت کچھ بیان کر سکتے ہیں۔

متی کا حقیر پیشہ

اپنی ہی انجیل میں متی اپنے آپ کو "محصول لینے والا" کہتا ہے (۱۰ : ۳)۔ لیکن دوسرے انجیل نویس بڑی شفقت سے اس کے حقیر پیشے کا ذکر نہیں کرتے۔ اپنے پیشے کا بیان کرنے سے متی ایک لحاظ سے اقرار کرتا ہے کہ "میرا پیشہ سب سے گھٹیا اور قابل حقارت تھا۔ میں کسی صورت بھی مسیح کی شاگردیت کا امیدوار نہیں ہو سکتا تھا۔" اس کا معاشرتی درجہ آج کل کے مافیا کے کسی رکن یا ہیروئین فروش کے برابر ہوگا۔ اسے اپنے نکما ہونے کا بجا طور پر احساس تھا۔

عام لوگ محصول لینے والوں سے سخت نفرت کرتے تھے۔ تالمود (یہودی شرعی تعلیمات کا مجموعہ) میں محصول لینے والوں کو دو طبقوں میں تقسیم

کیا گیا تھا۔ ایک طبقہ "گبائی" (Gabbai) تھا۔ یہ عام محصول لیتے تھے، یعنی پھلوں، مے اور اسی قسم کی دوسری چیزوں کا محصول جمع کرتے تھے۔ متی کا تعلق دوسرے طبقے سے تھا جن کو "مکھسا" (Mikhsa) کہا جاتا تھا۔ یہ محصول کی چوکی کے افسران ہوتے تھے۔ لوگ ان محصول لینے والوں سے سخت نفرت کرتے تھے کیونکہ یہ لوگوں کو روک کر ان کی تلاشی لے سکتے تھے۔ لوہے کی لمبی لمبی سلاخیں مار مار کر لوگوں کے سامان کی تلاشی لیتے اور پڑتال کرتے تھے کہ سامان میں کوئی ممنوع اشیاء تو نہیں ہیں۔

متی کی چوکی کفرنحوم کے پھاٹک کے پاس تھی۔ یہ بہت مثالی اور عمدہ جگہ تھی۔ ساز و سامان سے لدے ہوئے کاروان جو دمشق سے بڑی شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے یروشلیم کو جاتے تھے، ان کو اس کی چوکی پر لازماً رکنا پڑتا اور درآمدی ٹیکس ادا کرنا پڑتا تھا۔ ٹیکس کی شرح ۲ سے ۱۲ فیصد تک ہو سکتی تھی۔ متی قریبی گلیل کی جھیل کے ماہی گیروں سے بھی محصول وصول کرتا تھا۔ شاید پطرس، اندریاس، یعقوب اور یوحنا نے اس کو کئی بار محصول ادا کیا ہو۔

متی کی صندوقچی میں ہر گھڑی کھنکھناتے سکوں کا اضافہ ہوتا رہتا تھا۔ ہر روز اسے محسوس ہوتا تھا کہ لوگوں کی آنکھوں میں میرے لئے گہری نفرت اور حقارت ہے، کیونکہ کاروبار کے سلسلے میں جتنے لوگ بھی چوکی پر آتے تھے اس کو ایسی ہی نظروں سے گھورا کرتے تھے۔ یہ فطری بات ہے کہ کوئی بھی پسند نہیں کرتا کہ محصول لینے والے افسران میرے سامان میں ہاتھ ماریں۔ لیکن محصول لینے والوں کے خلاف نفرت و حقارت کی اور وجوہات بھی تھیں

اول : اکثر محصول لینے والے بددیانت ہوتے تھے۔ وہ رومی حکومت کو

ٹھیکے کی مقررہ رقم ادا کر دیتے تھے۔ اس رقم سے زائد وہ جو کچھ کما لیتے ان کی اپنی جیبوں میں جاتا تھا۔ چنانچہ وہ لوگوں سے زیادہ سے زیادہ محصول بٹورنے کی کوشش کرتے تھے۔

نتیجہ ---- حرص، بدنیتی، فریب، استحصال اور بدعنوانی۔ رومی حکومت ان کی پشت پناہی کرتی۔ رومی سپاہی ان کی مدد کو موجود ہوتے تھے۔ چنانچہ محصول لینے والے نہ صرف لوگوں کو جھانسا دیتے بلکہ ڈرا دھما کر بھی بہت زیادہ محصول وصول کرتے تھے۔ عام لوگ ان بے تحاشا ٹیکسوں کی وجہ سے نالاں تھے۔ مگر محصول لینے والوں کی تجوریاں بھری رہتی تھیں۔

دوم : محصول لینے والوں سے نفرت کی دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ رومی حکومت کے لئے کام کرتے تھے۔ اس لئے عام لوگ سمجھتے تھے کہ یہ اپنی یہودی قوم کے وفادار نہیں۔ ان کو ایک غیر حکومت کے ساتھ سازشی اور اپنی قوم کے غدار سمجھا جاتا تھا۔

چنانچہ محصول لینا سب سے گھنونا اور نفرت انگیز کاروبار تھا۔ محصول لینے والوں کو بت پرستوں اور کسبیوں کے برابر شمار کیا جاتا تھا (متی ۱۸ : ۱۷، ۲۱ : ۳۱)۔ "محصول لینے والے اور گنہگار" ایک مشترک اور عام نام تھا (متی ۹ : ۱۰)۔ علاوہ ازیں وہ عدالت اور کچہری میں گواہی دینے کے اہل نہ تھے۔ لوگ عام مجرموں کی طرح ان کو حقارت کی نظروں سے دیکھتے اور ان پر لعن طعن کرتے تھے۔ ان کو عبادت خانوں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی، بلکہ ان کے پیسے بھی چندہ اور خیرات کے لئے قبول نہیں کئے جاتے تھے۔ وہ "معاشرتی کوڑھی" سمجھے جاتے تھے جن کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنا گوارا نہ تھا۔

متی ایک تو مثالی محصول لینے والا تھا۔ اور روپیہ پیسہ کی محبت اذیت ناک گناہ تھا۔ سونے کی چمک دمک نے اسے ایسا گھیرا کہ وہ اپنا ضمیر بیچ کر اپنی قوم اور وطن کا غدار بن گیا۔ اس کا پیشہ بہت منافع بخش تھا۔ وہ جتنا دھوکا فریب اور بے ایمانی کرتا اتنا ہی امیر ہوتا جاتا تھا۔ مگر وہ اپنے دینی استحقاق کھو بیٹھا اور ذات برادری سے خارج ہو گیا۔ شاید جب اس نے یہ پیشہ اختیار کیا تو نیت ایماندار رہنے کی تھی۔ مگر وہ بتدریج اس کاروبار کے نفرت انگیز پھندوں میں پھنستا گیا۔ اس کا دل سخت ہو گیا۔ یتیموں اور بیواؤں کی پکار اس پر اثر نہیں کرتی تھی۔

متی کی بلاہٹ

ناصرت کو چھوڑنے کے بعد یسوع نے کفرنحوم کو اپنا صدر مقام بنا لیا تھا۔ اس لئے متی نے بار بار اس کے بارے میں سنا ہو گا۔ اس معجزے کرنے والے کا چرچا ہر کس و ناکس کی زبان پر تھا۔ کفرنحوم میں یسوع نے پطرس کی ساس کو شفا دی تھی۔ اور سنتے ہی سارے شہر کے لوگ اپنے بیماروں کو لے کر پطرس کے دروازے پر جمع ہو گئے تھے کہ یسوع ان کو شفا دے۔ محصول لینے والا دولت مند متی یقیناً ان ساری باتوں سے واقف تھا۔

ایک دن متی کو خبر ملی کہ شمعون اپنے بھائی اور رشتہ کے بھائیوں سمیت اپنا کاروبار چھوڑ کر یسوع کے پیچھے ہو لیا ہے۔ اس کے بعد اس نے یہ بھی سنا کہ یسوع نے ایک مفلوج کو بھلا چنگا کر دیا۔ اس مفلوج کو اس کے دوستوں نے کھپریل میں سے یسوع کے سامنے رکھ دیا تھا۔ نیز یہ کہ یسوع نے اس مفلوج سے کہا تھا "بیٹا، تیرے گناہ معاف ہوئے" (مرقس ۲ : ۳-

۵)۔ اپنے دل میں شاید متی بھی چاہتا ہو کہ میرے گناہ بھی معاف ہو جائیں۔

ایک دن متی بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کیا یسوع کسی حقیر محصول لینے والے کو بھی قبول کر سکتا ہے؟ اچانک اسے محسوس ہوا جیسے کوئی اس کی چوکی میں کھڑا ہے۔ اس نے اپنے بہی کھاتوں سے نظریں اٹھائیں تو سیدھی سامنے کھڑے یسوع کی نظروں سے چار ہوئیں۔ یسوع کی چیرتی ہوئی نگاہوں کے زیراثر متی کو اپنی برائی اتنی شدت سے محسوس ہونے لگی کہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اس کو اپنا باطن گھنونا لگنے لگا۔ کیا دوسرے لوگوں کی طرح یسوع بھی مجھے حقارت سے "محصول لینے والا' گنہگار' دغاباز' غدار کہے گا؟"

یسوع نے بڑی شفقت سے کہا " میرے پیچھے ہو لے" (متی ۹ : ۹)۔
اس دعوت سے اس کے اندر ایک ہلچل پیدا ہو گئی۔ ایسے خیرمقدم سے اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ متی کو اچانک محسوس ہونے لگا کہ میں پاک ہو گیا ہوں۔ اس کا دل اطمینان سے بھر گیا۔ اسے یاد آیا کہ جب مخالفوں نے مفلوج کے گناہ معاف کرنے پر اس پر کیسی نکتہ چینی کی تھی تو یسوع نے کیا جواب دیا تھا کہ "ابن آدم کو زمین پر گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے" (آیت ۶)۔ قابل توجہ بات ہے کہ متی اس واقعہ کو اپنی بلاہٹ سے فوراً" پہلے رکھتا ہے (آیت ۹)۔

متی نے فوراً" تعمیل کی - بہی کھاتے اٹھا دیئے' قلم رکھ دیا' لڑکھڑاتا ہوا نشست سے اٹھا اور چوکی بند کر دی۔ لوقا لکھتا ہے کہ "ان باتوں کے بعد وہ باہر گیا اور لاوی نام ایک محصول لینے والے کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اس سے کہا میرے پیچھے ہو لے۔ وہ سب کچھ چھوڑ کر اٹھا اور اس

کے پیچھے ہو لیا" (لوقا ۵ : ۲۷ - ۲۸)۔ کئی پیچھے آنے کا اقرار کرنے والے پہلے اپنے مردوں کو دفن کرنے' اپنے اہل خانہ کو الوداع کہنے یا کسی اور کاروبار زندگی کو نمٹانے کی اجازت چاہتے ہیں کہ اس کے بعد آ کر یسوع کے پیچھے ہو لیں گے۔ لیکن متی کا ردعمل اور جواب فوری تھا۔

متی کو یسوع کے بے مثال' حیرت انگیز اور عجیب فضل کا تجربہ ہوا۔ اس کے اعمال کیسے ہی سیاہ اور اس کے داغ کیسے ہی پکے اور گہرے کیوں نہ تھے' اب اس کو سو فیصد معافی مل گئی۔ اس کو بڑی شان سے رسالت کے عہدے پر سرفراز کیا گیا۔ اس کا نام کیسا بامعنی ہے ـــــ "متی ـــــ خدا کا تحفہ۔ جو لوگ زندگی کی راہوں پر ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں' ان کو اس واقعہ سے کیسی امید حاصل ہوتی ہے۔ سارے غیر مستحق انسانوں کے لئے فضل اور مہربانی دستیاب ہے۔

متی کے انتخاب سے یوں لگتا ہے کہ یسوع کا تعلقات عامہ کا شعور اچھا نہیں تھا۔ متی کی موجودگی سے رسولوں کی اس وقت تک کی ساخت اور ترکیب بالکل ہی بدل گئی۔ چونکہ دو فہرستوں میں متی کو آٹھویں نمبر پر رکھا گیا ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے چھ شاگردوں کو بلایا جا چکا تھا۔ یہ چھ تھے اندریاس' پطرس' یعقوب' یوحنا' فلپس اور نتن ایل۔ یہ ماہی گیر اور محب قوم و وطن افراد تھے۔ کفرنحوم کے ایک ناپسندیدہ اور غدار محصول لینے والے کو ان میں لاشامل کرنا اس بے تکلف گروہ میں تناؤ اور کشیدگی پیدا کرنے کے مترادف تھا۔

دوسرے' ایسی پالیسی سے عام لوگ بھی ان سے دور دور رہنے لگے ہوں گے۔ یسوع کا ایک اخلاقی کوڑھی کو بلانا سیاسی لحاظ سے ناعاقبت اندیشی

کی بات تھی۔ سب کو دھچکا لگا ہو گا۔ خصوصاً ریاکار مذہبی لیڈروں کو۔ انہوں نے تو خاص اعتراض کیا کہ "یہ آدمی گنہگاروں سے ملتا اور ان کے ساتھ کھانا کھاتا ہے" (لوقا ۱۵ : ۲)۔ کیا متی کی موجودگی شاگردوں کے یہودی تعصبات کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ تھی اور دوسرے لوگوں کو بددل کرنے کا سبب نہ تھی؟ راسخ العقیدہ یہودی کے لئے یسوع کا یہ انتخاب ناقابل فہم تھا۔

لیکن یسوع کے اس انتخاب نے ثابت کر دیا کہ بدترین انسانوں کے لئے بھی معافی دستیاب ہے۔ صرف اچھے لوگ ہی الٰہی معافی کے امیدوار نہیں ہو سکتے۔ خدا کی محبت کسی حدود و قیود کو نہیں مانتی۔ اس کا فضل ہر کسی تک پہنچتا ہے جبکہ دوسرے لوگ متی کو حقارت و نفرت کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ یسوع کو اس میں ایک ایسا شخص نظر آیا جس کو محبت کی ضرورت تھی۔ یہ نعمت اور بخشش ان سب کے لئے مفت ہے جنہوں نے گناہ کیا اور بعد میں توبہ کی۔

مزید برآں ایک اجنبی (غیر) شخصیت کو رسالت میں شامل کرنا یسوع کی ایک حکمت عملی تھی جس سے وہ ہر طبقہ کے لوگوں تک پہنچتا ہے۔ اگر کلیسیا میں ہر قسم کے لوگوں کو شامل کرنا ہے تو پھر ساری دنیا میں منادی کرنے اور ساری قوموں کو بشارت سنانے کے لئے صرف ماہی گیر ہی درکار نہیں بلکہ اور پیشوں اور طبقوں کے لوگ بھی لانا درکار ہیں۔

متی کی فیاضانہ ضیافت

یسوع کی بلاہٹ قبول کرنے کے فوراً بعد "لاوی نے اپنے گھر میں اس کی بڑی ضیافت کی۔ اور محصول لینے والوں اور اوروں کا جو ان کے

ساتھ کھانا کھانے بیٹھے تھے بڑا مجمع تھا" (لوقا ۵ : ۲۹)۔ ضیافت کے لوازمات، مہمانوں کی لمبی چوڑی فہرست، سارے انتظامات کے لئے وسیع و عریض مکان، ساری باتیں متی کی دولت کا پتہ دیتی ہیں۔ لیکن جہاں تک متی کا تعلق ہے یہ خرچ اخراجات بامقصد تھے کیونکہ اس ضیافت سے کئی مقاصد حاصل ہوئے۔

جشن : متی اپنی نئی زندگی سے بے حد خوش تھا۔ ماضی کی بدبختی جاتی رہی تھی۔ اس ضیافت کو متی کی "روحانی شادی کی ضیافت" کا نام دیا جاتا ہے۔ وہ اپنی روح کی منجی کے ساتھ شادی کا جشن منا رہا تھا۔ یہ شکرگزار دل کی طرف سے ضیافت تھی۔

بائبل مقدس میں کتنی ہی ضیافتوں کا بیان ہے۔ شادی کی ضیافت کی تمثیل، مریم اور مرتھا کا تیار کردہ کھانا، اماؤس کی راہ والے شاگردوں کے ساتھ کھانا، پانچ ہزار کو کھلانا، چار ہزار کو کھلانا اور خداوند کی آخری فسح کا کھانا، یہ چند مثالیں ہیں۔

جس طرح مصر کی غلامی سے آزادی کے نتیجے میں موسیٰ اور برہ کا گیت وجود میں آیا، اسی طرح گناہ اور غلامی سے آزادی کے بعد متی کے دل سے حمد و ستائش نکلی۔ یہ ضیافت اس کی خوشی و شادمانی کا اظہار تھی۔ یسوع اس ضیافت کا مہمان خصوصی تھا کیونکہ سب کچھ اسی کا مرہون منت تھا۔

الوداع : متی اپنی ساری کشتیاں جلا کر نکلا تھا۔ وہ اپنے ہمکاروں سے کہہ رہا تھا کہ میں اس کاروبار کو خیرباد کہہ رہا ہوں۔ اب وہ مسیح کی بادشاہی کا رکن بننے کا سرعام اعلان کر رہا تھا۔ یہ ایک قسم کی الوداعی پارٹی تھی۔ اور

کسی حد تک اس بپتسمہ کے مشابہ تھی جس سے وہ اقرار کر رہا تھا کہ میں پرانی زندگی کے اعتبار سے مر کر نئی زندگی میں نئے سرے سے پیدا ہوا ہوں۔

گواہی : متی اپنے پرانے دوستوں کو گواہی دینا چاہتا تھا۔ اسی مقصد سے اس نے ان کو ضیافت میں دعوت دی۔ اگر وہ متقی اور پرہیزگار لوگوں کو بلاتا تو وہ اس سے کتراتے، کیونکہ صرف محصول لینے والے اور گنہگار ہی اس کے گھر کے اندر قدم رکھنے کو تیار تھے۔ اگر یہودیہ اور گلیل کے تمام گنہگار بھی آجاتے تو بھی یسوع اس دعوت کو قبول کرتا۔ مشہور تھا کہ وہ گنہگاروں کا دوست ہے۔

کیسا منظر ہو گا ! متی صدر نشست پر بیٹھا ہے۔ اور یسوع مہمان خصوصی کی عزت افزا نشست پر ـــــ اور چاروں طرف ـــــ لوقا کے مطابق ـــــ "بڑا مجمع" تھا۔ اس میں ہر قسم کے معاشرے سے خارج کئے ہوئے افراد، معاشرے کے راندے ہوئے لوگ شامل تھے۔ اپنے عمدہ اور نفیس ملبوسات زیب تن کئے ہوئے وہ لالچی، روپیہ پیسہ کے بھوکے لوگ حیران اور سوچوں میں ڈوبے بیٹھے تھے کہ ہمارے ساتھی محصول لینے والے نے یہ کیا قدم اٹھایا ہے۔ متی نے یسوع کو اپنے سارے مہمانوں کے سامنے پیش کر دیا۔ جس طرح اندریاس پطرس کو لایا تھا اور فلپس نے نتن ایل کو خبر دی تھی، اسی طرح متی اپنے دوستوں کو یسوع سے متعارف کرانا چاہتا تھا۔ اس نے ضیافت کی حکمت عملی اختیار کی۔

مذہبی لیڈروں کو بھی اس ضیافت کی خبر ہو گئی۔ وہ تو یسوع کو بدنام کرنے کی تاک میں رہتے تھے۔ وہ اس کے اور اس کے شاگردوں کے خلاف بڑبڑانے لگے کہ یہ گنہگاروں کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں۔ یسوع نے تو

معاشرے کے راندے ہوئے وہاں موجود کسی بھی شخص کو مجرم نہیں ٹھہرایا تھا۔ اس کے برعکس اس نے مذہبی لیڈروں کو ملامت کی۔ "تندرستوں کو طبیب کی ضرورت نہیں بلکہ بیماروں کو۔ میں راستبازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو توبہ کے لئے بلانے آیا ہوں" (لوقا ۵ : ۳۰ - ۳۲)۔

یسوع نے ریاکار مذہبی لوگوں کے لئے سخت ترین الفاظ بچا رکھے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہمیں رحم کی کوئی ضرورت نہیں۔ اپنی خدمت کے آخری ہفتہ کے دوران یسوع نے فریسیوں سے کہا "محصول لینے والے اور کسبیاں تم سے پہلے خدا کی بادشاہی میں داخل ہوتی ہیں" (متی ۲۱ : ۳۱)۔ فریسی یسوع پر ہمیشہ بڑبڑاتے رہتے تھے کہ وہ گنہگاروں سے ملتا اور ان کے ساتھ کھانا کھاتا ہے۔ ایک دفعہ اس نے ان کے جواب میں یکے بعد دیگرے تین تمثیلیں سنائیں ـــــ کھوئی ہوئی بھیڑ، کھویا ہوا درہم اور کھویا ہوا بیٹا ـــــ اس نے سمجھایا کہ جس طرح ان تینوں چیزوں کے ملنے پر خوشی منائی گئی اسی طرح جب ایک گنہگار توبہ کرتا ہے تو آسمان خوشی مناتا ہے۔ فریسی مسرف بیٹے کے بڑے بھائی کی طرح بیزار رہتے تھے اور اس طرح خدا کے دل کے ساتھ تال میل رکھنے سے دور تھے (لوقا باب ۱۵)۔ کسی کلیسیائی لیڈر نے ایک دفعہ لکھا کہ مسیحی کے لئے بہترین جگہ نجات کے دروازے سے ذرا سی اندر کی جگہ ہے۔ اگر وہ زیادہ دور اندر چلا جائے گا تو اسے بھول جائے گا کہ باہر کی دنیا کیسی ہے۔ اگر وہ دروازے سے زیادہ دور چلا جائے گا تو وہ ان اندھوں کی مدد نہیں کر سکے گا جو اندر آنے کے لئے دروازہ ٹٹولتے پھرتے ہیں۔

ملک چلی (Chille) کی ایک کلیسیا ہر رات عبادتی اجلاس کرتی

تھی۔ ان میں آس پاس کے سارے لوگوں کو آنے کی کھلی دعوت ہوتی تھی۔
راتوں کے اندھیرے میں جب چور اپنی شیطانی حرکتوں کے لئے نکلتے تو خوشی
بھرے گیتوں کی آوازیں ان کو سنائی دیتیں۔ وہ تھوڑی دیر رک کر سنتے پھر
آگے بڑھ جاتے تھے۔ لیکن کئی چور چپکے سے عبادت میں بھی آجاتے تھے۔
ان کے گناہوں نے ان کو مجرم ٹھہرایا اور انہوں نے توبہ کی۔ ایک سال بعد
پولس نے وہ کام کیا جس کی بشارتی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ انہوں
نے پاسٹر کو نئے سال کا ایک کارڈ بھیجا جس پر چوبیس (۲۴) مجرموں کی
تصویریں تھیں۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ ان تصویروں کو گرجے کے ریکارڈ کی
فائلوں میں لگایا جائے۔ اس لئے کہ ان آدمیوں نے پاسٹر کے انجیلی پیغامات
سن کر چوری چکاری چھوڑ دی تھی۔

متی کی ادبی قابلیت

متی کے زمانے کے عام آدمی سوچتے ہوں گے کہ یہ محصول لینے والا
کبھی بدل نہیں سکتا۔ لیکن یسوع نے اس کی صلاحیت دیکھ لی۔ متی زود فہم،
نظم و ضبط کا پابند، حساب کتاب میں اچھا اور ارامی، یونانی اور لاطینی زبانوں
سے واقف تھا۔ یسوع نے دیکھا کہ متی زندگی میں مقصد کی خاطر روپے پیسے
پر لات مارنے کو تیار ہے۔ چنانچہ اس نے اس کو بدل ڈالا۔ اور اس کو نئے
عہدنامے کی پہلی کتاب لکھنے کی تحریک دی۔

معلوم ہوتا ہے کہ متی کی انجیل یہودیوں کے لئے لکھی گئی ہے۔ وہ
یہ ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے کہ یسوع ہی حقیقی مسیح موعود ہے جس کا وعدہ
پرانے عہدنامہ کے انبیاء نے کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پہلے دو ابواب میں

یہ یا اس سے ملتے جلتے الفاظ استعمال کرتا ہے کہ "یہ سب کچھ اس لئے ہوا
کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پورا ہو" (متی ۱: ۲۲، ۲: ۱۵،
۱۷، ۲۳)۔

پہلے ہی کھاتے لکھنے والا یہ شخص مثالی انتخاب تھا کہ مسیح کا نسب نامہ
مرتب کرے کہ وہ داؤد بادشاہ کی نسل اور یہودیوں کے جدامجد ابرہام کی نسل
سے ہے۔ متی کو اعداد و شمار سے بڑی محبت تھی۔ یہ نسب نامہ میں صاف
نظر آتا ہے۔ وہ سارے ناموں کو بڑی احتیاط سے چودہ چودہ کے تین گروپوں
میں پیش کرتا ہے۔

متی، ہر بات کو قاعدے قرینے سے پیش کرنے کا عادی تھا۔ چنانچہ وہ
سارے بیان کو مختلف عنوانات کے مطابق ترتیب دیتا ہے۔ اگرچہ اس کی
انجیل کا تقریباً نصف حصہ ان ہی باتوں پر مشتمل ہے جو مرقس نے بیان کی
ہیں۔ مگر اس کا نمایاں اور خصوصی نقش مسیح کے عظیم خطابات ہیں۔ ابواب
۵ تا ۷ میں مشہور پہاڑی وعظ درج ہے۔ باب دس میں بادشاہی کے اعلان
کے بارے میں وعظ ہے جو بارہ کو بشارت کے لئے بھیجنے کے موقع پر دیا گیا
تھا۔ باب ۱۳ میں وہ بادشاہی کی ترقی اور قدر و قیمت کے بارے میں سات
تمثیلوں کا احاطہ کرتا ہے۔ باب ۱۸ میں بادشاہی میں طرز زندگی پر بحث کرتا
ہے۔ اس میں حلیمی و انکساری، بچوں کی روحانی بہبود اور نگہداشت اور معافی
شامل ہیں۔ باب ۲۳ میں وہ "افسوس" گونجتے ہیں جو اس نے لوگوں کو گمراہ
کرنے والے ریاکار مذہبی لیڈروں کے لئے کہے۔ باب ۲۴ اور ۲۵ میں وہ
مشہور خطاب درج ہے جو زیتون کے پہاڑ پر دیا گیا اور جس میں دوسری آمد
کا بیان ہے۔ یہ آدمی جس کا قلم قابل تحقیر و نفرت کاروبار میں استعمال ہوتا

تھا' اب وہ یسوع کے وعظوں کے اشارے لکھنے میں استعمال ہوتا ہے۔ اس نے اپنے کاروباری انداز بیان کو خداوند کے لئے وقف کر دیا۔

متی ان بے شمار لوگوں کے سلسلے کا پیش رو ہے جن کو خداوند نے تحریر و تصنیف کی خدمت کے لئے استعمال کیا۔ ان کی اعداد یا الفاظ کے بارے میں مہارت سے خداوند نے بہت کام لیا ہے۔ ان میں بہی کھاتے لکھنے والے' خزانچی' سیکرٹری' ایڈیٹر' صحافی' مصنف اور شاعر سب ہی شامل ہیں۔

متی نے اپنی بقیہ زندگی انجیل کی خوشخبری دوسروں تک پہنچانے میں گزار دی۔ روایت کے مطابق اس نے حبشہ اور فارس میں بشارت کی خدمت سرانجام دی۔ وہ جہاں بھی جاتا گواہی دے سکتا تھا کہ مسیح کی قدرت انتہائی حد تک بچاتی ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے زکائی کو خط لکھا (زکائی یریحو کا سب سے بڑا محصول لینے والا تھا) کہ اگر یسوع کبھی تمہارے شہر میں آئے تو اسے ضرور دیکھنا۔

دسواں باب

چھوٹا یعقوب اور یہوداہ (اسکریوتی نہیں)

بھولے بسرے پیرکار

ایک روایت ہے کہ کسی جگہ ایک نئے کیتھیڈرل کی تعمیر شروع ہوئی۔ اس کے انچارج نے وعدہ کیا کہ جو شخص اس کی تعمیر میں سب سے اہم حصہ ادا کرے گا' اس کو ایک نایاب تحفہ دوں گا۔ عمارت اٹھتی گئی۔ سارے لوگ اندازے لگاتے تھے کہ یہ انعام کون جیتے گا۔ ماہر تعمیرات؟ ٹھیکیدار؟ بڑھئی؟ سونے' لوہے' پیتل اور شیشے کے کام کے ماہر کاریگر؟ شاید وہ ترکھان جس نے الطار کے سامنے باریک کام کا جنگلہ لگایا ہے؟ چونکہ ہر شخص نے اپنے ہنر کے جوہر دکھائے تھے اس لئے جب گرجا مکمل ہوا تو شاہکار تھا۔ لیکن جب مقابلہ جیتنے والے کے نام کے اعلان کا وقت آیا تو سب کی حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ انعام ایک بوڑھی اور غریبانہ کپڑے پہنے ہوئے کسان عورت کو دیا گیا۔ اس نے کیا کیا تھا؟ وہ بڑی وفاداری سے ہر روز ان بیلوں کے لئے گھاس لایا کرتی تھی جو سنگ مرمر کے گڈے کھینچ کر سنگ تراش کو پہنچاتے تھے۔

چھوٹے چھوٹے کام اور غیر معروف افراد اہم ہوتے ہیں۔ عجیب بات

ہے کہ اکثر رسولوں کے بارے میں ہماری معلومات بہت تھوڑی ہیں۔ اس بات کا زیرِ نظر باب کی دونوں شخصیتوں پر خاص اطلاق ہوتا ہے۔ یہوداہ جس کو تدی بھی کہا جاتا ہے، اس نے بالاخانے میں یسوع سے ایک سوال پوچھا تھا۔ چھوٹے یعقوب کے بارے میں کہیں کچھ درج نہیں کہ اس نے کیا کہا یا کیا کیا۔ تاہم یسوع نے ان دونوں آدمیوں کو چن لیا تھا کہ بارہ شاگردوں میں شامل ہوں۔ انہوں نے بھی خداوند کے ارشادِ اعظم کو پورا کرنے میں نمایاں اور اہم کردار ادا کیا۔ وہ مسیح کے ان ہزاروں بھولے بسرے پیروؤں کے مثیل ہیں جن کی تعریف کوئی نہیں کرتا۔ وہ گمنام ہیرو ہیں۔ لیکن انہوں نے ہر زمانے میں مسلسل مگر خاموشی سے خداوند کا کام کیا ہے۔

یہوداہ —— تدی (تدی)

یسوع کے بارہ شاگردوں میں سے دو کا نام یہوداہ تھا۔ ان دنوں یہ عام پسندیدہ نام تھا۔ غور کریں کہ جب یوحنا لکھتا ہے کہ اس یہوداہ نے بالاخانے میں یسوع سے ایک سوال پوچھا تو وہ بڑی احتیاط سے اس کو غدار یہوداہ سے الگ کرتا ہے۔ "اس یہوداہ نے جو اسکریوتی نہ تھا۔ . . " (یوحنا ۱۴ : ۲۲)۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ بدنام یہوداہ کے ساتھ گڈمڈ ہونے کی شرمساری سے بچا رہے۔

اس نام کے ساتھ بدنامی کا داغ لگا ہوا تھا۔ شاید اسی لئے متی اور مرقس اس یہوداہ کا دوسرا نام استعمال کرتے ہیں۔ متی (۱۰ : ۳) اور مرقس (۳ : ۱۸) اس کو تدی کہتے ہیں جبکہ لوقا "یہوداہ" کہتا ہے (لوقا ۶ : ۱۶، اعمال ۱ : ۱۳)۔ فہرستوں کے مقابلے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دونوں نام ایک

ہی شخص کا بیان کرتے ہیں۔ تدی یا تدی کا مطلب ہے "پیارا / محبوب" یا "ولولہ رکھنے والا" یا "جی دار" یعنی جری (جرات مند)۔

اس کے خاندان کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں، گو لوقا اسے "یعقوب کا بیٹا" کہتا ہے۔ بعض لوگ غلطی سے یہوداہ کو یعقوب کا بھائی سمجھتے ہیں اور ساتھ ساتھ اس غلط فہمی کا بھی شکار ہوتے ہیں کہ یہی یعقوب یسوع کا بھائی تھا۔ اس طرح وہ یہوداہ کو بھی یسوع کا بھائی بنا دیتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ مسیح کے ایک بھائی کا نام یہوداہ تھا (متی ۱۳ : ۵۵) لیکن یہوداہ رسول یسوع کا بھائی نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس کے بھائیوں میں سے کوئی بھی اس کے جی اٹھنے سے پہلے اس پر ایمان نہیں لایا تھا (یوحنا ۷ : ۵)۔

ایک اور غلط فہمی بھی عام ہے کہ جو یہوداہ بارہ شاگردوں میں شامل تھا یہوداہ کا خط اس نے لکھا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط اس یہوداہ نے لکھا ہے جو یعقوب اور یسوع کا بھائی تھا (یہوداہ آیت ۱)۔ یہوداہ کے خط کا مصنف اپنے آپ کو رسولوں کے حلقے سے باہر رکھتا ہے اور "ہم" کی بجائے "وہ" استعمال کرتا ہے (یہوداہ ۱۷ : ۱۸)۔

یہوداہ کا سوال (یوحنا ۱۴ : ۲۲)

یہوداہ کے کچھ کرنے یا کہنے کے بارے میں صرف ایک ہی بات کا ذکر ملتا ہے۔ اور یہ ایک سوال ہے جو اس نے بالاخانے میں یسوع سے پوچھا تھا۔ دوسرے شاگردوں کی طرح وہ بھی گھبرا گیا تھا اور کچھ نہیں سمجھا تھا۔ اس کی دنیاوی بادشاہی کی امید تیزی سے ختم ہو رہی تھی۔ چند روز پہلے یسوع گدھی کے بچے پر سوار ہو کر یروشلیم میں داخل ہوا تھا تو ایک بڑی

بھیڑ نے اس کا استقبال کیا تھا۔ اور جب یسوع نے ہیکل کو پاک صاف کیا تو حالات بہت اچھے اور سازگار لگ رہے تھے۔ شاید یہوداہ بھی سوچتا ہو کہ اب یسوع ہر ایک پر اپنی اصل شناخت ظاہر کرنے کو ہے۔ اور ہم بھی اس کے ساتھ ظاہر کئے جائیں گے۔

لیکن یسوع نے اپنے آپ کو اس طرح ظاہر نہ کیا۔ اس نے ذکر کیا کہ میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں اور اعلان کیا کہ باپ کے گھر کی راہ میں ہوں۔ اس کے بعد یہ کہا کہ "میں تمہیں یتیم نہ چھوڑوں گا۔ میں تمہارے پاس آؤں گا۔ تھوڑی دیر باقی ہے کہ دنیا مجھے پھر نہ دیکھے گی مگر تم مجھے دیکھتے رہو گے۔ چونکہ میں جیتا ہوں، تم بھی جیتے رہو گے۔ اس روز تم جانو گے کہ میں اپنے باپ میں ہوں اور تم مجھ میں اور میں تم میں۔ جس کے پاس میرے حکم ہیں اور وہ ان پر عمل کرتا ہے وہی مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ وہ میرے باپ کا پیارا ہوگا اور میں اس سے محبت رکھوں گا اور اپنے آپ کو اس پر ظاہر کروں گا" (یوحنا ۱۴ : ۱۸ - ۲۱)۔

یہ موقع تھا جب یہوداہ نے پوچھا کہ " اے خداوند ! کیا ہوا کہ تو اپنے آپ کو ہم پر تو ظاہر کیا چاہتا ہے مگر دنیا پر نہیں ؟ " (آیت ۲۲)۔ شاید یہوداہ بالواسطہ یہ کہہ رہا تھا کہ "اپنے آپ کو شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ ظاہر کر، ہماری قوم کے تخت کا دعویٰ کر اور پھر ساری دنیا پر حکومت کر۔"

یسوع کا جواب دراصل دوسرے لفظوں میں وہی بات تھی جو اس نے ابھی ابھی کہی تھی "اگر کوئی مجھ سے محبت رکھے تو وہ میرے کلام پر عمل کرے گا۔ اور میرا باپ اس سے محبت رکھے گا۔ اور ہم اس کے پاس آئیں گے اور اس کے ساتھ سکونت کریں گے۔ جو مجھ سے محبت نہیں رکھتا، وہ

میرے کلام پر عمل نہیں کرتا۔ اور جو کلام تم سنتے ہو وہ میرا نہیں بلکہ باپ کا ہے جس نے مجھے بھیجا" (آیات ۲۳، ۲۴)۔

دراصل یسوع کہہ رہا تھا کہ " دیکھو یہوداہ، میں اس قسم کا بادشاہ نہیں بن سکتا جیسا تم چاہتے ہو۔ یہ باپ کی مرضی نہیں۔ میری بادشاہی کا اعلان سنسنی خیز یا نہایت شاندار طریقے سے نہیں ہوسکتا۔ اس کا اعلان چھتوں پر سے للکار اور پکار کر یا دشمنوں کی تباہی سے نہیں ہوسکتا۔ بلکہ میری بادشاہی محبت کی بادشاہی ہے جو ایک دل سے دوسرے دل تک پھیلتی چلی جائے گی۔ اور صرف اسی طرح ساری دنیا میں پھیل جائے گی۔

" وہ دن آتا ہے کہ میں علانیہ ظاہر کروں گا کہ میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ لیکن تخت سے پہلے صلیب کا آنا ضرور ہے۔ کل تم مجھے مرتے ہوئے دیکھو گے مگر تم اکیلے نہیں چھوڑے جاؤ گے۔ جب تک تم میرے کلام پر عمل کرتے رہو گے میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

ایک بزرگ صاحب فراش تھے۔ پاسٹر ان کی عیادت کو آیا تو دیکھا کہ پلنگ کی دوسری طرف ایک خالی کرسی رکھی ہے اور ایسے زاویہ پر رکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ملاقاتی ابھی ابھی اٹھ کر گیا ہے۔ پاسٹر نے پوچھا کہ ابھی ابھی کون آیا تھا۔ تو مریض نے وضاحت سے بیان کیا کہ "برسوں گزرے کہ میرے لئے دعا مانگنا ناممکن تھا۔ میں گھٹنے ٹیک کر دعا مانگنے لگتا تو ایک منٹ میں سو جاتا تھا کیونکہ بہت تھکا ہوتا تھا۔ ایک دوست نے مجھے بتایا کہ گھٹنے ٹیکنا ضروری نہیں بس پلنگ پر بیٹھو۔ ایک کرسی اپنے سامنے رکھو۔ اور فرض کرو کہ یسوع اس کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور ایک دوست کی طرح اس سے باتیں کرو۔ تب سے میں ایسا ہی کرتا آرہا ہوں۔"

چند دنوں بعد وہ معذور بزرگ رحلت کر گیا۔ اس کی بیٹی نے ماتم کرتے ہوئے پاسٹر کو بتایا کہ "میں نے ان کو صرف چند منٹوں کے لئے چھوڑا تھا کیونکہ لگتا تھا کہ بڑے سکون سے سو رہے ہیں۔ میں واپس آئی تو وہ انتقال کر چکے تھے۔ جب سے میں نے انہیں دیکھا تھا وہ بالکل نہیں ہلے تھے۔ صرف ان کا ہاتھ پلنگ کے پاس پڑی خالی کرسی کی طرف بڑھا ہوا تھا۔ معلوم نہیں اس کا کیا مطلب ہے۔" اس پر پاسٹر نے خالی کرسی کا مطلب سمجھایا۔

رفتہ رفتہ یسوع کے جواب کا مطلب یہوداہ کی سمجھ میں بھی آ گیا۔ جب وہ فرمانبرداری کی راہوں پر چلتا تھا تو جان جاتا تھا کہ اس کی تسلی بخش حضوری میرے ساتھ ہے۔ روایت کے مطابق یہوداہ نے دریائے فرات کے قرب و جوار میں عدیسہ کے علاقے میں بشارت دی۔ ایک اور روایت کے مطابق اس نے آرمینیا میں کلیسیا قائم کرنے میں کسی دوسرے رسول کے ساتھ مل کر کام کیا تھا۔ پھر وہ کردستان کی طرف نکل گیا جہاں اسے تیروں سے شہید کیا گیا۔

چھوٹا یعقوب

یعقوب نام کے تین افراد یسوع کے قریب تھے۔ کلیسیا کی تاریخ اور آرٹ میں اکثر ان تینوں کی شناخت کو گڈمڈ کر دیا جاتا ہے۔ تینوں کی شناخت یہ ہے۔

☆ **یعقوب :** جو بارہ شاگردوں میں سے تین کے اندرونی حلقے میں شامل تھا۔ وہ یوحنا کا بھائی اور "گرج کے بیٹوں" میں سے ایک تھا۔ اسے

ہیرودیس نے مروا دیا۔ وہ دوسرا شہید ہے جس کا حال اعمال کی کتاب میں درج ہے۔

☆ **یعقوب :** یہ یسوع کا بھائی تھا۔ وہ مسیح کے جی اٹھنے کے بعد اس کے پیروؤں میں شامل ہوا۔ وہ یروشلیم کی کلیسیا کا سربراہ بنا (اعمال ۱ : ۱۴، ۱۵ : ۱۳، گلتی ۲ : ۹، ۱۲)۔

☆ **چھوٹا یعقوب :** ساری فہرستوں میں نواں شاگرد (متی ۱۰ : ۳، مرقس ۳ : ۱۸، لوقا ۶ : ۱۵، اعمال ۱ : ۱۳)۔

نئے عہدنامے میں قطعاً کوئی ذکر نہیں کہ اس یعقوب نے کیا کیا یا کیا کہا لیکن تمام فہرستوں میں یہ ضرور بتایا گیا کہ وہ "حلفئی کا بیٹا" تھا۔ مرقس بیان کرتا ہے کہ اس کی ماں کا نام مریم تھا۔ البتہ یہ یسوع کی ماں مریم نہ تھی۔ یہ مریم یسوع سے بے حد محبت رکھتی تھی۔ اس لئے ان عورتوں میں موجود تھی جو صلیب کے پاس کھڑی تھیں (مرقس ۱۵ : ۴۰)۔ مرقس یہ بھی لکھتا ہے کہ یہ مریم یوسیس کی ماں بھی تھی اور مرقس ہی نے یعقوب کو "چھوٹے" کا لقب دیا ہے (آیت ۴۰)۔

یعقوب کی اصل اور خاص رشتہ داریوں کا پتہ لگانے کی کوشش بے سود ہے۔ چونکہ متی کے باپ کا نام حلفئی تھا اس لئے بعض علما دعویٰ کرتے ہیں کہ متی اور چھوٹا یعقوب بھائی تھے۔ اس طرح بارہ شاگردوں میں بھائیوں کی ایک اور جوڑی کا اضافہ ہو جاتا ہے (مرقس ۲ : ۱۴)۔ مگر یہ خالصتاً خیالی بات ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ حلفئی اور کلوپاس ایک ہی شخص تھا۔ ایسی صورت میں چھوٹا یعقوب کلوپاس اور مریم کا بیٹا ہوتا۔ لیکن پاک

کلام میں ہمیں یہ نہیں بتایا گیا۔

روایات اس کے بشارتی کاموں کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں بتاتیں۔ اور اس کی وفات سے متعلق بیانات میں بھی تضاد پایا جاتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق چھوٹے یعقوب کو سنگسار کیا گیا۔ لیکن وہ مرا نہیں۔ بعد میں اسے آرے سے چیرا گیا۔

یعقوب کے لقب میں "چھوٹا یا کم تر" ہونا پایا جاتا ہے۔ یونانی میں چھوٹا کے لئے "مائکرو" (Micro) استعمال ہوتا ہے۔ فارسی میں اس کا مترادف "خرد" اور عربی میں "صغیر" ہے۔

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ یوحنا کے بھائی بڑے یعقوب سے عمر میں چھوٹا تھا۔ ایک مفسر تو یہاں تک کہتا ہے کہ وہ یوحنا کے بھائی یعقوب کا بیٹا اور اس طرح زبدی کا پوتا تھا۔

بعض علماء کی رائے میں اس کا "چھوٹا" ہونا قد کے چھوٹے ہونے کے باعث ہے۔ وہ اس کے نام کا ترجمہ 'کوتاہ یعقوب' کرتے ہیں۔

اکثر علماء کا خیال ہے کہ "چھوٹا" یعقوب کے درجہ یا اثر و رسوخ کی نشان دہی کرتا ہے جو اس کو یوحنا کے بھائی یعقوب کے مقابلے میں حاصل تھا' کیونکہ یعقوب تین کے اندرونی حلقے میں شامل تھا۔ وہ "اعلیٰ یعقوب" کے مقابلے میں "ادنیٰ یعقوب" تھا۔ علماء کا خیال ہے کہ اسے یہ لقب اس لئے دیا گیا تھا کہ خداوند کے بھائی یعقوب سے الگ پہچانا جاسکے۔ خداوند کا بھائی یعقوب آخرکار یروشلیم کی کلیسیا کا سربراہ ہوا۔ چھوٹے یعقوب کو یعقوب دوم بھی کہا گیا ہے۔

چھوٹے یعقوب کی اہمیت

قدرت کی بہت سی عجیب و غریب اور حیرت افزا اشیاء بہت چھوٹی چھوٹی ہیں۔ ایک عام پسو اپنے قد سے دو سو (۲۰۰) گنا بلند چھلانگ لگا سکتا ہے۔ اگر انسان اسی نسبت سے چھلانگ لگا سکے تو پیرس کے ایفل ٹاور (بلندی ۹۸۴ فٹ) کے اوپر سے کود سکتا ہے۔ ایک مکھی دیا سلائی کی تیلی کو اٹھا کر چل سکتی ہے۔ اسی نسبت سے انسان تیس فٹ لمبا شہتیر اٹھا کر چل سکتا ہے۔

فرض کی ادائیگی میں چھوٹی سی کوتاہی کا نتیجہ زبردست تباہی ہوسکتا ہے۔ ایک عورت پارٹیوں پر جانے کے لئے اکثر اپنے بچوں کو گھر پر چھوڑ جایا کرتی تھی۔ وہ کہا کرتی تھی کہ "میرے بغیر وہ اداس نہیں ہوں گے۔" ایک دن اس کی غیرحاضری میں مکان کو آگ لگ گئی اور اس کے دو ننھے منے بچے زندگی سے محروم ہو گئے۔

ایک سنتری ذرا سی دیر کے لئے چوکی کو چھوڑ گیا۔ "خیر ہے۔ کسی کو خبر نہ ہو گی۔" مگر اسی دوران دشمن نے اچانک حملہ کر دیا اور اس کے کئی ساتھی زخمی ہو گئے۔

"میری غیرحاضری سے کسی کو کچھ نہیں ہوگا۔" اسی خیال سے کلیسیا کا ایک ممبر ایک اتوار عبادت میں شامل نہیں ہوا۔ پھر اگلے اتوار بھی۔ پھر ایک اور اتوار اسی طرح گزر گیا۔ اور پھر وہ حیران ہونے لگا کہ میں کیوں کثرت کی زندگی سے لطف اندوز نہیں ہو رہا۔

اس کے برعکس تھوڑی سی وفاداری سے بڑے بڑے کام ہو جاتے ہیں۔ یسوع نے فرمایا "جو تھوڑے سے تھوڑے میں دیانتدار ہے' وہ بہت میں بھی دیانتدار ہے . . . " (لوقا ۱۶ : ۱۰)۔ مہربانی کے چھوٹے چھوٹے کام بار

بار کرنے سے محبت کے بڑے بڑے کام کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ چھوٹے سے مواقع پر آزمائش کا مقابلہ کرنے سے انکار کے باعث بڑے مواقع پر ہمت جواب دے جاتی ہے۔

یوسف فوطیفار کے گھر کے انتظام و انصرام میں جانفشانی کرتا تھا۔ اس طرح وہ اس لائق ہو گیا کہ قحط سالی کے دوران اسے مصر پر حکمرانی کرنے کی ذمہ داری سونپی جائے۔ داؤد سنسان پہاڑیوں میں بھیڑوں کی محافظت میں وفادار رہا اور ان کو ریچھوں اور شیروں کے منہ سے چھڑا لاتا رہا۔ اس طرح وہ دشمنوں کے حملوں کے مقابلے میں اسرائیلی قوم کی گلہ بانی کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

چھوٹا یعقوب اور یہوداہ پس پردہ رہ کر اپنی ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔ ان کا مقصد شہرت حاصل کرنا نہیں بلکہ وفاداری تھا۔ یسوع نے ان کے دل کی نیت کو دیکھا۔ چنانچہ ان کو بارہ شاگردوں میں شامل کر لیا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ بشارتی کام میں نمایاں حصہ ادا کریں گے۔ یہ دونوں اپنا کام وفاداری، صبر اور فروتنی سے کرتے رہے۔ ان کی قبروں پر اس مضمون کا کتبہ نصب کیا جاسکتا ہے "انہوں نے اپنے مقدور بھر کیا۔"

سالہاسال سے خداوند کا کام اکثر ان لوگوں کی وجہ سے جاری ہے جو چھوٹے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کام کرتے رہتے ہیں۔ ان کے بارے میں نہایت تھوڑا معلوم ہے۔ خداوند کا کام ان لاتعداد مقدسین کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا جو ہر جگہ اپنی نعمتوں کو بروئے کار لا رہے ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ "اس دنیا میں بہت کچھ ہو سکتا ہے بشرطیکہ پروا نہ کی جائے کہ تعریف کس کی ہوتی ہے۔" بہت سے پاسبان دور دراز کے دیہات میں ہر قسم

کی قربانی دے کر دن رات محنت کرتے ہیں۔ بڑی بڑی کانفرنسوں میں ان کی آواز کبھی سنائی نہیں دیتی۔ نہ وہ کسی بورڈ کے ممبر چنے جاتے ہیں۔ بہت سے مشنری دنیا کے دور دراز گوشوں میں مشقت اٹھاتے ہیں حالاں کہ ان کی کوئی عزت افزائی نہیں ہوتی۔

ایک غریب محنت کش لڑکی ایک کلیسیا میں شامل ہونا چاہتی تھی۔ "میں نے مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کر لیا ہے" اس نے کلیسیا کے ایلڈروں کو بتایا۔ ایک عہدیدار اس سے پوچھنے لگا "تمہیں کیسے علم ہے کہ تمہاری نئی پیدائش ہوئی ہے؟" لڑکی نے جواب دیا "مجھے پورا یقین ہے کیونکہ اب میں قالینوں کے اردگرد ہی نہیں بلکہ ان کے نیچے سے بھی صفائی کرتی ہوں۔" مسیح کی محبت اس کے دل میں بھر گئی تھی۔ وہ اس کا اظہار اپنے انداز سے بہترین طریقے سے کر رہی تھی۔ وہ کوئی خوش الحان گانے والی نہ تھی کہ سامعین کو مسحور کر دیتی۔ نہ وہ خوبصورت تصاویر بنا سکتی یا ادبی شاہکار تخلیق کر سکتی تھی۔ لیکن وہ قالینوں اور دریوں کے نیچے سے صفائی کر سکتی تھی۔ وہ چھوٹے سے چھوٹے کام میں دیانت دار تھی۔

بائبل مقدس میں بے شمار گمنام سپاہی ہیں۔ نتنیم کو ہیکل میں ادنیٰ ترین خدمات تفویض کی گئی تھیں۔ لیکن ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں (عزرا ۲ : ۴۳، ۸ : ۲۰)۔ اس شخص کا نام کون جانتا ہے جس نے یسوع کو گدھی کا وہ بچہ دیا تھا جس پر سوار ہو کر وہ یروشلیم میں داخل ہوا تھا؟ اور وہ آدمی کون تھا جس نے آراستہ بالاخانہ آخری فسح کے لئے دیا تھا؟ مجوسیوں کے نام کسی کو معلوم نہیں۔ اور وہ لڑکا کون تھا جس نے پانچ ہزار کو سیر کرنے کے لئے اپنا کھانا دے دیا؟

اگرچہ یہوداہ اور چھوٹے یعقوب کے نام تو معلوم ہیں لیکن ان کے بارے میں معلومات نہایت ہی تھوڑی ہیں۔ وہ ان بے شمار بے نام لوگوں کے نمائندہ ہیں جو صدیوں سے وفاداری کے ساتھ خداوند کی خدمت کرتے آرہے ہیں۔ وہ بھولے بسرے پیروؤں کی فوج کے پیشوا ہیں۔

کس نے بائبل مقدس کو ہمارے لئے محفوظ رکھا؟ وہ لوگ جن کو "مسورہ کے عالم" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، دن رات مصروف رہتے تھے۔ بڑی محنت اور احتیاط کے ساتھ پاک نوشتوں کے الفاظ کو ہاتھ سے نقل کرتے تھے۔ جب ہم کسی گرجے کی عظیم الشان عمارت کو دیکھتے ہیں، یا کوئی چھوٹا سا گرجا ہماری نظروں میں آتا ہے تو ہمیں یاد کرنا چاہئے کہ شاید چند بھولے بسرے افراد نے ایمان، رویا، وسائل اور دعاؤں کو یکجا کیا اور برسوں پہلے اس کام کا آغاز کیا۔

وفا شعاروں کا اجر

یہوداہ اور چھوٹے یعقوب کو بارہ شاگردوں کی فہرست میں نچلا درجہ حاصل تھا۔ یعقوب ہمشہ نویں نمبر پر ہے۔ یہوداہ کو دو دفعہ دسویں اور دو دفعہ گیارہویں نمبر پر رکھا گیا ہے۔ دراصل یہ سب سے نچلا درجہ تھا کیونکہ بارہواں تو غدار یہوداہ کے لئے وقف تھا۔ لیکن نئے یروشلیم میں "شہر پناہ کی بارہ بنیادیں تھیں اور ان پر برہ کے بارہ رسولوں کے بارہ نام لکھے تھے" (مکاشفہ ۲۱ : ۱۴)۔ پطرس کا نام یہوداہ یا چھوٹے یعقوب کے نام سے زیادہ جلی حروف میں نہیں کھدا ہوگا۔

اس روز ہم کو بارہ میں سے مقابلتاً" کم معروف افراد کے بارے میں

بہت کچھ معلوم ہو جائے گا۔ اور ان افراد کے بارے میں جن کے نام نئے عہدنامے میں سرسری طور پر آئے ہیں مثلاً اپفردتس (فلپی ۲ : ۲۵)، ستفناس (۱۔ کرنتھی ۱۶ : ۱۵)، فیبے (رومیوں ۱۶ : ۱، ۲)، نمفاس (کلسیوں ۴ : ۱۵)، انیسفرس (۲۔ تیم ۱ : ۱۶)۔ ہم کو "وفادار شہید انتپاس" (مکاشفہ ۲ : ۱۳) کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہوں گی۔ ہماری ملاقات ان بے شمار گمنام مقدسینؔ سے بھی ہو گی جو صدیوں سے پوری وفاداری سے محنت کرتے آرہے ہیں۔ اس دنیا میں لوگ اپنے نام سنگ مرمر کی یادگاروں پر کندہ کرواتے ہیں کہ ہم نے معرکے سر کئے ہیں۔ وہ دن آتا ہے کہ یہ یادگاریں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی، زمین بوس ہو جائیں گی۔ لیکن جو کوئی خدا کی مرضی پوری کرتا ہے ہمیشہ تک قائم رہے گا۔

غیراہم لیکن وفادار خدمت کے صلے میں ان گمنام خادموں کی عزت افزائی کی جائے گی۔ "اس لئے کہ خدا بے انصاف نہیں جو تمہارے کام اور اس محبت کو بھول جائے جو اس نے تمہارے نام کے واسطے اس طرح ظاہر کی کہ مقدسوں کی خدمت کی اور کر رہے ہو" (عبرانیوں ۶ : ۱۰)۔ اس وقت تک ہم ثابت قدم رہیں، لرزش نہ کھائیں، ہر وقت خداوند کے کام میں افزائش کرتے رہیں۔

پولس نے توجہ دلائی ہے کہ بعض نیک کام فوراً" نظروں میں آجاتے ہیں۔ لیکن "جو ایسے نہیں ہوتے (یعنی دیر میں تسلیم کئے جاتے ہیں) وہ بھی چھپ نہیں سکتے"۔ لازم ہے کہ آخرکار ان کو بھی تسلیم کیا جائے گا اور روز حساب ان کا بھی اجر دیا جائے گا (۱۔ تیم ۵ : ۲۵)۔ اچھے کام ہمیشہ تک چھپے نہیں رہ سکتے۔

آسٹر کی کتاب میں درج ہے کہ مردکی نے بادشاہ کے خلاف قتل کی سازش کو بے نقاب کر کے اخسویرس بادشاہ کی جان بچائی۔ اس کی کوئی تعریف نہ ہوئی۔ سال گزرتے گئے۔ مردکی سوچتا ہو گا کہ میرے کام کی کسی کو خبر تک نہیں ہوئی ہوگی۔ لیکن ایک رات بادشاہ کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ اس نے تاریخ کی کتابیں نکلوائیں اور اسے معلوم ہوا کہ مردکی نے نہ صرف میری جان بچائی بلکہ اسے کچھ اجر بھی نہیں دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مردکی وزیراعظم کے عہدہ پر سرفراز ہوا۔

بہت سے اچھے کام دانستہ باجے گاجے کے بغیر یا گمنامی کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ جو لوگ اپنی خداپرستی اور پارسائی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں ان کو لوگوں کی طرف سے تعریف و توصیف کی صورت میں اجر مل جاتا ہے۔ لوگ چرچا کرتے ہیں "کیسا نیک آدمی ہے!" لیکن جو لوگ ایسا کرنا نہیں چاہتے' ایک دن خدا ان کی تعریف کرے گا اور آسمان پر ان کو اجر دے گا۔

۱۸۸۰ء کے موسم گرما کا واقعہ ہے کہ طب کا ایک جوان طالب علم میری لینڈ کے زرعی علاقے میں گھر گھر پھر کر کتابیں بیچ رہا تھا تاکہ کالج کے اخراجات پورے کرنے کو کچھ کما لے۔ شام ہونے کو تھی۔ وہ تھکن اور پیاس سے بے حال ہو رہا تھا۔ اس نے ایک دروازے پر دستک دی۔ گھر میں سوائے ایک خوش باش نوعمر لڑکی کے کوئی نہ تھا۔ اس نے کہا "ماں بیوہ ہے کتابیں خریدنے کو ہمارے پاس کوئی پیسہ نہیں۔"

طالب علم نے ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس مانگا۔ لڑکی نے اسے پانی کی بجائے ٹھنڈے دودھ کا گلاس پیش کیا۔ پیاسے طالب علم نے ٹھنڈے دودھ کے دو گلاس پیئے۔ لڑکی نے پیسے لینے سے انکار کرتے ہوئے بتایا "ماں کہتی

ہے اجنبیوں سے مہربانی سے پیش آنا چاہئے۔"

چند سالوں بعد وہ طالب علم ایک ہسپتال میں جراحت کا سب سے بڑا ڈاکٹر مقرر ہوا۔ ایک دن وہ وارڈوں کا راؤنڈ کر رہا تھا۔ اس کی نظر ایک چہرے پر پڑی۔ اس نے فوراً پہچان لیا کہ برسوں پہلے اس نے مجھے دودھ کے گلاس پلائے تھے۔ مریضہ کی حالت نازک تھی۔ اس سب سے بڑے ڈاکٹر نے اس پر خصوصی توجہ دی۔ اس کو ایک پرائیویٹ کمرے میں منتقل کر دیا گیا جہاں چوبیں گھنٹے نرسیں دیکھ بھال کرتی تھیں۔ طبی سائنس کا سارا علم اس پر استعمال ہوا۔

ہفتوں کی تیمارداری اور علاج کے بعد مریضہ کی حالت سنبھل گئی۔ اس نے ایک نرس کو کہتے سنا "کل آپ گھر چلی جائیں گی۔" پہلے تو وہ عورت بہت خوش ہوئی۔ پھر کہنے لگی "میں تو اس سارے علاج کے خرچ کے لئے فکرمند ہوں۔ بل تو بہت زیادہ ہو گا۔" نرس نے کہا "میں ابھی بل لاتی ہوں۔"

اس عورت نے بل لیا۔ اپریشن اور ہسپتال میں دیکھ بھال کے اخراجات دیکھے تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ "میں یہ کس طرح ادا کر سکوں گی؟"۔ لیکن صفحے کے نچلے حصے پر نظر پہنچی تو لکھا تھا "ایک گلاس دودھ سے پوری ادائیگی ہو گئی۔ ہاورڈ اے۔ کیلی ایم۔ ڈی۔"

گیارھواں باب

شمعون ---- زیلوتیس

جو لوگ مذہب میں بے حد سرگرم ہوتے ہیں ان کو "کٹر" (اور بعض اوقات "متعصب" بھی) کہا جاتا ہے۔ یسوع کے شاگردوں میں سے بھی ایک ایسا ہی سرگرم تھا کیونکہ اس کو "شمعون زیلوتیس" (مذہبی غیرت رکھنے والا) کہا گیا ہے۔ یہ لقب اس کے کردار کے بارے میں واحد اشارہ ہے۔

بارہ شاگردوں میں دو کا نام شمعون تھا۔ ایک تو مشہور شمعون پطرس ہے اور دوسرا یہ غیرمعروف شمعون زیلوتیس ہے۔ دراصل اس کا ذکر صرف شاگردوں کی چاروں فہرستوں میں آتا ہے (متی ۱۰ : ۴، مرقس ۳ : ۱۸، لوقا ۶ : ۱۵، اعمال ۱ : ۱۵)۔ روایت کے مطابق اس کو یسوع کے پیچھے چلنے کی بلاہٹ اس وقت ہوئی جب وہ گلیل کی جھیل پر مچھلیاں پکڑ رہا تھا۔ ایک اور مشہور روایت کے مطابق قانائے گلیل کی شادی میں وہی دلہا تھا۔ لیکن یہ روایتیں ہی ہیں وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

نئے عہدنامے میں شمعون زیلوتیس کی ذاتی تاریخ نہیں دی گئی۔ نہ صرف یہ بلکہ فہرست میں اس کا نام تقریباً آخر میں آتا ہے۔ دو فہرستوں میں وہ گیارھویں نمبر پر اور دو میں دسویں نمبر پر ہے۔ چونکہ بدنام یہوداہ ہمیشہ بارھواں ہوتا ہے اس لئے شمعون زیلوتیس آخری یا آخری سے پہلے نمبر پر

آتا ہے۔ اگرچہ اس کا درجہ نیچے ہے لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ستر شاگردوں میں اس کا درجہ اونچا تھا، کیونکہ یسوع نے اسے بارہ میں شامل ہونے کے لئے چن لیا تھا۔

اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں اور کوئی خوبی ہو نہ ہو وہ سرگرم، جوشیلا اور ولولہ انگیز شخص تھا۔

وہ زیلوتیس تھا

یسوع کے زمانے میں یہودیوں میں کئی فرقے تھے۔ مثلاً فریسی، صدوقی، اسینی اور زیلوتیس۔ زیلوتیس فرقہ سب سے آخر میں ایک بڑی پارٹی کی صورت میں ابھرا تھا۔ شمعون زیلوتیس اس فرقے کا ممبر تھا۔ متی اور مرقس دونوں نے اس کو "قنانی" بیان کیا ہے جس کا مطلب ہے "غیرتمند" (ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔ "قنانی" دراصل ارامی زبان میں "زیلوتیس" کو کہتے ہیں۔ لوقا (۶ : ۱۵) نے بجا طور پر زیلوتیس کا لفظ استعمال کیا ہے۔ لفظ "قنانی" سیاسی لقب ہے۔ شمعون ایک یہودی انتہا پسند تھا۔

زیلوتیس فرقے کا آغاز ۱۶۷ ق م میں ہوا۔ ایک معمر کاہن **متتیاہ** نے یروشلیم کے ایک نواحی گاؤں میں **انطاکس ایفنیس** کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اس کے پانچ بیٹوں نے یہودیوں کے لئے مذہبی اور سیاسی آزادی حاصل کرنے میں اس کا ساتھ دیا۔ مگر حالات نہایت دشوار اور ناسازگار تھے۔ **متتیاہ** کی وفات کے بعد اس کے سب سے بڑے بیٹے یہوداہ مکابی نے جو "ہتھوڑا باز" کے نام سے مشہور تھا قیادت سنبھالی۔ یہودی تاریخ کا یہ شاندار مکابی دور رومیوں کی فتح یابی کے ساتھ ختم ہوگیا۔

اگرچہ یہ امن اور خوشحالی کا دور تھا اور حکومتی نظام خاطرخواہ تھا، مگر فلسطین کی حالت ہمیشہ ایک خفتہ آتش فشاں جیسی تھی جو کسی وقت بھی اچانک ہنگامہ خیزی اور تشدد پر ابھر سکتا تھا۔ ہیرودیس اعظم نے سیاسی چالوں کے وسیلے سے برسوں تک امن وامان کا بھرم قائم رکھا۔ اس نے اپنی حکمت عملی سے روم سے یہودیوں کے لئے کئی مراعات حاصل کیں۔ لیکن اس کی وفات کے بعد فلسطین بھڑک اٹھا۔ گلیل میں یہوداہ نامی ایک فتنہ انگیز اور بلوائی شخص نے شاہی محل پر حملہ کر دیا۔ اسلحہ خانے کو توڑ کر اپنے پیروؤں کو مسلح کیا اور بغاوت کا آغاز کر دیا۔ مگر جلد ہی ناکام ہو گیا۔ اس کے تھوڑے عرصے بعد کورنیس یہودیہ کا گورنر مقرر ہوا۔ اس نے مردم شماری کا حکم دیا۔ اس پر ملک پھر بغاوت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس بغاوت کا لیڈر بھی یہوداہ تھا۔ بغاوت کے نتیجے میں قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا جس میں یہوداہ بھی مارا گیا۔ اس پس منظر سے وہ گروہ پیدا ہوا جو ' زیلوتیس' کے نام سے مشہور ہوا۔

اس سے ایک صدی پیشتر جب مکابیوں کا بانی متتیاہ قریب الموت تھا اس نے وصیت کی کہ " اے بیٹو، تمہیں شریعت کے لئے غیرت ہو۔ اپنے اجداد کے عہد کے لئے اپنی جان دے دو" (غیر مستند کتب۔ ۱۔ مکابی ۲ : ۵۰)۔ یہیں سے "زیلوتیس" (غیرت مند) کے نام کا آغاز ہوا۔ ان کو کٹر، انتہا پسند، نیم انقلابی سمجھا جاتا تھا جو ہر غیرملکی طاقت کے سخت مخالف تھے۔ وہ اپنی مثالی منزل کو پانے کے لئے بے جگری سے بے دھڑک ہو کر مردانہ وار لڑتے تھے۔ ان کو اپنے جان و مال کی کچھ پروا نہ ہوتی تھی۔

" زیلوتیسوں " نے بڑھ کر خفیہ تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ وہ ظلم و

تشدد اور تخریب کاری سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔ خیال ہے کہ برابا بھی ایک زیلوتیس تھا۔ اسی برابا کو قتل اور بغاوت کے جرم میں قید کیا گیا اور یسوع کی جگہ چھوڑا گیا تھا۔ غالب امکان ہے کہ اعمال ۲۱ : ۳۸ میں جن "غازیوں" کا ذکر ہے وہ بھی زیلوتیس تھے۔

مورخین زیلوتیسوں کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں کہ ان کی انتہا پسندی نے آخرکار یہودی ریاست کو تباہ و برباد کر دیا۔ جب ۶۷ء میں یروشلیم کا محاصرہ ہوا تو زیلوتیسوں نے ایک طرح کی خانہ جنگی شروع کر دی۔ وہ ہر اس شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے جو رومی حکومت کے ساتھ میانہ روی کی پالیسی اختیار کرنے کی بات کرتا تھا۔ ان کی وجہ سے محاصرہ طول کھینچ گیا اور ان کے فاتحین غضبناک ہو گئے۔

مسادا (Masada) بحیرۂ مردار کے مغربی کنارے پر تقریباً ناقابل تسخیر قلعہ تھا۔ یہ قلعہ ان کی انتہا پسندی کو ظاہر کرتا ہے۔ یہاں کے تقریباً ایک ہزار (۱۰۰۰) باشندے آخری منٹ تک رومیوں کے خلاف ڈٹے رہے۔ ان کے شعلہ بیان لیڈر نے تقریر کی جس کے جواب میں انہوں نے اپنے بیوی بچوں کو قتل کر دیا اور پھر خود اپنی جانیں لے لیں۔

یہ حقائق ہمیں شمعون زیلوتیس کے پس منظر کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ وہ تندخو محب وطن شخص تھا۔ اور بارہ شاگردوں میں ایک لحاظ سے آزادی کی جنگ لڑنے والا ایسا انتہا پسند تھا جو رومی غلبے کا سخت مخالف تھا۔ اس کے ہم وطن غیرحکومت کی طرف سے عائد کردہ ٹیکسوں کے خلاف نبردآزما تھے۔ وہ ایک کے بعد ایک سازش کرتے رہتے تھے تاکہ ان کے نقطہ نظر کی تشہیر ہو۔ وہ مذہبی جوش اور غیرت کے نام پر ہر قسم کے ظلم اور

دہشت گردی کو روا سمجھتے تھے۔

ذرا تصور کریں کہ ایک زیلوتیس آدمی رات کو اپنے گھر سے دبے پاؤں نکلتا ہے۔ دشمنوں کے سنتریوں سے بچنے کے لئے گلیوں میں آنکھ مچولی کھیلتا ہوا آگے بڑھتا ہے۔ ایک دیوار پھاندتا ہے۔ ایک بیرونی چوکی پر ایک اونگھتے ہوئے رومی سپاہی کو ایک ہی ضرب سے ہلاک کر دیتا اور پھر چپکے سے گھر واپس آجاتا ہے۔

اگرچہ شمعون یہاں تک نہیں گیا ہو گا لیکن وہ ایسا شخص تھا جس کے سامنے ایک مقصد تھا۔ اس کی سیاسی معرکہ آرائیاں اس کے لئے اکثر خطرے کا باعث بنتی ہوں گی۔

وہ بدل گیا

مگر کوئی شخص کتنا ہی کٹڑ اور انتہا پسند کیوں نہ ہو' وہ خدا کی خدمت میں کار آمد ہو سکتا ہے۔ وقت آرہا تھا کہ خداوند اسے بدل دے۔

حلیم اور فروتن یسوع میں شمعون کے لئے کیا کشش تھی؟

اول' تو یسوع میں بہت جوش تھا۔ صبح سویرے سے شروع کر کے رات گئے تک وہ ہر وقت اپنے باپ کے کام میں لگا رہتا تھا۔ وہ اپنے آرام و سکون کو بھی اس مقصد کے لئے قربان کر دیتا تھا۔ وہ اتنی محنت کرتا تھا کہ ایک دن طوفان کے شور و غل کے باوجود وہ کشتی میں سو گیا۔ اس نے اپنی ساری توانائیاں اپنے زندگی کے مقصد کے لئے وقف کر رکھی تھیں۔ اس میں وہ جوش و جذبہ تھا جس کو کوئی مشکل یا رکاوٹ دبا نہ سکتی تھی۔

دوسرے' یسوع ایک ایسی اعلیٰ و برتر بادشاہی کی باتیں کرتا تھا جس کا

شمعون کو کبھی خواب میں بھی خیال نہ آیا تھا۔ شمعون کے دنوں میں غریبوں کو کھلے بندوں لوٹا جاتا تھا۔ بیواؤں کی ملکیت دھوکے فریب سے ہتھیا لی جاتی تھی۔ اور مزدوروں اور نوکروں سے معمولی تنخواہوں کے عوض سخت مشقت لی جاتی تھی۔ ظالمانہ ٹیکسوں کا بوجھ الگ مصیبت تھی۔ یسوع ایک سنہری دور کا بیان کرتا تھا جب یہودیوں پر کوئی ظلم و ستم نہ ہوگا۔ شمعون اس کی بات پر کان لگاتا تھا۔

تیسرے' شمعون نے یسوع کی معجزانہ قدرت دیکھی۔ بیماروں کو شفا ملی' ہزاروں کو کھانا کھلایا گیا' پانی کو مے بنایا گیا اور مردے زندہ کئے گئے۔ شمعون نے ایسی قدرت پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔

چوتھے' شمعون نے دیکھا کہ یسوع برائی کے خلاف سخت جنگ لڑتا ہے۔ اس نے سنا کہ وہ ریاکار فریسیوں کو سخت ملامت کرتا ہے۔ اس نے دیکھا کہ یسوع نے ہیکل کو پاک و صاف کیا' صرافوں کی چوکیاں الٹ دیں اور ان کو کوڑے سے باہر ہانک دیا۔ غالباً شمعون بے جان یہودیت کے خلاف اس جوش و جذبہ کو غلط مفہوم دے کر سمجھا کہ یہ روم کے خلاف بغاوت ہے۔

پانچویں' یہودی نبیوں نے نبوت کی تھی کہ آسمان سے ابن آدم زمین پر آئے گا' شریروں کو نیست کرے گا' راست بازوں کو رہائی دلائے گا اور پاکیزگی کی بادشاہی پر ابد تک حکمرانی کرے گا۔ پھر شمعون نے یسوع کو کہتے سنا کہ 'میں ابن آدم ہوں جو آسمان سے اترا ہوں (یوحنا ۳ : ۱۳)۔

شمعون کو یسوع میں وہ مصلح نظر آتا تھا جس میں انقلاب لانے کی تمام صلاحیتیں موجود تھیں۔ اسے امید تھی کہ ایک دن یسوع رومیوں کو

فلسطین سے نکال باہر کرے گا۔ یہ افواہیں گردش کر رہی تھی کہ مسیح موعود زمین پر اپنا تخت قائم کرنے کو آ گیا ہے۔ مسیح کے آسمان پر جانے تک بھی شاگردوں نے یہ تصور ترک نہیں کیا تھا کہ یسوع سیاسی حکومت قائم کر کے بنی اسرائیل کو بحال کرے گا۔

یسوع شمعون کو کیوں چاہتا تھا؟ سطحی نظر میں شمعون کے چناؤ میں دانائی معلوم نہیں ہوتی۔ کیا یسوع کے گروہ میں ایک زیلوتیس کی موجودگی اس کی تحریک کے بارے میں سیاسی شکوک پیدا نہ کرے گی؟ لیکن یسوع کبھی دوسروں کی رائے کے ماتحت نہیں تھا۔ صدیوں سے خداوند نے بہت سے آتش مزاج لوگوں کو بلایا اور ان کو نرم مزاج بنا دیا ہے۔

یوں لگتا ہے کہ یسوع کو محتاط دنیوی دانش مندی کی کوئی پروا نہ تھی جس کے نتیجے میں اس کے رسولی گروہ میں ہر قسم کے لوگ شامل ہوئے۔ اس نے ایک ہی مزاج کے افراد جمع نہیں کئے جو خاموش طبع، بردبار اور ہاں میں ہاں ملانے والے ہوں۔ وہ چاہتا تھا کہ میرا بارہ کا یہ گروہ چھوٹے پیمانے پر ایک کلیسیا ہو جس میں ہر قسم اور ہر رنگ کے افراد ہوتے ہیں۔ شمعون خطرناک طبقوں تک رسائی حاصل کرنے کا اہل تھا۔

متضادات کا میل ملاپ : متی اور شمعون کا اکٹھا ہونا بے جوڑ سا تھا۔ متی نے بحیثیت محصول لینے والے کے خود کو روم کے ہاتھوں بیچ ڈالا تھا۔ شمعون روم سے عداوت رکھتا تھا۔ متی غدار اور شمعون محب وطن تھا۔ متی قوم کے لئے بوجھ کا آلہ کار تھا جبکہ شمعون ظلم و استبداد کا دشمن تھا۔ اگر ان کا آمنا سامنا اور حالات میں ہوتا تو شمعون متی کو شاید جان سے مار

دیتا کیونکہ متی اس قسم کے لوگوں میں شامل تھا جو ان "غازیوں" کے ہاتھوں قتل ہونے والوں میں سرفہرست ہوتے ہیں۔

لیکن یسوع نے ان دونوں کے درمیان کی گہری خلیج کو پاٹ دیا۔ اس کے لئے ان کی مشترکہ محبت ان کی ذاتی دشمنی پر غالب آ گئی۔ اگر اس چھوٹے سے گروپ میں یہ دونوں امن اور صلح سے رہ سکتے تھے تو انجیل میں انسانوں کی ہر نااتفاقی کا علاج کرنے کی قدرت ہے۔ ان کی ہم آہنگی انجیل کی میل ملاپ کی قوت کو ثابت کرتی ہے۔ یسوع انسانوں کا اپنے ساتھ اور پھر انسان کا انسان کے ساتھ میل ملاپ کراتا ہے۔

جوش و جذبہ کی تسکین : جوش و جذبہ اپنے آپ برا نہیں ہوتا۔ خطرہ اس وقت ہوتا ہے جب اسے غلط مقصد کے لئے استعمال کیا جائے۔ اکثر اوقات جوش و جذبہ عقل کو محدود کر دیتا ہے۔ پھر یہ سچائی کی وسیع تر چھوٹی چھوٹی شاخوں کو دیکھنے کے قابل نہیں رہتی۔ اکثر اوقات جوش و جذبہ انسان کی آنکھوں پر تعصبات کی عینک چڑھا دیتا ہے۔ وہ تلخ مزاج بن جاتا ہے۔ اگر جوش ہوش کے ساتھ نہ ہو تو وہ غلط عقائد کی تشہیر واشاعت میں سارا زور صرف کر دیتا ہے۔ اور جھوٹے فرقے پیدا ہو جاتے ہیں بلکہ غلط قسم کی تحقیق میں بھی لگ جاتا ہے۔

غلط قسم کے جوش و جذبے کے باعث انسان سوچتا ہے کہ میں خدا کا کام کر رہا ہوں جبکہ حقیقت اس کے الٹ ہوتی ہے۔ جوش و جذبے سے سرشار پولس سمجھتا تھا کہ میں ستفنس کی موت کی تائید کر کے اور ایمانداروں کو ہراساں کر کے خدا کا پسندیدہ کام کر رہا ہوں۔ اس کا جوش اس کو یروشلیم سے سو میل سے بھی دور دمشق تک لے گیا تا کہ وہاں کے

دیا" ہے (اعمال ۱۷ : ۶)۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ معلومہ دنیا کے بیشتر حصوں میں انجیل نے قدم جمالئے تھے۔ تیسری صدی عیسوی تک رومی سلطنت کا دسواں حصہ کم سے کم نام کا مسیحی ہو چکا تھا۔

لوگ زندگی کے کئی شعبوں میں جوش و خروش دکھاتے ہیں۔ ایک نو عمر لڑکی نہایت سخت نظم و ضبط کی پابندی کرتی ہے۔ اس نے قومی جونیئر تیراکی میں تین ریکارڈ قائم کئے اور قومی سینئر تیراکی میں دو تمغے جیتے۔ یہ اعزاز حاصل کرنے سے پہلے اس نے ساٹھ اور تمغے جیتے تھے۔ وہ ہر رات نو بجے سو جاتی تھی۔ اس کو ڈانس کرنے، ٹینس اور باسکٹ بال کھیلنے کی ممانعت تھی کیونکہ ان کھیلوں سے اس کے لمبے اور ڈھیلے پٹھے سخت ہو کر تیراکی کے لئے موزوں نہ رہتے۔ وہ دن میں دو دفعہ مشق کرتی جو چار گھنٹوں پر مشتمل ہوتی۔ اس کا کوچ اتنی سخت مشق کراتا کہ وہ تھک کر چور ہو جاتی۔ اس کو اتنی تیز دوڑیں لگانی پڑتی تھیں کہ حساب نہیں۔ مختلف قسم کی ورزشیں (ڈرل) کرنی پڑتی تھیں۔ اور حرکات و سکنات کی درستی کرنی پڑتی تھی۔ کچھ عرصے تک اس کی کلائیوں پر لکڑی کی کھپچیاں بندھی رہیں کہ سیدھی ہو جائیں۔ اسی حالت میں اسے پانی کے اندر بازو چلانے پڑتے تھے۔ مشق کے دوران اکثر اسے دریائے پوٹومیک میں پانی کے بہاؤ کے الٹ تیرنا پڑتا تھا۔

بعض اوقات غیرایمانداروں کا جوش و جذبہ مسیحیوں کے جوش و جذبے پر بازی لے جاتا ہے۔ ایک تمثیل میں یسوع نے ایک بے انصاف مختار کی تعریف کی ہے۔ اس کے غلط کام کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی پرجوش ہوشیاری کی وجہ سے۔ "اس جہان کے فرزند اپنے ہم جنسوں کے ساتھ معاملات میں نور کے فرزندوں سے زیادہ ہوشیار ہیں" (لوقا ۱۶ : ۸)۔ خداوند

نے لودیکیہ کی نیم گرمی پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا (مکاشفہ ۳ : ۱۵ - ۱۶)۔

اکثر کاموں میں جوش اور سرگرمی کو ایک خوبی مانا جاتا ہے۔ لیکن اگر مذہب میں ہو تو غیرموزوں سمجھا جاتا ہے۔ ایک لڑکا جو کسی بڑی دکان یا فرم کے اشتہار بانٹنے کے لئے صبح پانچ بجے اٹھتا ہے۔ اس کی تعریف کی جاتی ہے کہ کچھ کمانے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن اگر سنڈے اسکول کا استاد اسی لڑکے کو کسی اتوار کو صبح سویرے اٹھ کر چرچ ریلی کے اشتہار بانٹنے کو کہے تو لوگوں کا ردعمل دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ "دیکھو ایک بچے کو یہ کام کرنے کو کہہ رہا ہے۔"

جب کوئی شخص عیش و آرام کی چند اشیاء کے لئے ماہانہ دو تین سو روپیہ ادا کرنے کی ذمہ داری لے لیتا ہے تو خوشی سے ادا کرتا رہتا ہے۔ لیکن اگر وہی شخص گرجے میں ہر مہینے دو تین سو روپیہ چندہ ڈالنے لگے تو اس کے دوست اسے مجنوں قرار دیں گے۔

لوگ کھیل تماشوں پر چلا چلا کر آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں لیکن عبادت کے دوران حمد و ثنا کے گیت گانے کے لئے ان کا منہ نہیں کھلتا۔ مجھے یاد ہے کہ چند سال ہوئے جاڑوں کا موسم تھا۔ بلا کی سردی تھی۔ ہفتے کا دن تھا۔ فٹ بال کا ایک اہم میچ ہو رہا تھا۔ اس کڑاکے کی سردی میں بھی سٹیڈیم میں تینتیس ہزار افراد بیٹھے تھے۔ میں بھی کانوں پر گرم مفلر لپیٹے، فروالی اور ہوا کو روکنے والی موٹی جیکٹ پہنے، فروالے دستانے چڑھا کے اور پاؤں اور ٹانگوں پر کمبل لپیٹے ایک بنڈل بنا وہاں بیٹھا تھا۔ بلکہ گرم گرم کافی کی تھرموس بھی ساتھ تھی۔ ٹھنڈی یخ ہوا چل رہی تھی اور سورج بادلوں میں چھپا ہوا

دنیائے فانی سے کوچ کر کے ہم اپنے آسمانی گھر میں داخل ہونگے اور کہ ہر مشکل اور آزمائش میں ہمارا منجی ہمارے ساتھ ہے کہ ہماری پوری پوری مدد کرے تو کیا ہمارا دل خوشی سے نہیں اچھلے گا؟ کیا ہم شمعون کی مانند نہیں ہو جائیں گے؟ ہمیں غیراہم چیزوں کی فکر نہیں ہو گی بلکہ ان چیزوں کی جو آنے والے جہان کے لئے اہم ہیں۔

شمعون کی شہادت

شمعون کے بشارتی دوروں کے بارے میں کئی روایات مشہور ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے ایشیائے کوچک، شمالی افریقہ، بحیرۂ اسود کے آس پاس کے علاقے اور بابل میں انجیل کی منادی کی۔ یہ کہانیاں بھی موجود ہیں کہ وہ برطانیہ بھی پہنچا۔

شمعون ہماری سردمہری اور روحانی فالج پر ہمیں ملامت کرتا ہے۔ ہمیں دعا مانگنے کی ضرورت ہے۔

بارھواں باب

یہوداہ ـــــ مسیح کو پکڑوانے والا

ایل گریکو ایک مشہور مصور ہوا ہے۔ کلیسیا نے اس کو ذمہ داری سونپی کہ تمام رسولوں کی فردا" فردا" تصاویر بنائے۔ لیکن اس نے یہوداہ اسکریوتی کی الگ تصویر نہیں بنائی۔ وہ اسے اس لائق ہی نہیں سمجھتا تھا۔ اسی مصور کی ایک اور تصویر ہے جس کا عنوان ہے "مسیح کشمکش میں۔" اس تصویر میں اس ڈرامائی لمحے کی منظر کشی کی گئی جب یہوداہ نے مسیح کو پکڑوایا تھا۔ اس تصویر میں اس نے یہوداہ کو بائیں ہاتھ کے نچلے کونے میں ایسے پیش کیا ہے کہ مشکل سے دکھائی دیتا ہے۔

یہوداہ کا نام فریب کاری، دغا بازی اور نمک حرامی کا مترادف بن کر رہ گیا ہے۔ خصوصاً ایسا فریب اور دغا جو دوستی کے بھیس میں دیا جائے۔ گزشتہ صدیوں کے ادب میں اس کے خلاف برے سے برے القاب کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ عوامی کہانیوں میں اسے ہمیشہ ولن (Villain) بنایا گیا ہے۔

اس کے نام پر ایسی لعنت برسانے کی وجہ نئے عہدنامے میں پائی جاتی ہے۔ شاگردوں کے ناموں کی ہر فہرست میں وہ غیر متنازع طور پر آخری درجہ کا مالک ہے (متی ۱۰ : ۴، مرقس ۳ : ۱۹، لوقا ۶ : ۱۶)۔ اس کا ذکر کرتے

ہوئے بار بار شناخت یہی ہے کہ جو یسوع کو پکڑوائے گا یا جس نے اسے پکڑوایا (متی ۱۰ : ۴، ۲۶ : ۲۵، ۲۷ : ۳، مرقس ۳ : ۱۹، لوقا ۶ : ۱۶، یوحنا ۶ : ۷۱، ۱۲ : ۴، ۱۸ : ۲، ۵)۔ گذشتہ دو ہزار سال سے "غدار" (دھوکے سے پکڑوانے والا) کا عرف اس کے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔

یہوداہ کا رسالت کا اعزاز اس کی بے وفائی کو اور نمایاں کرتا ہے۔ اس کی غداری کا حال بیان کرتے ہوئے تینوں اناجیل متوافقہ خصوصیت سے کہتی ہیں کہ وہ "ان بارہ میں سے ایک تھا" (متی ۲۶ : ۴۷، مرقس ۱۴ : ۱۰، ۴۳، لوقا ۲۲ : ۳، ۴۷)۔ ذرا سوچیں، غور کریں کہ دھوکا دینے والا خداوند کے قریب ترین دوستوں میں سے نکلا۔

یہوداہ کی کہانی سے کئی الجھا دینے والے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ یسوع نے یہوداہ جیسے شخص کو کیوں چنا؟ کیا وہ اس خطرے کو شروع ہی سے جانتا تھا؟ اگر نہیں تو اسے کب علم ہوا؟ کیا کوئی ایسا طریقہ تھا کہ یسوع یہوداہ کو ایسی حرکت سے پیش بندی کر کے روک دیتا؟ کیا خدا کی طرف سے پہلے ہی مقرر تھا کہ وہ یسوع کو پکڑوائے گا یہاں تک کہ وہ یہ کردار ادا کرنے پر مجبور تھا؟

یہوداہ کا بلند اعزاز

یہوداہ کا آغاز بہت اچھا تھا۔ اس آغاز میں شرافت کے تمام عناصر موجود تھے۔ ایک وقت تھا کہ یہوداہ ایک قابل فخر نام ہوتا تھا۔ اس نام کا مطلب ہے "جس کی تعریف کی گئی۔" یہوداہ مکابی نے قوم پر ظلم و ستم کرنے والے اہل مقدونیہ کے خلاف بغاوت میں پیشوائی کی تھی۔ اس کو بڑا

قومی ہیرو سمجھا جاتا تھا۔ یسوع کے ایک بھائی کا نام یہوداہ تھا (متی ۱۳ : ۵۵)۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اسی نے یہوداہ کا خط لکھا تھا۔ ان بارہ میں سے ایک اور شخص کا نام بھی یہوداہ تھا۔ لیکن اس کو غدار سے الگ کر کے بیان کیا جاتا ہے (یوحنا ۱۴ : ۲۲)۔

خیال کیا جاتا ہے کہ یہوداہ اسکریوتی دراصل ایش قریتی یعنی "قریت کا آدمی" کا بگاڑ ہے۔ قریت حبرون کے جنوب میں چند میل دور ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔ اس طرح وہ واحد شاگرد ہے جو گلیلی نہیں تھا۔ یہودیہ کا باشندہ ہونے کے باعث شاید وہ دوسروں کے زیادہ قریب نہ ہو سکا اور اس طرح بے وفائی کا جذبہ اس پر زیادہ آسانی سے غالب آ گیا۔ شاید اسی وجہ سے وہ فقیہوں اور فریسیوں کے بھی زیادہ قریب تھا۔ اس کے باپ کا نام شمعون تھا (یوحنا ۱۳ : ۲)۔

خوابیدہ صلاحیت

جب یسوع نے یہوداہ کو چنا تو وہ غدار نہیں تھا۔ اگر ہم تصور کریں کہ وہ شروع سے ہی بدمعاش تھا جو لوٹ مار کی نیت سے جھاڑیوں میں گھات لگائے بیٹھا ہو تو ہم بھولتے ہیں کہ وہ اوسط درجے کا ایک عام آدمی ہو گا جیسے کہ گرجے میں اکثر بیٹھے ہوتے ہیں۔

یسوع نے اس کو چن لیا تھا۔ اس حقیقت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں وہی امکانی صلاحیت تھی جو دوسرے شاگردوں میں تھی۔ یاد رکھیں کہ ان بارہ کو چننے سے پہلے یسوع نے ساری رات دعا میں گزاری تھی (لوقا ۶ : ۱۲ - ۱۶)۔ اس نے ایک بڑے گروہ میں سے ان کو بڑی احتیاط سے چنا تھا۔

بظاہر یہوداہ ہر لحاظ سے موزوں امیدوار تھا' ہونہار آدمی جس کے سامنے بلند آئیڈیل تھے۔

یسوع نے یہوداہ کو غدار نہیں بلکہ شاگرد اور رسول بننے کے لئے چنا تھا۔ یہوداہ نے خود چن لیا کہ غدار بنے۔

اعزاز اور استحقاق : دوسرے رسولوں کی طرح یہوداہ نے بھی یسوع کے پیچھے چلنے کی خاطر سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔ تین سال تک وہ خداوند کا قریبی ساتھی رہا۔ وہ خدا کے بیٹے کے ساتھ چلتا اور باتیں کیا کرتا تھا۔ اس کے ساتھ ستاروں کی چھاؤں میں بیٹھتا' روٹی توڑتا' اور اس کی باتیں سنتا تھا۔

یہوداہ نے پہاڑی وعظ سنا۔ اس نے تہہ تک پہنچ جانے والی تمثیلیں بھی سنیں۔ اس نے اندھوں کو آنکھیں اور بہروں کو کان پاتے اور مردوں کو زندہ ہوتے دیکھا۔ وہ اس ہستی کی حضوری میں رہا جس نے طوفان کو تھما دیا۔ بدروحوں کو نکالا' کاروبار اور تجارت کرنے والوں کو ہیکل سے باہر ہانک دیا اور چھوٹے بچوں کو گود میں لے کر انہیں برکت دی۔

یہوداہ منادی کرنے اور بشارت دینے بھی گیا۔ وہ بدروحوں کو بھی نکالا کرتا تھا (لوقا ۱۰ : ۱۷ - ۲۰)۔ اسے بھی یہ ارفع و اعلیٰ اعزاز اسی طرح حاصل تھے جیسے دوسرے شاگردوں کو۔

خزانچی کا عہدہ : یہوداہ کو خزانچی چنا گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے ساتھیوں کو اس پر بہت اعتماد تھا (یوحنا ۱۲ : ۶)۔ گو متی کو روپیہ پیسہ کے معاملات میں بہت تجربہ تھا کیونکہ وہ محصول لینے والا تھا' مگر یہوداہ نے بھی مالی معاملات میں کچھ مہارت دکھائی ہوگی۔ شاگرد اس کی عزت کرتے

تھے کہ وہ قابل اعتماد اور ذمہ دار شخص ہے۔ سب اس بات پر متفق تھے کہ ہماری تھیلی اسی کے پاس رہا کرے۔ ان کو جو نذرانے ملتے تھے اسی تھیلی میں ڈالے جاتے تھے اور اسی تھیلی میں سے سارے اخراجات ادا کئے جاتے تھے۔ کبھی کسی کو شک نہ ہوا کہ اس نے کبھی بددیانتی کی ہو۔ وہ بہت محتاط' لائق' کاروباری اور دیانتدار آدمی تھا۔ کم سے کم شروع میں تو تھا۔

یہوداہ کی زبردست گراوٹ : ایک مصور کو ذمہ داری سونپی گئی کہ سلی (Cicily) کے ایک کیتھیڈرل میں یسوع کی زندگی کے بارے میں دیوار پر بڑی سی تصویر بنائے۔ اس نے ایک بارہ سالہ لڑکا ڈھونڈا۔ اس کا روشن اور معصوم چہرہ بچے یسوع کی تصویر بنانے کے لئے بہت ہی موزوں ماڈل تھا۔ تصویر بنانے میں کئی سال لگ گئے۔ آخر وہ آخری ہفتہ کے واقعات کی تصویر بنانے کے مرحلے تک پہنچ گیا۔ اس نے سارے بڑے بڑے کرداروں کی تصاویر بنا لیں۔ صرف یہوداہ باقی رہ گیا۔ ایک شام وہ مصور ایک قہوہ خانے میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص لڑکھڑاتا ڈگمگاتا اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے سے عیاں تھا کہ برسوں سے بہت زیادہ شراب نوشی کرتا رہا ہے۔ اس فنکار نے فوراً اس کا انتخاب کر لیا کہ یہ یہوداہ کے کردار کے لئے نہایت موزوں چہرہ ہے۔ وہ اس شخص کو کیتھیڈرل میں لے گیا۔ تصویر میں خالی جگہ اسے دکھائی اور کہنے لگا کہ یہوداہ کی تصویر بنانے کے لئے تم ماڈل بنو۔ وہ راندہ ہوا آدمی سسکیاں لینے لگا "کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے؟" اس نے بچے مسیح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "کئی سال پہلے میں اس کے لئے آپ کا ماڈل بنا تھا۔"

خیال کریں کہ یہوداہ کیا بن سکتا تھا۔ دوسرے وفادار گیارہ شاگردوں

کی طرح وہ بھی ایثار و قربانی سے خدمت کر سکتا تھا۔ قابل ذکر شہادت پا سکتا تھا اور آسمان میں اجر کا امیدوار ہو سکتا تھا۔ شہروں، گرجوں اور بچوں کے نام دوسرے شاگردوں کے ناموں پر رکھے جاتے ہیں۔ ان کے نام کتاب حیات میں درج ہیں اور نئے یروشلیم کی بنیادوں پر کندہ کئے جائیں گے (مکاشفہ ۲۱ : ۱۴)۔ یہوداہ کو ایک عظیم رسول کے طور پر یاد کیا جا سکتا تھا۔ لیکن اب اسے غدار کی حیثیت سے یاد کیا جاتا ہے۔

یہوداہ کی کہانی اکثر دہرائی جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص خدا کے لوگوں میں شمار ہوتا ہو، کسی چرچ بورڈ کا ممبر اور کمیٹی کا سرگرم رکن ہو، عشائے ربانی لیتا ہو۔ لیکن باہر جا کر حرص اور لالچ کے کام اور کاروبار میں دغا اور فریب کرتا ہو۔ وہ گرجے سے سیدھا جہنم میں جا رہا ہے۔ وہ ابدی نجات سے محروم ہے۔ مسیح اور اس کے پیروؤں کے ساتھ رفاقت رکھنے کے باوجود ممکن ہے کہ ہمارے دلوں کے اندر ابلیس بستا ہو۔ اگرچہ آج کل کسی کو نہیں کہا جاتا کہ یسوع کو جسمانی طور پر دشمنوں کے ہاتھوں میں دے دو، لیکن لوگ اس کو کئی اور عیارانہ طریقوں سے پکڑوا دیتے ہیں۔

یہوداہ کے زوال کی وضاحت

یہوداہ کی حقیر اور قابل نفرین حرکت کو خوبصورت رنگ دینے کی کئی کوششیں کی گئی ہیں۔ وہ صدر عدالت (سنہیڈرن) میں واپس گیا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ واحد شخص ہے جس نے اس سخت ادارے کے سامنے یسوع کے بے گناہ ہونے کی وکالت کی۔ مگر اس کے سنہیڈرن کے سامنے واپس آنے سے یسوع کی بے گناہی اتنی نمایاں

نہیں ہوتی جتنا یہوداہ کا قصوروار ہونا ثابت ہوتا ہے۔

یہوداہ کے المیہ کی توضیحات کو تین اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اول، وہ جو یہوداہ کو موردالزام ٹھہرانے میں نرم ہیں۔ دوسرے، جو اسے بالکل معذور رکھتے ہیں۔ تیسرے، وہ جو ساری ذمہ داری یہوداہ پر ڈالتے ہیں۔

جو لوگ یہوداہ کو زیادہ قصوروار نہیں سمجھتے، وہ اس کو ایک ایسا محب وطن پیش کرتے ہیں جس کو غلط راہ پر لگا دیا گیا۔ یسوع کو پکڑوانے میں اس کا مقصد نیک تھا۔ ان کو یقین ہے کہ یہوداہ کو امید تھی کہ اگر خداوند کو مشکل میں ڈال دیا جائے تو وہ جنگ آزما مسیح موعود بننے پر مجبور ہو جائے گا۔ وہ تنگ آکر اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دے گا۔ اور اپنے آپ کو بچانے کے لئے اپنی فوق البشر قدرت کو استعمال کر کے اسرائیل کے تخت پر قبضہ کر لے گا۔ اس نظریہ کے مطابق یہوداہ کو خواب میں بھی خیال نہیں آیا تھا کہ یسوع کو صلیب دے دیا جائے گا بلکہ وہ اپنی قدرت کا عمدہ مظاہرہ کر کے سارے حالات پر قابو پا لے گا۔ لیکن یسوع نے اس کو "شیطان" اور "ہلاکت کا فرزند" (یوحنا ۶ : ۷۰ اور ۱۷ : ۱۲) کہا ہے۔

جو لوگ یہوداہ کو بالکل ہی بری الذمہ قرار دیتے ہیں وہ اصل میں خدا پر الزام رکھتے ہیں۔ ان کے نظریہ کے مطابق یہوداہ تو قربانی کا بکرا تھا جو خدا کی طرف سے دیا گیا کردار کر رہا تھا۔ اس کو غدار ہونے کے لئے چنا گیا تھا، جس طرح کسی ایکٹر کو ولن کا کردار دیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک یہ نامراد کام کرنا اس کی قسمت میں لکھا ہوا تھا۔ اس لئے اس کو معذور رکھنا چاہئے کیونکہ وہ ایسا کئے بغیر رہ نہیں سکتا تھا۔ لیکن یہ دلائل اس حقیقت کی وضاحت نہیں کر سکتے کہ یہوداہ نے خود پر لعنت کیوں کی اور کراہتے ہوئے

کیوں کہا کہ "میں نے گناہ کیا کہ بے قصور کو قتل کے لئے پکڑوایا" (متی ۲۷ : ۳ - ۴)۔ وہ جانتا تھا کہ قصور میرا اپنا ہے۔ مسیح کے جی اٹھنے کے بعد بالاخانے میں یہوداہ کے جانشین کے چناؤ سے پہلے پطرس نے دعا مانگی کہ اس شخص کو ظاہر کر جو "رسالت کی جگہ لے جسے یہوداہ چھوڑ کر اپنی جگہ گیا" (اعمال ۱ : ۲۵) یعنی یہ جگہ اس کی اپنی چنی ہوئی تھی۔ وہ اپنے قصور کا خود ذمہ دار تھا۔

یہوداہ کی کہانی اس بات کا نمونہ ہے کہ کس طرح خدا کی مطلق العنانی اور انسان کی ذمہ داری ایک ہی واقعہ میں یکجا ہو جاتی ہیں۔ یسوع نے کہا کہ "ابن آدم تو جیسا اس کے حق میں لکھا ہے جاتا ہی ہے۔ لیکن اس آدمی پر افسوس جس کے وسیلے سے ابن آدم پکڑوایا جاتا ہے ! اگر وہ آدمی پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا ہوتا" (مرقس ۱۴ : ۲۱)۔ یسوع کا مطلب تھا کہ میرا دھوکے سے پکڑوایا جانا خدا کے اس منصوبے کا حصہ ہے جو اس نے بنی نوع انسان کے فدیہ کے لئے تیار کیا تھا۔ اس نے یہ بھی سکھایا کہ جو کردار یہوداہ ادا کرنے کو تھا اتنا نفرت انگیز ہے کہ اچھا ہوتا کہ یہوداہ پیدا ہی نہ ہوتا۔ تاہم اگرچہ دھوکے سے پکڑوایا جانا خدا کے منصوبہ کا حصہ تھا، یہوداہ اپنے اس فیصلے کا ذمہ دار خود ہے کہ وہ دھوکا دینے والا بن گیا۔ کسی کو تو یسوع کو مذہبی لیڈروں کے ہاتھ فروخت کرنا تھا۔ لیکن یہوداہ تھا جس نے وہ شخص بننے کا انتخاب کیا۔ اس نے اپنی قسمت کا خود فیصلہ کیا۔

یہوداہ کے زوال کے مراحل

اگر یہوداہ اپنے اس ہولناک جرم کا ذمہ دار ہے تو وہ اتنی بری طرح

کیوں گر گیا؟ کون سے عناصر نے اس کے زوال میں حصہ ادا کیا؟

یسوع کے بارے میں یہوداہ کی روز افزوں مایوسی : بدمعاش ایک ہی رات میں تیار نہیں ہو جاتے۔ یہوداہ کا یہ بڑا شرارت آمیز کام اچانک ہی سرزد نہیں ہوا بلکہ یہ خباثت کی پستیوں میں تدریجی اقدام کا آخری مرحلہ تھا۔ جب اس نے یسوع کی پیروی کرنے کی خاطر سب کچھ چھوڑ دیا تو اسے خیال تک نہیں تھا کہ وہ اسے دھوکے سے پکڑوا دے گا۔ مگر کوئی وقت آیا کہ وہ پھسلنے اور گرنے لگا۔ یسوع کو احساس تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ چنانچہ اس نے کئی دفعہ متنبہ کیا۔

یہوداہ کو دنیاوی بادشاہی کی تلاش تھی۔ اس کا خیال تھا کہ یسوع یہودی قوم کو رومیوں سے آزاد کرائے گا اور زمین پر مسیح موعود کی بادشاہی قائم کرے گا۔ یہوداہ کو امید تھی کہ اس نئی حکومت کی شان و شوکت میں وہ بھی حصہ دار ہو گا۔

لیکن پھر یہوداہ ایسی باتیں سننے لگا جو یسوع کے مقصد کے بارے میں اس کے تصورات سے میل نہیں کھاتی تھیں۔ مثلاً مارنے والے کی طرف دوسرا گال پھیر دینے کی تلقین، کل کے بارے میں فکر نہ کرنے کی نصیحت، زمین پر خزانہ جمع نہ کرنے کی تاکید اور اپنے دشمنوں سے محبت رکھنے کی نصیحت۔ پانچ ہزار کو کھلانے کے بعد یسوع نے کچھ ایسی باتیں کہیں جنہیں سن کر کئی حاشیہ بردار قسم کے پیروکار پیچھے ہٹ گئے۔ مگر پطرس نے یسوع سے کہا "اے خداوند ! ہم کس کے پاس جائیں؟ ہمیشہ کی زندگی کی باتیں تو تیرے ہی پاس ہیں" (یوحنا ۶ : ۶۸)۔

اس موقع پر یسوع نے یہوداہ کو براہ راست متنبہ کیا۔ "کیا میں نے تم

بارہ کو نہیں چن لیا؟ اور تم میں سے ایک شخص شیطان ہے؟" یوحنا نے
بعد کے واقعات کی روشنی میں اپنے بیان میں درج کیا کہ "اس نے یہ
شمعون اسکریوتی کے بیٹے یہوداہ کی نسبت کہا کیونکہ یہی جو ان بارہ میں سے
تھا اسے پکڑوانے کو تھا" (آیات ۷۰ - ۷۱)۔

یسوع یہ کس طرح جانتا تھا؟ غالباً اپنے عالم کل ہونے کے باعث۔
دوسرے وہ دیکھتا تھا کہ اس کی تعلیمات سے یہوداہ بے چین ہو جاتا تھا۔ دعا
مانگنے میں اس کی دلچسپی کم ہو رہی تھی۔ اس کی خفگی اور حرص میں اضافہ ہو
رہا تھا۔

یسوع اپنی آنے والی موت کا بار بار ذکر کرتا تھا' تو یہوداہ پر واضح ہو
گیا کہ یسوع کی بادشاہی سیاسی نہیں بلکہ روحانی ہے۔ شاندار تخت پر بیٹھنے کی
بجائے یسوع ذلت کی موت مرے گا۔ دشمن یسوع کے خلاف منصوبے بنانے
لگے تو یہوداہ کو نظر آنے لگا کہ میری ساری امیدیں خاک میں مل جائیں گی۔

یہوداہ کی حرص : دوسرا عنصر جس نے یہوداہ کے زوال میں حصہ ادا
کیا وہ لالچ تھا۔ جب مریم نے بیش قیمت عطر یسوع کو لگایا تو یہوداہ نے اسے
ضیاع قرار دیتے ہوئے نکتہ چینی کی تھی کہ "یہ عطر تین سو دینار میں بیچ کر
غریبوں کو کیوں نہ دیا گیا؟" اور یوحنا پھر بیان کرتا ہے کہ "اس نے یہ اس
لئے نہ کہا کہ اس کو غریبوں کی فکر تھی بلکہ اس لئے کہ چور تھا۔ اور چونکہ
اس کے پاس ان کی تھیلی رہتی تھی۔ اس میں جو کچھ پڑتا وہ نکال لیتا تھا"
(یوحنا ۱۲ : ۴ - ۶)۔ فوراً یسوع نے مریم کا دفاع کیا کہ نکتہ چینی مت کرو
بلکہ "اسے یہ عطر میرے دفن کے لئے رکھنے دے" (دیکھئے آیت ۷)۔ دلوں
کے حال جاننے والا جانتا تھا کہ یہوداہ کی نیت خراب اور مریم کی نیت نیک

ہے۔

دسواں حکم کہ "تو لالچ نہ کرنا" بالکل معمولی سا حکم لگتا ہے لیکن
دراصل بے حد اہم ہے۔ کیونکہ لالچ سے بے شمار اور گناہ جنم لیتے ہیں۔
پڑوسی کی نیک نامی کا لالچ جھوٹ بولنے اور اسے بدنام کرنے کی طرف لے
جاتا ہے۔ پڑوسی کی چیزوں کا لالچ چوری کرنے پر اکساتا ہے۔ پڑوسی کی بیوی
کا لالچ زنا کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ کسی چیز کا شدید لالچ قتل کرنے کا باعث
بن سکتا ہے۔ یہوداہ کا لالچ یسوع کو صلیب دلانے کا باعث بنا۔ "زر کی دوستی
ہر قسم کی برائی کی ایک جڑ ہے" (۱۔ تیم ۶ : ۱۰)۔

یہوداہ نے کتنی ہی دفعہ یسوع کو زر کی دوستی سے خبردار کرتے سنا
ہوگا۔ "تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے" (متی ۶ : ۲۴'
لوقا ۱۶ : ۱۳)۔ یسوع نے اپنی ایک تمثیل یوں شروع کی "خبردار! اپنے آپ
کو ہر طرح کے لالچ سے بچائے رکھو" (لوقا ۱۲ : ۱۵)۔ یہوداہ کو سخت ملامت
کرنے اور یوں موردالزام ٹھہرانے سے پیشتر یاد رکھیں کہ جو شخص اپنے
وقت' اپنی صلاحیتوں' اپنی نعمتوں' اپنے مواقع یا اپنی دولت کا غلط استعمال کرتا
ہے وہ خدا کو ٹھگتا ہے۔ خدا کی چوری کرتا ہے۔

یہوداہ رفتہ رفتہ یسوع کے ارادوں سے مایوس ہوتا گیا۔ اس کی ہوس
اور لالچ بڑھتا گیا۔ اور یوں دھوکے سے پکڑوانے کا مرحلہ تیار ہوتا گیا۔ اس
کے دل میں اپنے خداوند کے بارے میں خاموش رنجش چھپی ہوئی تھی۔
اسے نظر آرہا تھا کہ یسوع کی تباہی آرہی ہے۔ اس نے اس تباہی سے کچھ نہ
کچھ بچا لینے کی راہ تلاش کی۔ اگر میں یسوع کو دھوکے سے ارباب اقتدار
کے حوالہ کر دوں تو میری جان بھی بچ جائے گی اور کچھ رقم بھی ہاتھ آجائے

گی۔ یہوداہ اس آزمائش سے مار کھا گیا۔ "اس نے جا کر سردار کاہنوں اور سپاہیوں کے سرداروں سے مشورہ کیا کہ اس کو کس طرح ان کے حوالہ کرے۔ وہ خوش ہوئے اور اسے روپے دینے کا اقرار کیا۔ اس نے مان لیا اور موقع ڈھونڈنے لگا کہ اسے بغیر ہنگامہ کے ان کے حوالہ کر دے" (لوقا ۲۲ : ۴ - ۶)۔

یہ حرکت اتنی نفرت انگیز تھی کہ لوقا اسے بیان کرنے سے پہلے تمہید کے طور پر کہتا ہے کہ "اور شیطان یہوداہ میں سمایا . . . " (۲۲ : ۳)۔ اپنی دہشت کے اظہار کے لئے یوحنا اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے دو دفعہ "ابلیس / شیطان" کا ذکر کرتا ہے (یوحنا ۱۳ : ۲ ، ۲۷)۔ یہوداہ نے شیطان کے لئے دروازہ کھول دیا تھا۔

آج لوگ کتنی معمولی معمولی باتوں کے عوض یسوع کو بیچ دیتے ہیں ـــــ نوکری، تھوڑی سی تفریح، دوستی، چند روپے۔

یہوداہ کو مزید انتباہ

بالاخانے میں عید فسح کی رسومات کے دوران یسوع نے یہوداہ کو کم سے کم تین بار متنبہ کیا۔ یہوداہ کو بالاخانے میں حاضر رہنا ضروری تھا کہ اسے معلوم ہو کہ رات کے دوران یسوع کہاں ہو گا۔ یسوع نہیں چاہتا تھا کہ یہوداہ ایک آخری اپیل کے بغیر اپنے ہولناک منصوبے پر عمل کرے۔ وہ شروع ہی میں اس غدار کو بے نقاب کر کے اسے اپنے گروہ سے باہر نکال سکتا تھا۔ لیکن اس نے اس کے ساتھ محبت بھری رواداری کا سلوک کیا اور کھانا کھانے کے دوران سارا وقت اسے توبہ کرنے کا موقع دیتا رہا۔

یسوع کا پہلا انتباہ شاگردوں کے پاؤں دھونے کے دوران ہوا۔ یسوع نے یہوداہ کے پاؤں سے نظریں اٹھا کر اس کے سخت چہرے کو دیکھا، تو دراصل وہ اس چہرے پر توبہ کے آثار ڈھونڈ رہا تھا۔ لیکن جب اس کا کوئی نشان نظر نہ آیا تو یسوع نے خبردار کیا "جو نہا چکا ہے اس کو پاؤں کے سوا اور کچھ دھونے کی حاجت نہیں بلکہ سراسر پاک ہے۔ اور تم پاک ہو۔ لیکن سب کے سب پاک نہیں۔ چونکہ وہ اپنے پکڑوانے والے کو جانتا تھا۔ اس لئے اس نے کہا تم سب پاک نہیں ہو" (یوحنا ۱۳ : ۱۰ - ۱۱)۔ وہاں بیٹھا یہوداہ یقیناً بے قرار ہو گا۔ مگر اس نے اپنے دل کو اور بھی سخت کر لیا۔

یسوع کا دوسرا انتباہ عید فسح کا کھانا کھانے کے دوران ہوا۔ چاروں اناجیل میں وہ اعلان درج ہے جو گویا ایک بم کا دھماکا تھا کہ "تم میں سے ایک شخص مجھے پکڑوائے گا" (متی ۲۶ : ۲۱، مرقس ۱۴ : ۱۸، لوقا ۲۲ : ۲۱، یوحنا ۱۳ : ۲۱)۔ پہلے تو ان کو زبردست دھچکا لگا اور وہ خاموش رہ گئے۔ پھر پوچھنے لگے "خداوند کیا میں ہوں؟" کسی نے یہوداہ کی طرف اشارہ نہیں کیا کہ "کیا وہ ہے؟" دوسروں کے نزدیک یہوداہ شک و شبہ سے بالاتر تھا۔ یسوع امید کر رہا تھا کہ دوسروں کے خوف آمیز ردعمل سے یہوداہ کو اپنے اس ظلم کی سنگینی کا احساس ہو جائے گا۔ لیکن یہوداہ نے بڑی ریاکاری سے پوچھا "کیا میں ہوں؟" یسوع نے جواب دیا "تو نے خود کہہ دیا" (متی ۲۶ : ۲۵)۔ مراد یہ تھی کہ تو ہی ہے۔ لیکن چونکہ یہوداہ یسوع کے بہت قریب تھا اس لئے شاید دوسروں نے سنا نہیں۔

پطرس نے یوحنا کو اشارہ کیا کہ خداوند سے پوچھے کہ کون غدار ہے۔ اس کے نتیجے میں تیسرا انتباہ ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا یسوع کی ایک

طرف اور یہوداہ دوسری طرف بیٹھا تھا۔ یسوع نے یوحنا کو جواب دیا کہ "جسے میں نوالہ ڈبو کر دے دوں گا وہی ہے۔ پھر اس نے نوالہ ڈبویا اور لے کر شمعون اسکریوتی کے بیٹے یہوداہ کو دے دیا" (یوحنا ۱۳ : ۲۳ - ۲۶)۔ اور چونکہ شاید یوحنا نے سوال کانا پھوسی کے انداز میں پوچھا ہو گا اس لئے دوسروں کو نوالہ دینے کی اہمیت کا پتہ نہیں چلا ہوگا۔ سوچا ہو گا کہ رواج ہے کہ پہلا نوالہ "مہمان خصوصی" کو دیا جاتا ہے۔ "مہمان خصوصی" کا نوالہ لینے سے یہوداہ کا دل پگھل جانا چاہئے تھا۔ لیکن اس آخری اپیل کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔

اب یہوداہ کو پتہ چل گیا ہو گا کہ یوحنا کو معلوم ہو گیا ہے۔ یہوداہ کو اس طرح بے نقاب ہونے پر خوف بھی تھا اور غصہ بھی۔ اور اسی مزاج کے ساتھ اس نے ابلیس کی اکساہٹ کا جواب دیا اور وہ اٹھ کر فوراً باہر جانے لگا۔ یہ دیکھ کر کہ یہوداہ نے جو معاہدہ کیا ہے اسے پورا کرنے پر تلا ہوا ہے یسوع نے کہا "جو کچھ تو کرتا ہے جلد کر لے" (یوحنا ۱۳ : ۲۷)۔ دوسرے شاگردوں نے سمجھا کہ وہ "خزانچی" کی کوئی ذمہ داری پوری کرنے جارہا ہے۔ یہوداہ باہر نکل گیا۔ دروازہ بند ہو گیا۔ "رات کا وقت تھا" (آیت ۳۰)۔ نہ صرف یہ کہ باہر رات تھی' بلکہ یہوداہ کے دل میں ایک گہری اور لاعلاج رات تھی۔

بوسہ

یہوداہ کو دعا کی اس خفیہ جگہ کا علم تھا جہاں بعد میں اس گروہ کو جانا تھا۔ وہ خداوند کے ساتھ کتنی ہی دفعہ وہاں گیا ہو گا (یوحنا ۱۸ : ۲)۔ چنانچہ

وہ مذہبی لیڈروں کو بتانے اور اپنے چاندی کے تیس سکے لینے چلا گیا۔

بعد میں گتسمنی باغ میں جاں کنی کی دعا کے بعد یسوع نے سوتے ہوئے شاگردوں کو جگایا "اٹھو۔ چلیں دیکھو میرا پکڑوانے والا نزدیک آپہنچا ہے۔ وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یہوداہ جو ان بارہ میں سے ایک تھا آیا۔ اور اس کے ساتھ ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں لئے سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آپہنچی۔ اور اس کے پکڑوانے والے نے ان کو یہ نشان دیا تھا کہ جس کا میں بوسہ لوں وہی ہے۔ اسے پکڑ لینا۔ اور فوراً اس نے یسوع کے پاس آکر کہا۔ اے ربی سلام! اور اس کے بوسے لئے" (متی ۲۶ : ۴۶ - ۴۹)۔

یہ معمول کی رسم تھی کہ جب شاگرد ربی سے ملتا تو استاد کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اس کا بوسہ لیتا تھا۔ یہ اتفاق کا نشان تھا۔ اصل زبان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہوداہ کا بوسہ زور دار تھا۔ بوسہ لے کر پکڑوانا ایسے ہی ہے جیسے چائے یا کافی کے دوستانہ پیالے کو کسی دوست کے زہر دینے کے لئے استعمال کیا جائے۔

اس موقع پر وہ لوگ جو یسوع کو گرفتار کرنے کو تھے پیچھے کو زمین پر گر گئے (یوحنا ۱۸ : ۳ - ۶)۔ کیا الٰہی رعب اور اختیار کا یہ اظہار یہوداہ کے لئے آخری اپیل نہ تھی؟

یہوداہ کا المناک انجام

پطرس کی طرح یہوداہ کو بھی معافی مل سکتی تھی۔ وہ بھی یسوع کے پاس جا کر معافی مانگ سکتا تھا۔ ہالینڈ کا ایک پریسٹ نازیوں کے قبضے کے

دوران زندہ رہا۔ ایک دن وہ نازیوں کو معاف کر دینے کی بات کرنے لگا تو ایک دوست نے اسے جھڑکا "تم کچھ زیادہ ہی مہربان ہو۔ بھول گئے ہو کہ انہوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے؟ تم تو یہوداہ جیسی مردود روح کے لئے بھی اچھی بات ہی کہو گے۔" اس پر اس پریسٹ نے اپنے دوست کے کندھے پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا اور نہایت دل سوزی سے جواب دیا "جب یہوداہ نے اپنے آپ کو پھانسی دی، اگر اس ہولناک لمحے میں جبکہ اس کے حواس جواب دے رہے تھے وہ توبہ کی ایک آہ بھرتا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ آسمان پر سنی جاتی اور یسوع کے خون کا پہلا قطرہ یہوداہ کے لئے بہایا گیا تھا۔"

پطرس نے توبہ کی، لیکن یہوداہ نے توبہ نہ کی۔ یہوداہ پچھتایا، لیکن اس کے غم سے توبہ پیدا نہ ہوئی۔ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ یسوع کی گرفتاری کے بعد ساری رات تاریکی کے سایوں میں چھپتا پھرا۔ صبح کو جب اس نے سنا کہ یسوع کو موت کی سزا ہو گئی ہے، اسے بہت افسوس ہوا۔ چاندی کے تیس سکے اس کی مٹھی میں آگ کی طرح جلنے لگے۔

وہ بھاگا بھاگا صدر عدالت کے ممبران کے پاس پہنچا اور کراہتے ہوئے کہنے لگا کہ "میں نے گناہ کیا کہ بے قصور کو قتل کے لئے پکڑوایا۔" مگر انہوں نے اس کا مذاق اڑایا "ہمیں کیا؟ تو جان۔" اس پر یہوداہ وہ تیس سکے ہیکل میں پھینک کر چلا گیا اور جا کر اپنے آپ کو پھانسی دے لی۔ سردار کاہن خون کی اس قیمت کو ہیکل کے خزانہ میں نہیں رکھ سکتے تھے۔ انہوں نے اس رقم سے کمہار کا کھیت خریدا جہاں پردیسیوں کو دفن کرنے لگے (متی ۲۷: ۳-۱۰)۔

یہوداہ کوئی عادی اور سخت دل جرائم پیشہ شخص نہیں تھا۔ اس پر یسوع کی محبت اور تعلیم کا اثر تھا۔ وہ قصوروار محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ مگر یہ احساس پوری توبہ نہ تھا۔ بعض لوگ اپنی غلطیوں پر اس لئے افسوس کرتے ہیں کہ پکڑے جاتے ہیں۔ بعض اس لئے کہ اپنی عیش و عشرت سے ان کا جی بھر جاتا ہے۔ یا ان کو گناہ سے پیدا ہونے والے نتائج سے مایوسی ہوتی ہے کیونکہ وہ ان کی توقعات کے مطابق نہیں ہوتے۔ لیکن یہ لوگ توبہ نہیں کرتے۔

یہوداہ کو یاد آیا کہ قریب ہی ایک کھڑی چٹان ہے جس پر ایک درخت کھڑا ہے۔ اس نے اس درخت کی ایک بڑی شاخ پر رسہ لٹکایا، اسے مضبوطی سے باندھا، دوسرے سرے سے گردن کے گرد گرہ دی اور چھلانگ لگا دی۔ یہوداہ کی موت کا ایک اور بیان پطرس نے بالاخانے میں دیا۔ اس کے مطابق وہ "سر کے بل گرا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اس کی سب انتڑیاں نکل پڑیں" (اعمال ۱: ۱۸)۔

پطرس نے بالاُخانے میں اپنا بیان ان الفاظ پر ختم کیا کہ "یہوداہ ... اپنی جگہ گیا" (اعمال ۱: ۲۵)۔ ہو سکتا ہے وہ یونان یا مصر یا برصغیر پاک و ہند یا ایشیائے کوچک میں خوشخبری پہنچاتا جیسا کہ دوسرے شاگردوں نے کیا۔ مگر اس کے برعکس اس نے اپنی خدمت کو ترک کیا اور ابدی ناامیدی میں غرق ہو گیا۔ یسوع نے بالواسطہ اس کی نجات سے محرومی کا بیان کر دیا تھا "ہلاکت کے فرزند کے سوا ان میں سے کوئی ہلاک نہ ہوا" (یوحنا ۱۷: ۱۲)۔ کیسا المیہ ہے کہ اس کے برگشتہ ہونے سے ان "بارہ" کا نام بدل گیا۔ لوقا لکھتا ہے کہ یسوع کے جی اٹھنے کے بعد وہ "گیارہ" باہم اکٹھے ہوئے (لوقا

۲۴ : ۳۳)۔

یہوداہ کے المیہ سے ایک سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ انسان کا زوال طویل عرصے تک دوسروں کی نظروں سے اوجھل رہ سکتا ہے کیونکہ یہ ہمارے دلوں کے اندر شروع ہوتا اور ترقی کرتا ہے، اس دن تک کہ ساری برائی پھوٹ کر باہر نہیں نکل آتی۔ گناہ پہلے علیحدگی میں چھپا رہتا ہے، بعد میں کھلم کھلا ظاہر ہوتا ہے۔

۱۹۷۵ء کا واقعہ ہے کہ نیوجرسی کے پہاڑی علاقے کے لوگ حیران و ششدر رہ گئے۔ گرجے میں باقاعدہ حاضر ہونے والے ایک خاندان کے خوش اطوار پندرہ سالہ لڑکے نے کلہاڑی سے اپنے والدین کو قتل کر دیا۔ اور خود ڈیڑھ سو فٹ بلند مینار سے کود کر خودکشی کر لی۔ کفن دفن کے بعد پولیس کی تفتیش سے پتہ چلا کہ ان کے مکان کی ڈیوڑھی کے اوپر ایک خفیہ کمرہ تھا جو لڑکے کی خواب گاہ میں کھلتا تھا۔ لڑکے نے اس کمرہ میں چوری چھپے ایک لیمپ اور گدے کے علاوہ نازی کتابیں جمع کر رکھی تھیں۔ ایک بورڈ تھا جس پر نازی نشان سواستیکا بنا ہوا تھا۔ سواستیکا کے نشان والے بازوؤں پر باندھنے کے کئی پٹے تھے۔ ہٹلر کے اقوال جو ہاتھ سے لکھے ہوئے چھ صفحوں پر مشتمل تھے، ان کو لڑکے نے خود اپنے ہاتھ سے نقل کیا ہوا تھا۔ اس سارے سامان نے لڑکے کے خیال اور سوچ کو پروان چڑھایا تھا۔ آخرکار اس کا اظہار مندرجہ بالا واقعے کی صورت میں ہوا جس کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

میرا اور آپ کا کیا حال ہے؟ ہمارے پاس مسیح کی باتیں ہیں۔ ہم اپنے فرض کو جانتے ہیں۔ کیا ہم مسیح کو موقع دیتے ہیں کہ ہم کو بدل ڈالے؟

یا ہم صرف "خداوند، خداوند" کہتے رہتے ہیں۔ مگر وہ کام نہیں کرتے جو وہ کہتا ہے؟ ہمارے ردعمل سے فیصلہ ہو گا کہ ہم کو یہوداہ اسکریوتی کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے یا نہیں۔

جب یہوداہ نے اپنی زندگی ختم کر لی تو پیچھے گیارہ آدمی رہ گئے۔ اگرچہ بعد میں متیاہ کو اس کی جگہ چن لیا گیا مگر ایک لحاظ سے بحیثیت ایماندار ہم اپنے آپ کو بارھواں شاگرد سمجھ سکتے ہیں۔ اور ذمہ داری لے سکتے ہیں کہ خوشخبری کو یروشلیم سے باہر سامریہ اور دنیا کی آخری حدوں تک لے جانا ہے۔

ہمارا خداوند کہتا ہے "جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے، اسی طرح میں بھی تمہیں بھیجتا ہوں" (یوحنا ۲۰ : ۲۱)۔

خداوند مسیح کے بارہ ۱۲ شاگرد عام انسان تھے۔

لیکن جونہی اُن کے آقا و اُستاد نے اُن کی زندگیوں

کو چھوا وہ یکسر بدل گئے۔ وہ کون تھے؟ ——

اُستادِ اعظم یسوع مسیح کے ساتھ صحبت سے

وہ کیسے اِنسان بنے؟ —— یسوع خداوند نے

انہیں کس طرح بدل دیا؟ —— اس طرح کے

سوالات کے جوابات کی خاطر اس کتاب کا

مطالعہ کیجئے